Special Edition

احیائے اسلام اور امن عالم کا داعی کثیر الاشاعت میگزین

ماہنامہ منہاج القرآن لاہور

فروری 2023ء

19 February 2023

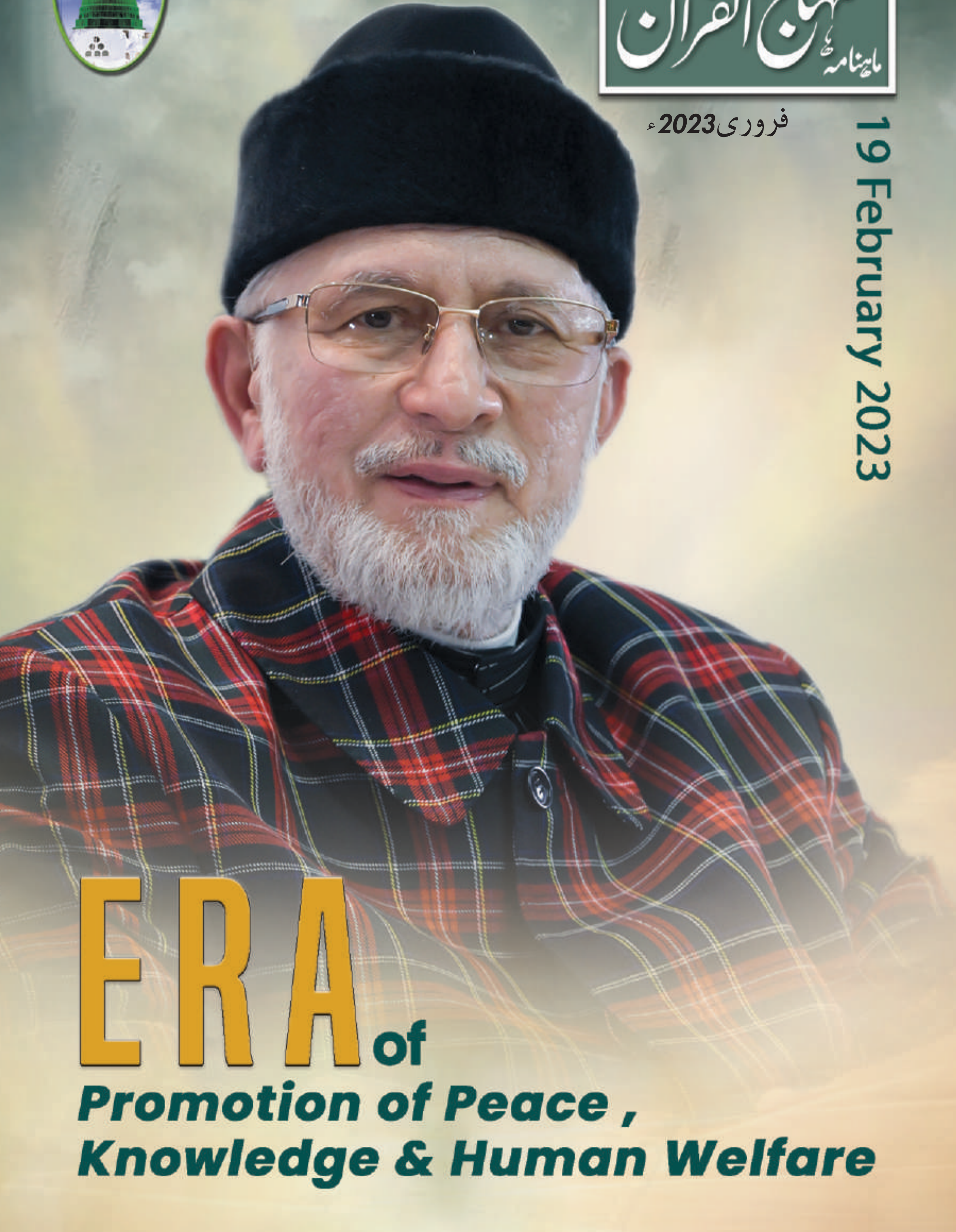

ERA of Promotion of Peace, Knowledge & Human Welfare

ہم داعیٔ اتحادِ امت، سفیرِ امن،
محبتوں کے پیامبر مجددِ رواں صدی
شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری مدظلہ کو ان کی
72 ویں
سالگرہ
کے پرمسرت موقع پر دل کی گہرائیوں سے
مبارکباد اور ان کے عزم و ہمت کو
خراجِ تحسین پیش کرتے ہیں
اللہ تعالیٰ اپنے حبیب مکرم ﷺ کے تصدق سے امت مسلمہ پر
ان کا سایہ تا دیر سلامت رکھے اور امت کو ان کے علمی و روحانی
فیوضات سے مستفیض فرمائے۔ آمین
حافظ طاہر رفیق
فیاض اکبر جوندہ
الحاج عمر تار محمد (سرپرست)
حافظ اسماعیل خطیب (صدر MQI KZN)
محمد لطیف چشتی (MQI Eastern Cape)
بشارت علی انجم (صدر MQI Free State)
علامہ رفیق علی شاہ (امیر تحریک)
محمد اصغر وڑائچ
حافظ قاسم مجید
رانا محمد آصف جمیل خان قادری
جاوید مہر
قاری شوکت علی مصطفوی
جاوید اقبال اعوان
چوہدری محمد افضل دتہ
منہاج القرآن انٹرنیشنل ساؤتھ افریقہ

احیائے اسلام اور امن عالم کا داعی کثیر الاشاعت میگزین

ماہنامہ منہاج القرآن لاہور

جلد: 37 / ۱۴۴۴ھ / فروری 2023ء
شمارہ: 2 / رجب المرجب

بفیضانِ نظر
قدوۃ الاولیاء شیخ المشائخ حضرت سیدنا طاہر علاؤالدین الگیلانی البغدادی قدس سرہ العزیز

زیر سرپرستی
شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری

زیر نگرانی
ڈاکٹر حسن محی الدین قادری | ڈاکٹر حسین محی الدین قادری

چیف ایڈیٹر: نوراللہ صدیقی

ایڈیٹر: محمد یوسف

ڈپٹی ایڈیٹر: محبوب حسین

ایڈیٹوریل بورڈ
محمد رفیق نجم، محمد فاروق رانا
عین الحق بغدادی

مجلس مشاورت
خرم نواز گنڈاپور، احمد نواز انجم
جی ایم ملک، محمد جواد حامد، سرفراز احمد خان
منظور حسین قادری، غلام مرتضیٰ علوی

قلمی معاونین
مفتی عبدالقیوم خان ہزاروی، محمد شفقت اللہ قادری
ڈاکٹر طاہر حمید تنولی، پروفیسر محمد الیاس اعظمی
ڈاکٹر ممتاز احمد سدیدی، ڈاکٹر محمد افضل قادری

حسنِ ترتیب

خصوصی اشاعت

اداریہ: شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری: ہمہ جہت شخصیت	محمد فاروق رانا	3
عصرِ حاضر کے عظیم مصلح	علامہ غلام مرتضیٰ علوی	8
ڈاکٹر طاہرالقادری کے معاشی افکار کی عصری معنویت	ڈاکٹر محمد افضل قادری	12
شیخ الاسلام کے تصورِ تجدید و احیائے دین کی انفرادیت	ڈاکٹر محمد رفیق حبیب	24
اعتدال اور رواداری کے فروغ میں شیخ الاسلام کا کردار	انجینئر محمد رفیق نجم	30
شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کی سیاسی بصیرت	شبیر حسین دیو	33
عالمی سطح پر شیخ الاسلام کی علمی و فکری کاوشوں کا اعتراف	محمد فاروق رانا	38
شیخ الاسلام سے اختلافات کی وجوہات: ناسمجھی، لالچ، حسد	عبدالستار منہاجین	45
فکرِ رومی کا تسلسل و ارتقاء اور شیخ الاسلام	ڈاکٹر نورالزماں نوری	55
نابغہ عصر کی شخصیت اور فکری اثرات	ڈاکٹر نعیم انور نعمانی	63
ابحارِ علم و معرفت کا حسین سنگم	محمد شفقت اللہ قادری	69
شیخ الاسلام کے رشحاتِ قلم: 2022ء	محمد فاروق رانا	77
فہمِ دین پراجیکٹ: تعارف و کارکردگی	حفیظ اللہ جاوید	82
TMQ کے عظیم پراجیکٹس: الاعظمیہ انسٹی ٹیوٹ اور بیت الزہراء	محمد شاہد لطیف	85

ملک بھر کے تعلیمی اداروں اور لائبریریوں کیلئے منظور شدہ
www.minhaj.info
www.facebook.com/minhajulquran
email:mqmujallah@gmail.com (مجلّہ آفس و سالانہ خریداران)
minhaj.membership@gmail.com (نظامت ممبرشپ/رفقاء)
smdfa@minhaj.org (بیرون ملک رفقاء)

کمپیوٹر آپریٹر: محمد اشفاق انجم | گرافکس: عبدالسلام
خطاطی: محمد اکرم قادری | عکاسی: قاضی محمود الاسلام

قیمت خصوصی شمارہ: 100 روپے
سالانہ خریداری: 700 روپے

انتباہ! مجلّہ منہاج القرآن میں آنے والے جملہ پرائیویٹ اشتہار خلوص نیت سے شائع کئے جاتے ہیں، ادارہ کی کسی کاروبار میں شراکت ہے اور نہ ہی ادارہ فریقین کے درمیان کسی بھی قسم کے لین دین کا ذمہ دار ہوگا۔

بدل اشتراک: مشرق وسطی جنوب مشرقی ایشیاء، یورپ، افریقہ، آسٹریلیا، کینیڈا، مشرق بعید جنوبی امریکہ و ریاستہائے متحدہ امریکہ 30 امریکی ڈالر سالانہ

ترسیل زر کا پتہ: اکاؤنٹ نمبر 01970014575103 حبیب بینک فیصل ٹاؤن برانچ ماڈل ٹاؤن لاہور پاکستان

ناشر: محمد اشرف قادری، مطبع: منہاج القرآن پرنٹرز 365 ایم ماڈل ٹاؤن لاہور UAN:042-111-140-140 Ext:128

https://www.minhaj.info/

حمد باری تعالیٰ

خدا ہی کو زیبا ہیں سب خوبیاں
جو ہے پاک پروردگارِ جہاں

قیامت کے دن کا ہے مالک وہی
جو دے گا جزا سب کو اعمال کی

فقط ہم تجھے پوجتے ہیں خدا
تجھی سے مدد مانگتے ہیں سدا

دکھا ہم کو یا رب رہِ مستقیم
ہمیں راہِ حق پر چلا اے کریم

تو ان پاک لوگوں کا رستہ دکھا
کہ جن پر سدا فضل تیرا ہوا

نہ ان کا ہوا جن پہ نازل غضب
نہ گمراہوں کی رہ دکھا میرے رب

ہماری دعا کر قبول اے خدا
تیرے بن نہیں کوئی سنتا دعا

﴿حدید مرزا﴾

نعتِ رسولِ مقبول ﷺ

وہ آ گئے ہیں تو زندگی کا نظام آسان ہوگیا ہے
انہی کے صدقے میں آدمی آپ اپنی پہچان ہوگیا ہے

نہ کوئی کالا رہا نہ گورا، نہ کوئی ادنیٰ رہا نہ اعلیٰ
اضافتوں سے بلند و بالا وجودِ انسان ہوگیا ہے

جو ان سے منسوب ہوگئی ہے وہ بات ایمان بن گئی ہے
جو ان کے ہونٹوں پہ آگیا ہے، وہ لفظ قرآن ہوگیا ہے

برس گئے ہیں وہ زندگی پر حقیقتوں کا سحاب بن کر
ہم اپنی ہستی سمجھ گئے ہیں، خدا کا عرفان ہوگیا ہے

ہر آدمی ان کے واسطے سے زمین پر محترم ہوا ہے
وہ ایک بندہ جو لامکاں میں خدا کا مہمان ہوگیا ہے

وجودِ ہستی کا ذرّہ ذرّہ انہی کا احسان مند ٹھہرا
وہ جن کا آنا فسانۂ دوجہاں کا عنوان ہوگیا ہے

یہ ان کی معجز نمائیاں ہیں! یہ ان کی عقدہ کشائیاں ہیں
کہ آج قلب و نظر کا ہر زاویہ مسلمان ہوگیا ہے

﴿حکیم سرو سہارنپوری﴾

https://www.minhaj.info/

اداریہ

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری: ہمہ جہت شخصیت

محمد فاروق رانا (ڈائریکٹر فریدِ ملت رِیسرچ اِنسٹی ٹیوٹ)

عہدِ حاضر کے عظیم اِسلامی مفکر، مجدّد، محدّث، مفسر اور نابغۂ عصر شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری پاکستان کے شہر جھنگ میں 1951ء میں پیدا ہوئے۔آپ نے جدید علوم کے ساتھ ساتھ قدیم اِسلامی علوم بھی حاصل کیے۔ پنجاب یونی ورسٹی سے ایم۔ اے اور قانون کے اِمتحانات اَعلیٰ ترین اِعزازات کے ساتھ پاس کیے اور Punishments in Islam, their Classification and Philosophy کے موضوع پر ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل کی۔

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری نے عالمِ اِسلام کی عظیم المرتبت روحانی شخصیت قدوۃ الاولیاء سیدنا طاہر علاؤ الدین القادری الگیلانی البغدادی سے طریقت و تصوف اور سلوک و معرفت کی تعلیم و تربیت حاصل کی اور اَخذِ فیض کیا۔آپ نے علم التفسیر، علم الحدیث، علم الفقہ، علم التصوف والمعرفۃ، علم اللغۃ والأدب، علم النحو والبلاغۃ اور دیگر کئی اِسلامی علوم و فنون اور منقولات و معقولات کا درس اور اَسانید و اِجازات اپنے والد گرامی سمیت ایسے جید شیوخ اور کبار علماء سے حاصل کی ہیں جنہیں گزشتہ صدی میں اِسلامی علوم کے باب میں نہ صرف حجت تسلیم کیا جاتا ہے، بلکہ وہ حضور نبی اکرم ﷺ تک مستند و معتبر اَسانید کے ذریعے منسلک ہیں۔آپ نے اپنے سلسلۂ سند کی درج ذیل دو کتبِ اَسانید (الأثبات) میں اپنے پانچ سو سے زائد طُرقِ علمی کا ذکر کیا ہے:

۱۔ اَلْجَوَاهِرُ الْبَاهِرَة فِي الْأَسَانِيْدِ الطَّاهِرَة ۲۔ اَلسُّبُلُ الْوَهبِيَّة فِي الْأَسَانِيْدِ الذَّهَبِيَّة

شیخ الاسلام کے اَساتذہ میں عرب و عجم کی معروف شخصیات شامل ہیں، جن میں الشیخ المعمّر حضرت ضیاء الدین احمد القادری المدنی، محدّث الحرم الامام علوی بن عباس المالکی المکی، الشیخ السید محمد الفاتح بن محمد المکی الکتانی، محدثِ اعظم علامہ سردار احمد قادری، علامہ سید ابو البرکات احمد محدث الوری، علامہ سید احمد سعید کاظمی امروہی، علامہ عبد الرشید الرضوی اور ڈاکٹر برہان احمد فاروقی رحمہم اللہ جیسے عظیم المرتبت علماء شامل ہیں۔آپ کو امام یوسف بن اسماعیل النبہانیؒ سے الشیخ حسین بن احمد عسیران اللبنانیؒ کے صرف ایک واسطے سے شرفِ تلمذ حاصل ہے۔اِسی طرح آپ کو حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ سے ان کے خلیفہ الشیخ السید عبد المعبود الجیلانی المدنیؒ کے ایک واسطے سے شرفِ تلمذ حاصل ہے۔امام الہند حضرت الشاہ احمد رضا خانؒ کے ساتھ صرف ایک واسطہ سے تین الگ طُرق کے ذریعے شرفِ تلمذ حاصل ہے۔علاوہ ازیں آپ نے حرمین شریفین، بغداد، شام، لبنان، طرابلس، مغرب، شنقیط (موریطانیہ)، یمن (حضر موت) اور پاک و ہند کے اَجل شیوخ سے بھی اِجازات حاصل کی ہیں۔یوں شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی ذاتِ گرامی میں دنیا بھر کے شہرہ آفاق مراکزِ علمی کے لامحدود فیوضات جمع ہیں۔

https://www.minhaj.info/

تجدیدِ دین اور احیائے اسلام کے لیے عملی کاوشیں

حضرت شیخ الاسلام کی شخصیت کا سب سے اہم پہلو یہ ہے کہ آپ نے صرف فکر اور نظریہ ہی نہیں دیا بلکہ اُسے عملی جامہ پہنانے کی کامیاب سعی بھی کی ہے۔آپ نے علمی و فکری اور اخلاقی و روحانی تعلیم و تربیت کا ایک منظم نیٹ ورک تحریک منہاج القرآن کی شکل میں دنیا کو عطا کیا ہے۔آج شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی قائم کردہ تحریکِ منہاجُ القرآن دنیا کے 90 سے زائد ممالک میں اِسلام کا آفاقی پیغامِ امن و سلامتی عام کرنے میں مصروفِ عمل ہے۔ عالمی سطح پر آپ کو امن کے سفیر کے طور پر پہچانا جاتا ہے۔

✯ حضرت شیخ الاسلام کی فکر کا مابہ الامتیاز پہلو یہ بھی ہے کہ صرف تعلیم کسی فرد کو معاشرے کا فعال کردار نہیں بنا سکتی، اس کے ساتھ تربیت کے ایک مربوط نظام کی تشکیل وتعمیر بھی ازبس ضروری ہے۔اسی فکر کو عملی جامہ پہناتے ہوئے آپ دنیا بھر میں اَخلاقی و روحانی تربیت اور انتہا پسندی و دہشت گردی کے خاتمے کے لیے کیمپس منعقد کرتے ہیں۔ مغربی ممالک اور یورپ میں بسنے والے مسلمانوں کے لیے الہدایہ کیمپس کا انعقاد اسی سلسلہ کی ایک زرتاب کڑی ہے۔ جب کہ اَخلاقی و روحانی تربیت کا سالانہ اجتماع ہر سال ماہِ رمضان کے آخری عشرہ میں مسنون اعتکاف کی صورت میں بھی منعقد ہوتا ہے۔آپ نے گوشۂ درود کی صورت میں ایک ایسے خانقاہی نظام کی بنیاد رکھی ہے جہاں چوبیس گھنٹے تزکیہ و تربیتِ نفس کا اہتمام جاری و ساری ہے۔یوں یہ تمام مراکز ایک مربوط نظام کی شکل میں مسلمانانِ عالم کے ذاتِ الٰہی اور حبیبِ کبریا ﷺ کے ساتھ تعلقِ ایمانی و حُبی کو جلا بخشنے کے ساتھ ساتھ اُن کی اَخلاقی و روحانی تربیت کا بھی ذریعہ بن رہے ہیں۔

✯ بہبودِ اِنسانی کے لیے آپ کی علمی و فکری اور سماجی و فلاحی خدمات کا بین الاقوامی سطح پر اِعتراف بھی تاریخ کا حصہ ہے۔آپ نے پاکستان میں جہالت کے اندھیروں کو دور کرنے اور شعور و آگاہی کی مشعلیں روشن کرنے کے لیے 'عوامی تعلیمی منصوبہ' کی بنیاد رکھی، جو غیر سرکاری سطح پر دنیا بھر کا سب سے بڑا تعلیمی منصوبہ ہے۔اِس منصوبے کے تحت اب تک ایک چارٹرڈ یونی ورسٹی (منہاج یونی ورسٹی لاہور) اور پاکستان بھر میں 600 سے زائد اسکولز و کالجز کا قیام عمل میں لایا جاچکا ہے۔

✯ دُنیا بھر کے پسماندہ، محتاج اور ضرورت مند افراد کی فلاحِ عام اور خدمتِ انسانیت کے لیے آپ نے منہاج ویلفیئر فاؤنڈیشن قائم کی، جو آج ایک بین الاقوامی فلاحی و رفاہی تنظیم بن چکی ہے اور معاشرے کے پسے اور محروم طبقات کو تمام شعبہ ہائے زندگی میں مدد و تعاون فراہم کرنے کے لیے دنیا بھر میں کوشاں ہے۔

علمی و فکری کاوشیں

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری پنجاب یونی ورسٹی لاء کالج میں قانون کے پروفیسر کی حیثیت سے LLM کی کلاسز کو پڑھاتے رہے ہیں۔آپ نے پاکستان، امریکہ، کینیڈا، برطانیہ، سکینڈی نیویا، یورپ، افریقہ، آسٹریلیا اور ایشیا خصوصاً مشرقِ وُسطی اور مشرقِ بعید میں اِسلام کے مذہبی و سیاسی، روحانی و اَخلاقی، قانونی و تاریخی، معاشی و اِقتصادی، معاشرتی و سماجی اور تقابلی پہلوؤں پر ہزاروں لیکچرز دیے۔آپ کے مختلف النوع سیکڑوں موضوعات پر 7 ہزار سے زائد لیکچرز ریکارڈ (صدا بند) ہیں، جن میں بعض موضوعات ایک ایک سو سے زائد خطابات کی

https://www.minhaj.info/

سیریز کی شکل میں ہیں۔ آپ کی تصانیف کی تعداد ایک ہزار (1,000) ہے، جن میں سے 2022ء تک 620 سے زائد کتب اُردو، انگریزی اور عربی میں طبع ہو چکی ہیں، جب کہ متعدد موضوعات پر آپ کی بقیہ کتب کے مسوّدات طباعت کے مختلف مراحل میں ہیں۔ دنیا کی مختلف مقامی و بین الاقوامی زبانوں میں آپ کی متعدد کتب کے تراجم بھی ہو چکے ہیں۔ آپ کی تصانیف کا اجمالی جائزہ نذرِ قارئین ہے:

۱۔ آپ نے دورِ جدید کے چیلنجز کو سامنے رکھتے ہوئے اپنے علمی و تجدیدی کام کی بنیاد عصری ضروریات کے گہرے اور حقیقت پسندانہ تجزیاتی مطالعے پر رکھی، جس نے کئی قابلِ تقلید نظائر قائم کیں۔ فروغِ دین میں آپ کی دعوتی و تجدیدی اور اِجتہادی کاوشیں منفرد حیثیت کی حامل ہیں۔ جدید عصری علوم میں وقیع خدمات سرانجام دینے کے ساتھ ساتھ آپ نے 'عرفان القرآن' کے نام سے اُردو اور انگریزی زبان میں جامع اور عام فہم ترجمہ کیا ہے جو کہ اب تک نارویجن، فنش (فن لینڈ)، یونانی، ڈینش (ڈنمارک)، ہندی، سندھی، پشتو، بنگالی اور کشمیری زبانوں میں بھی چھپ چکا ہے۔ یہ ترجمہ قرآن حکیم کے اُلوہی بیان کی لغوی، نحوی، اَدبی، علمی، اِعتقادی، فکری اور سائنسی خصوصیات کا آئینہ دار ہے۔ یہ ترجمہ کئی جہات سے عصرِ حاضر کے دیگر تراجم کی بہ نسبت زیادہ جامع اور منفرد ہے۔ عرفان القرآن کا فرانسیسی اور گجراتی زبانوں میں بھی ترجمہ ہو رہا ہے۔

۲۔ قرآن فہمی کے باب میں آپ کا ایک عظیم شاہ کار 8 جلدوں پر مشتمل مضامینِ قرآن کا مجموعہ 'اَلْمَوْسُوْعَةُ الْقُرْآنِيَّةُ الْمَوْضُوْعِيَّة (قرآنی اِنسائیکلوپیڈیا)' ہے۔ اِس اِنسائیکلوپیڈیا کے ذریعے آپ نے قرآن مجید کے ہزاروں مضامین تک تمام طبقات کے لیے براہِ راست رسائی کا دَروا کر دیا ہے۔ 5 ہزار موضوعات پر مشتمل یہ اِنسائیکلوپیڈیا شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کے نصف صدی سے زائد مطالعہ قرآن کا نچوڑ اور عرق و عطر ہے۔ قرآنی اِنسائیکلوپیڈیا دراصل رُشد و ہدایت کا ایک ایسا نسخہ کیمیا ہے جس سے نہ صرف اُمت کا قرآن مجید سے ٹوٹا ہوا تعلق بحال ہوگا بلکہ رہتی دنیا تک علما و طلبہ کو تقریر و تحریر کے لیے ہزاروں قرآنی موضوعات تک رسائی ہوگی۔ اس طرح یہ مجموعہ مطالعہ قرآن کے باب میں عصری تقاضوں کو پورا کرنے کے ساتھ ساتھ اِن شاء اللہ آنے والی نسلوں کی علمی، سائنسی، فکری، اَخلاقی، روحانی، سیاسی، معاشی اور معاشرتی موضوعات پر بھرپور راہ نُمائی کرتا رہے گا۔

۳۔ عربی زبان میں 20 جلدوں پر مشتمل عظیم تفسیر القرآن لکھ کر آپ نے خدمتِ قرآن کا ایک اور باب بھی مکمل کیا ہے۔ اِس فقید المثال تفسیر کا ایک جلد پر مشتمل مفصل مقدمہ علم التفسیر میں ایک عظیم اور نادر و منفرد کاوش ہے۔ یہ مقدمہ علوم القرآن اور تفسیر کے اُصولی مباحث کا ہر جہت سے اِحاطہ کیے ہوئے ہے۔ اِسی طرح پوری ایک جلد سورۃ الفاتحہ کی تفسیر کے لیے مختص ہے۔ اس تفسیر کا منہج "الاتجاه الجامعي" پر مشتمل ہے۔ یہ تفسیر بالماثور بھی ہے اور تفسیر بالرائے بھی ہے۔۔۔ یہ تفسیر عقلی اور نقلی، دونوں پہلوؤں کا حسین و بلیغ مرقع ہے۔۔۔ اس تفسیر میں لغوی پہلو (اَلْحَمْد سے وَالنَّاس تک قرآنی الفاظ و مفردات کے معانی) بھی ہے اور ہر آیت کا 'تربوی پہلو' بھی ہے۔۔۔ یہ تفسیر حسبِ ضرورت اِعتقادی، فقہی، علمی و سائنسی، فکری و نظری اور اِشاری پہلو کو بھی محیط ہے۔ اس لحاظ سے یہ تفسیر اپنے اندر ہمہ جہت تفسیری نکات سموئے ہوئے ہے۔

۴۔ علم الحدیث میں آپ کی تالیفات ایک گراں قدر علمی سرمایہ ہیں۔ آپ کی ضخیم ترین تصنیف Encyclopedia of Sunna ہے، جو کم و بیش 50 جلدوں پر مشتمل ہے۔ اِس عظیم پراجیکٹ کا ایک حصہ جَامِعُ السُّنَّة فِيمَا يَحْتَاجُ إِلَيْهِ آخِرُ الْأُمَّة ہے، جس میں عقائد و عبادات، فضائلِ اَعمال، حقوق و فرائض، اَخلاق و آداب، اَذکار و

https://www.minhaj.info/

دعوات، اَمن و سلامتی اور معاملات و عمرانیات جیسے مختلف النوع جدید موضوعات کا احاطہ کیا گیا ہے۔
Encyclopedia of Sunna کے دوسرے حصے کا عنوان ہے: جَامِعُ الْأَحْكَام مِنْ أَحَادِيْثِ خَيْرِ الْأَنَامﷺ (اَلْأَدِلَّةُ الْحَنَفِيَّةُ مِنَ الْأَحَادِيْثِ النَّبَوِيَّة)۔ یہ حصہ زیادہ تر اَحکام و واجبات پر مشتمل آیات واحادیث اور آثار واقوال کا احاطہ کرتا ہے۔ اِس اِنسائیکلوپیڈیا کا تیسرا حصہ مُخْتَصَرُ الْجَامِعِ الْكَبِيْر ہے، جس میں روزمرہ زندگی کی ضروریات کے مطابق حروفِ تہجی کی ترتیب سے 6 ہزار صحیح اور حسن احادیث جمع کی گئی ہے۔ Encyclopedia of Sunna عصرِ حاضر کے تقاضوں کے مطابق ایک نادِر علمی کاوش ہے۔ اس کی مثال پچھلی کئی صدیوں کے علمی سرمائے میں ناپید ہے۔ اِس عظیم اِنسائیکلوپیڈیا کا ہر موضوع آیاتِ قرآنیہ سے مزین ہونے کے ساتھ ساتھ مستند و معتبر احادیث مبارکہ کا گراں قدر ذخیرہ ہے۔ یہ ائمہ سلف صالحین کی تصریحات و توضیحات کا بھی عظیم مرقع ہے، جس میں مفسرین و محدّثین کی تشریحات بھی بہ کثرت ہیں۔ عام قارئین کے لیے سلیس و بامحاورہ اُردو ترجمہ مع جدید تحقیق و تخریج پیش کیا گیا ہے۔

۵۔ ایک کتاب حضور نبی اکرمﷺ کے اَخلاقِ کریمانہ کے حسین تذکرہ پر مشتمل ہے، جس کا عنوان ہے: اَلرَّوْضُ الْبَاسِمْ مِنْ خُلُقِ النَّبِيِّ الْقَاسِمﷺ۔ قرآنی آیات، احادیث مبارکہ اور اَقوالِ ائمہ سے مزین چار جلدوں پر مشتمل یہ کتاب ایک مومن و مسلمان کے اَخلاق و کردار کا حقیقی تصور پیش کرتی ہے۔ یہ کتاب ہماری راہ نُمائی کرتی ہے کہ بہ طور مسلمان ہمیں کن اَخلاقِ حسنہ کو شعارِ زندگی بنانا چاہیے، اور کن اَخلاقِ رذیلہ سے اِجتناب روا رکھنا چاہیے۔

۶۔ امام نووی کی رِيَاضُ الصَّالِحِيْن اور خطیب تبریزی کی مِشْكَاةُ الْمَصَابِيْح کے اُسلوب پر دورِ حاضر کے تقاضوں کے مطابق شیخ الاسلام دامت برکاتہم العالیہ کی معرکہ آراء تالیف اَلْمِنْهَاجُ السَّوِيّ مِنَ الْحَدِيْثِ النَّبَوِيّ پوری دنیا میں ہر خاص و عام سے دادو تحسین وصول کر چکی ہے۔ یہ کتاب اردو، انگریزی، ہندی اور سندھی زبانوں میں طبع ہو چکی ہے، جب کہ دیگر زبانوں میں بھی تراجم کا کام جاری ہے۔

۷۔ شیخ الاسلام نے مَوْسُوْعَةُ عُلُوْمِ الْحَدِيْث (Encyclopedia of Hadith Studies) کے عنوان سے عِلْمُ مُصْطَلَحِ الْحَدِيْث پر اِس صدی کا عظیم تجدیدی کام کیا ہے۔ اِس موضوع پر امام شمس الدین سخاویؒ اور امام جلال الدین سیوطیؒ کے زمانے تک کئی کئی جلدوں کے کام ہوتے رہے ہیں، مگر گزشتہ دو تین صدیوں میں اتنا وقیع کام نہیں ہوا۔ اب بتوفیقہ تعالیٰ اُن ائمہ و محققین کے علمی گلستان سے پھول چُن چُن کر ایک بڑا گلدستہ تیار ہوا ہے، جس کے خوش نُما رنگ آنکھوں کو طراوت بخشیں گے اور خوش بو مشامِ جاں کو معطر کرے گی۔ بلا شبہ شیخ الاسلام دامت برکاتہم العالیہ کی شبانہ روز کاوشوں کے نتیجے میں آج منظر عام پر آنے والا یہ موسوعہ (encyclopedia) ہر مسلک اور مکتبِ فکر سے تعلق رکھنے والے علماء و اَساتذہ، شیوخ، طلبہ و طالبات اور علوم الحدیث سے شغف رکھنے والے اَفراد کے لیے ایک عدیم النظیر تحفہ ہے۔

۸۔ اِسی طرح قاضی عیاض کی اَلشِّفَا کی طرز پر مَكَانَةُ الرِّسَالَةِ الْمُحَمَّدِيَّة کے عنوان سے عربی زبان میں عظیم علمی شاہکار بھی زیرِ طبع ہے۔ یہ کتاب حضور نبی اکرمﷺ کے فضائل وخصائص کا خوب صورت گل دستہ ہے۔

۹۔ اُردو زبان میں سیرۃ الرسولﷺ کی بارہ جلدوں پر مشتمل سب سے ضخیم، وقیع اور جید تصنیف بھی آپ کے خامہ عنبر

https://www.minhaj.info/

شمامہ کاشہ کار ہے۔

١٠۔ اَہلِ بیتِ اَطہار علیہم السلام کے فضائل و مناقب اور سوانح پر آپ کی 33 سے زائد تصانیف و تالیفات منصہ ظہور پر آکر قبولِ عام اور شہرتِ دوام حاصل کر چکی ہیں۔

١١۔ اسی طرح صدیوں سے وارِد شدہ اِشکال کا اِزالہ کرتے ہوئے آپ نے سیدنا علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی مرویّات پر مشتمل کتاب مُسنَد الإمام علي علیہ السلام ترتیب دی ہے، جس میں کم و بیش 15 ہزار روایات کو جمع کیا ہے، جب کہ قبل ازیں بابِ مدینۂ علم سیدنا علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے منسوب روایات کا عدد 600 سے بھی کم تھا۔

١٢۔ عربی زبان میں آپ کی تحقیقات کا نادر مجموعہ ''الموسوعة القادرية'' کے عنوان سے قریب التکمیل ہے۔ یہ کم و بیش 30 جلدوں پر مشتمل ہوگا۔

✯ علاوہ ازیں اِیمانیات، اِعتقادیات، تصوف و روحانیت، معاشیات و سیاسیات، سائنس اور جدید عصری موضوعات پر آپ کی متعدد تصانیف کے دنیا کی بڑی زبانوں میں تراجم ہو رہے ہیں۔

فروغِ اَمن اور اِنسدادِ اِنتہا پسندی و دہشت گردی کے لیے کاوشیں

دہشت گردی اور فتنہ خوارج کے خلاف آپ کا مبسوط تاریخی فتویٰ دنیا بھر میں قبولِ عام حاصل کر چکا ہے، اسے دنیا بھر کے محققین نے سراہا ہے۔ عالم اسلام کے سب سے بڑے تحقیقی ادارے مجمع البحوث الإسلامیة (قاہرہ، مصر) نے اس کے مشتملات کی تائید کی ہے اور اس پر مفصل تقریظ بھی لکھی ہے۔ آپ کا یہ تاریخی فتویٰ اِس وقت تک اردو، عربی، انگریزی، نارویجین، فرانسیسی، انڈونیشین، ملائیشین، فارسی، ہندی اور سندھی زبانوں میں شائع ہو چکا ہے، جب کہ ڈینش، ہسپانوی، بنگالی، ملایالم اور ترکی زبانوں میں بھی جلد شائع ہوگا۔

بین المسالک ہم آہنگی، بین المذاہب رواداری اور انسانی حقوق کے فروغ کے لیے شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی خدمات سنہری حروف میں لکھے جانے کے قابل ہیں۔ آپ نے قیامِ اَمن اور انتہا پسندی و دہشت گردی کی بیخ کنی و سرکوبی کے لیے اُردو، انگریزی اور عربی زبان میں 50 کتب پر مشتمل 'فروغِ اَمن اور اِنسدادِ دہشت گردی کا اِسلامی نصاب (Islamic Curriculum on Peace and Counter-Terrorism)' تشکیل دیا ہے۔ علاوہ ازیں اِن جہات پر کام کے لیے الگ فورمز بھی قائم کیے جو پاکستان اور بیرونی دنیا میں سرگرمِ عمل ہیں۔

✯ قیامِ امن، اتحاد و یگانگت، بین المذاہب رواداری، انسانی حقوق کی بجاآوری، فروغِ تعلیم اور اِنتہا پسندی و شدت پسندی کے خلاف شعور کی بیداری کے حوالے سے شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری دنیا بھر میں مختلف سیمینارز، کانفرنسز اور ورکشاپس میں شرکت کرتے اور لیکچرز دیتے ہیں۔ آپ کی ان جملہ کاوشوں کو اقوامِ متحدہ، ورلڈ اکنامک فورم، OIC، جامعۃ الازہر اور دیگر عالمی فورمز پر نہ صرف سراہا گیا بلکہ ان کا باقاعدہ اعتراف بھی کیا گیا۔ (ان کی تفصیلات اسی خصوصی شمارہ میں ملاحظہ فرمائیں)

✯ ماضی قریب میں ایسی کوئی نظیر نہیں ملتی کہ فردِ واحد نے اپنی دانش و فکر اور عملی جدّ و جہد سے فکری و عملی، تعلیمی و تحقیقی، روحانی و اَخلاقی اور فلاحی و بہبودی سطح پر ملتِ اِسلامیہ کے لیے اِتنے مختصر وقت میں اِتنی بے مثال اور لائقِ رشک خدمات انجام دی ہوں۔ آپ کی یہ خدمات ایک فرد یا جماعت کی خدمات سے کہیں زیادہ بلکہ ایک ریاست کی سطح کی خدمات ہیں۔ بلا شبہ شیخ الاسلام پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری ایک فرد نہیں بلکہ عہدِ نَو میں ملتِ اِسلامیہ کے تابندہ و روشن مستقبل کی نوید ہیں۔

https://www.minhaj.info/

عصرِ حاضر کے عظیم مصلح

اخلاقی و روحانی، فکری و نظریاتی، مذہبی و معاشرتی اصلاح کے لئے شیخ الاسلام کی تقریری، تحریری، تالیفی و تصنیفی خدمات گراں قدر ہیں

علامہ غلام مرتضیٰ علوی

انسان زمین پر اللہ کا نائب ہے۔ جب بندہ فرش پر رہتے ہوئے اپنے خالق سے تعلقِ بندگی مضبوط کرلیتا ہے، یعنی جسم فرشی اور اس کی طبیعت عرشی ہو جائے، تو اللہ رب العزت اسے اپنی صفات کا رنگ عطا فرماتا ہے۔ جب اللہ اپنے بندے کو اپنی صفات میں سے ہدایت و راہنمائی اور تربیت کا رنگ عطا کرتا ہے تو بندہ کہیں والد کے روپ میں بچوں کی تربیت کرتا دکھائی دیتا ہے، کہیں استاد کے روپ میں علم کے نور سے جہالت کے اندھیرے دور کرکے ہدایت کا نور بانٹتا ہے، کہیں شیخ اور مربی کے روپ میں مریدین کی ظاہری و باطنی اور روحانی اصلاح کی جدوجہد کرتا دکھائی دیتا ہے تو کہیں قائد، رہبر اور کہیں ہر صدی میں آنے والے مجدد کے روپ میں قوموں کی علمی، فکری، مذہبی، اخلاقی، روحانی اور معاشرتی اصلاحِ احوال کا فریضہ ادا کرتے دکھائی دیتا ہے۔

اگر ہم امتِ مسلمہ کے تابناک ماضی کو دیکھیں تو کہیں امام اعظم ابو حنیفہؒ علمی و فقہی اصلاح کرتے دکھائی دیتے ہیں، کہیں سید شیخ عبد القادر جیلانیؒ امت کی علمی، فکری اور اخلاقی اصلاح کرتے دکھائی دیتے ہیں۔ اگر برصغیر کے معاشرے کو دیکھیں تو کہیں سیدنا علی بن عثمان الهجویریؒ، کہیں خواجہ معین الدین چشتی اجمیریؒ علمی، فکری، اخلاقی و روحانی اصلاحِ احوال کرتے دکھائی دیتے ہیں، حتی کہ مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندیؒ خطۂ برصغیر سے سیاسی اصلاح احوال کا فریضہ سرانجام دیتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں۔ اگر ہم دورِ حاضر میں خصوصاً خطۂ پاکستان اور بالعموم پوری دنیا میں اصلاح احوال کی جدوجہد کرنے والی ہستیوں کو دیکھیں تو ہمیں سر فہرست شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری مدظلہ کی شخصیت دکھائی دیتی ہے۔

حضور نبی اکرم ﷺ نے ہر صدی میں آنے والے مجدّدین کا دائرہ کار کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

اِنَّ اللهَ یَبْعَثُ لِهٰذِهِ الْأُمَّةِ عَلٰی رَأسِ کُلِّ مِاْئَةِ سَنَةٍ مَنْ یُجَدِّدُ لَهَا دِیْنَهَا۔ (سنن ابی داود، رقم: ۴۲۹۱)

”بے شک اللہ تعالیٰ اس امت میں ہر صدی کے آغاز پر ایک ایسے شخص کو بھیجتا ہے جو ان کے لیے ان کے دین کی تجدید کر دیتا ہے۔“

حضور نبی اکرم ﷺ نے ”دِیْنَهَا“ کے الفاظ فرمائے۔ دین؛ مذہب اور معاشرت کا مجموعہ ہے، دین زندگی کے جملہ پہلوؤں کا احاطہ کرتا ہے اور مجدد کی جدوجہد کا دائرہ کار بھی دین کے جملہ پہلوؤں پر محیط ہوتا ہے۔

اصلاحِ احوال کے جملہ پہلوؤں میں شیخ الاسلام کا کردار

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری پندرھویں صدی ہجری کے مجدّد ہیں۔ آپ کو اللہ رب العزت نے دین کے جملہ پہلوؤں میں خدمت کی توفیق اور موقع عنایت فرمایا ہے۔ اگر ہم شیخ الاسلام کی خدمات کے بیسیوں پہلوؤں میں سے صرف ایک پہلو اصلاحِ احوال کو لیں تو اس میدان میں اللہ رب العزت نے شیخ الاسلام کو حسبِ ذیل خدمات کی توفیق مرحمت فرمائی ہے:

۱۔ اخلاقی و روحانی اصلاحِ احوال

۲۔ فکری و نظریاتی اصلاحِ احوال

https://www.minhaj.info/

۳۔ اعتقادی اصلاحِ احوال

۴۔ علمی و تعلیمی اصلاحِ احوال

۵۔ تنظیمی و انتظامی اصلاحِ احوال

۶۔ معاشرتی اصلاحِ احوال

زیرِ نظر مضمون میں ہم شیخ الاسلام کی مذہبی اور معاشرتی میدانوں میں اصلاحِ احوال کی خدمات کا جائزہ لیں گے:

(۱) مذہبی اصلاحِ احوال میں کردار

عقائد اور عبادات کا مجموعہ مذہب کہلاتا ہے۔ اگر ہم 4 عشرے قبل اپنے معاشرے کی مذہبی صورت حال کا جائزہ لیں تو ہمیں جو ماحول دکھائی دیتا ہے اس کا نقشہ کچھ یوں دکھائی دیتا ہے:

☆ عقائد میں اعتدال و توازن کی بجائے انتہا پسندی اور نفرت و کدورت عام ہو چکی تھی۔

☆ عقیدۂ توحید کے نام پر بارگاہِ رسالتِ مآب ﷺ سے تعلق کو کمزور کیا جا رہا تھا۔

☆ فتنۂ خوارج ہر طرف تنگ نظری اور انتہا پسندی کے ذریعے دہشت گردی کے بیج بو رہا تھا۔

☆ عقائد اور عبادات کے ہر پہلو پر دلیل قرآن و حدیث کی بجائے قصے کہانیاں اور اشعار رہ گئے تھے۔

☆ عبادات؛ رسم و رواج بن چکی تھیں اور عبادت کی روح یعنی خدمتِ انسانیت کو فراموش کیا جا چکا تھا۔

ایسے ماحول میں شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری نے 1980ء میں ادارہ منہاج القرآن کی بنیاد رکھی اور سب سے پہلے مذہبی میدان میں اصلاحِ احوال کی جدوجہد کا آغاز کیا۔ آپ نے عقائد کی اصلاح کرتے ہوئے کم و بیش 100 سے زائد کتب تحریر فرمائیں۔ ان کتب میں عقیدے کے جملہ موضوعات کو پوری تفصیل سے واضح کیا۔ آپ نے اپنی دلیل کی بنیاد قرآن و حدیث پر رکھی۔ دعوت و تبلیغ میں گالم گلوچ اور کفر کے فتوؤں کا کلچر عام ہو چکا تھا۔ آپ کی 42 سالہ محنت کا ثمر یہ ہے کہ آج کفر و شرک کے فتوے تقریباً ختم ہو چکے ہیں۔ آج مناظرانہ کلچر کا خاتمہ ہو چکا ہے۔ 42 سال قبل عقائد میں فرق کے باعث قتل و غارت گری کا ماحول تھا جبکہ آج شیخ الاسلام کی کاوشوں کے باعث امن، محبت اور رواداری کا کلچر فروغ پا چکا ہے۔ الغرض پاکستان کا مذہبی کلچر آج جس پر امن ماحول میں ہے، اس کی اصلاح میں غیر معمولی کردار شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کا ہے۔

(۲) اخلاقی و روحانی اصلاحِ احوال میں کردار

جب ہم 40 سال قبل اپنے معاشرے کے ماحول کو دیکھیں تو معاشرتی اعتبار سے اخلاقی قدریں پامال ہو رہی تھیں۔ عامۃ الناس تو کجا لوگوں کی اخلاقی و روحانی اصلاحِ احوال کا فریضہ سرانجام دینے والی ہستیاں بھی اخلاقی و روحانی کردار سے عاری ہو چکی تھیں، اخلاق و کردار سنوارنے والے مراکز اور میخانے ویران ہو چکے تھے۔ ایسے ماحول میں شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری نے نہ صرف اپنے بلند کردار اور اخلاق کا نمونہ پیش کیا بلکہ افرادِ معاشرہ اور دنیا بھر میں پھیلی امتِ مسلمہ کے اخلاقی معیار کو بلند کرنے میں کردار ادا کیا۔ اخلاقی و روحانی اصلاحِ احوال میں آپ کی نمایاں خدمات حسبِ ذیل ہیں:

۱۔ شیخ الاسلام نے دنیا بھر میں اخلاق اور کردار کو اعلیٰ سطح پر رکھا۔ انھوں نے اپنی 42 سالہ دعوتی و تبلیغی زندگی کو نفرت و کدورت اور فتویٰ بازی سے مکمل پاک رکھا۔

۲۔ آپ نے ہر مسلک، مذہب اور ان کے راہنماؤں کا احترام کیا۔ حتی کہ آپ نے بیسیوں ٹی وی پروگرامز میں سانحہ ماڈل ٹاؤن کے ذمہ داران اور قاتلوں کا نام بھی کبھی محترم اور صاحب کے بغیر نہیں لیا۔

۳۔ پوری دنیا میں دوستوں اور دشمنوں نے مخالفت کے طعنے دیئے، مختلف پراپیگنڈے کیے مگر آپ نے 42 سالوں میں کبھی کسی کا جواب نہیں دیا۔

۴۔ آپ نے اپنے کارکنان کی جس اعلیٰ اخلاقی معیار پر تربیت کی ہے۔ اس کا نتیجہ ہے کہ گذشتہ 42 سالوں میں ملک بھر میں تحریک کے لاکھوں کارکنان نے کسی تحریک یا جماعت سے بداخلاقی نہیں کی۔

۵۔ یورپ کے متعدد ممالک میں مقیم مسلمانوں کی اخلاقی و روحانی تربیت کے لیے سیکڑوں الہدایہ کیمپس، ورکشاپس اور نشستوں کا

https://www.minhaj.info/

انعقاد کیا گیا، جس کے نتیجے میں الحمدللہ یورپ کے مسلمان ملٹی کلچرل سوسائٹی میں عزت ووقار سے زندگی گزار رہے ہیں۔

٦۔ افرادِ معاشرہ کی اخلاقی و روحانی تربیت کے لیے سالانہ مسنون اعتکاف، ماہانہ شب بیداریوں، ماہانہ مجلسِ ختم الصلوٰۃ، محافلِ ذکر، سالانہ روحانی اجتماع، گوشہ درود، ہزاروں حلقاتِ درود و فکر اور تربیتی نشستوں کی صورت میں گذشتہ 42 سالوں سے سرگرمیاں جاری ہیں۔

٧۔ تصوف اور تعلیماتِ صوفیاء کے فروغ کے لیے آپ نے ہزاروں لیکچرز دیئے۔ متعدد ٹی وی چینلز کے ذریعے دنیا بھر میں ان لیکچرز کے نشر ہونے کے بعد دنیا بھر میں نہ صرف تصوف اور تعلیماتِ صوفیاء کو فروغ ملا بلکہ دنیا بھر میں امت مسلمہ میں اصلاحِ احوال کی جدوجہد کو فروغ ملا۔

(٣)معاشرتی اصلاح میں کردار

افراد سے مل کر خاندان بنتا ہے اور خاندانوں سے مل کر معاشرہ بنتا ہے۔ خاندان؛ معاشرے کی حقیقی اکائی ہے۔ اگر خاندان کی اصلاح ہو جائے تو معاشرہ سنور جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ دنیا بھر میں پھیلے شیخ الاسلام سے محبت کرنے والے لاکھوں وابستگان آپ سے اصلاح اور تربیت پانے کے بعد ایک خاندان کی شکل اختیار کر چکے ہیں۔ آپ نے مسلمانوں کے عائلی نظام کو بہتر اور مضبوط کرنے کے لیے اصلاح کا جو فریضہ سرانجام دیا ہے اس کے اہم پہلو حسب ذیل ہیں:

١۔ دورِ حاضر میں mail dominant سوسائٹی میں بہت سی NGO's، جماعتیں اور مفکرین جب عورت کے حقوق کی بات کرتے ہیں تو عورت کو مرد کے مقابلے پر لا کھڑا کر دیتے ہیں اور بعض اس کے حقوق کا شعور دلا کر مرد سے حقوق چھیننے کی بات کرتے ہیں۔ ایسے معاشرے میں شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری نے عورتوں کے حقوق کے تحفظ کے لیے انہیں مرد کے مقابلے میں کھڑا کرنے کے بجائے مردوں کو عورتوں کے احترام کا درس دیا۔ عورت بحیثیت بیوی بقیہ تینوں حیثیتوں (ماں، بہن اور بیٹی) سے زیادہ مظلوم تھی۔ لہذا آپ نے معاشرے کے مردوں اور خصوصاً اپنے سے محبت کرنے والوں کو تلقین کی کہ وہ خواتین کے حقوق کا خیال رکھیں۔

٢۔ آپ نے منہاج القرآن ویمن لیگ کی صورت میں دنیا بھر میں لاکھوں خواتین کو منظّم تحریک میں بدل کر انھیں معاشرہ میں ایک عالمگیر کردار کا حامل بنایا۔

٣۔ شیخ الاسلام نے معاشرے کی اکائی خاندان کو مضبوط کرنے کے لیے پوری دنیا میں رفقاء تحریک پر مشتمل ایک ایسا خاندان تشکیل دیا جس کی مثال دینا مشکل امر ہے۔ لاکھوں لوگوں کو ایک خاندان کی لڑی میں پرو دیا ہے۔ 42 سالوں سے تحریک کی ہر سرگرمی؛ خواہ وہ اعتکاف ہو یا ربیع الاول کے ایام، احتجاج اور دھرنے ہوں یا تربیتی نشستیں ہر ہر موقع پر ایثار و قربانی، نظم وضبط اور باہمی اخوت، منہاج القرآن کے رفقاء کا کردار تمام جماعتوں اور اداروں کے لیے ہر حوالے سے ایک بہترین نمونہ ہے۔

معاشرتی رسومات کی اصلاح

مسلمانوں کا غیر مسلموں سے حسنِ سلوک مسلمانوں کے طاقتور کلچر کا حصہ تھا، 14 سو سالہ تاریخ میں مسلمانوں نے کبھی ناحق غیر مسلموں کو قتل نہیں کیا، کبھی ان کے خلاف نفرت و کدورت کا ماحول پیدا نہیں کیا بلکہ ماضی قریب کے 100 سال نکال دیں تو گذشتہ 13 صدیوں میں غیر مسلموں کو جتنی عزت و وقار مسلم معاشرے میں میسر تھی، انھیں اتنی عزت و وقار اپنے عیسائی معاشرے میں میسر نہ تھی۔ آج صورت حال اس سے یکسر الٹ ہو چکی ہے۔ اسلام کی وہ اقدار جو غیر مسلموں کے لیے تھیں، وہ تمام کی تمام ناپید ہو چکی ہیں۔

امتِ مسلمہ اور خصوصاً مسلمانانِ پاکستان زوال کے اس دور میں اسلامک کلچر اور رسوم و رواج کو بھول چکے ہیں اور ترقی اور مقابلے کی دوڑ اور گلوبل ویلج کے تصور نے مسلمانوں سے ان کی شناخت چھین لی ہے۔ دنیا بھر میں انڈیا، چائنا اور یورپ کا کلچر کئی تہذیبوں، ثقافتوں اور کلچر پر غالب آچکے ہیں۔ اگر ہم اپنے معاشرے پر نظر دوڑائیں تو معلوم ہو گا کہ صدیوں تک ہندوؤں اور سکھوں کے ساتھ مل کر رہنے سے جہاں کروڑوں لوگوں نے کلمہ پڑھا اور اسلام فروغ پایا وہاں ہم نے ہندوؤں اور سکھوں کے کلچر کے بہت سے پہلو بھی اپنا لیے ہیں۔

شادی بیاہ کی تقریبات، ان میں استعمال ہونے والا لباس، گھروں کا طرزِ تعمیر، فیشن شوز اور بہت سے امور ایسے ہیں جن پر پڑوسی ممالک

https://www.minhaj.info/

کے کلچر کا پورا رنگ چڑھ چکا ہے۔ اسی طرح ٹی وی ڈراموں اور پروگراموں کے ذریعے بھی غیر ملکی کلچر گھر گھر داخل ہو چکا ہے۔

ایسے ماحول میں شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری نے اپنی 42 سالہ جدوجہد میں نہ صرف معاشرے میں پھیلتی غلط رسومات کا خاتمہ کیا بلکہ اسلام کے امن و سلامتی اور رواداری پر مشتمل کلچر کو فروغ دیا۔ آپ کی خدمات کے نتیجہ میں جہاں مسلمانوں کی معاشرتی اصلاح کا کام جاری ہے وہاں امت اپنے کلچر کی طرف پلٹ رہی ہے۔ ذیل میں ہم ان کی خدمات میں سے چند اہم گوشوں کی وضاحت کرتے ہیں:

۱۔ شادی بیاہ اور دیگر خوشی کی تقریبات میں فحاشی و عریانی، فضول خرچی اور دکھلاوے کے کلچر کو ختم کرنے کے لیے آپ نے اپنے تمام بیٹوں، بیٹیوں اور ان کی اولادوں کی شادیاں بھی نہایت پروقار لیکن سادگی سے کیں۔

۲۔ دنیا بھر میں لاکھوں کارکنان اپنی اور اپنی اولادوں کی شادیوں کے موقع پر مایوں، تیل، مہندی اور دیگر تمام رسومات کو چھوڑ کر الحمدللہ محافلِ نعت کے کلچر کو فروغ دے رہے ہیں۔

۳۔ شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری نے ادوارِ فتن میں فحاشی و عریانی اور غیر ملکی کلچر کے خاتمے کے سلسلہ وار دروس دیئے اور مسلمان خواتین کو فحاشی و عریانی سے بچنے اور لباس میں حیاء اور تقویٰ کی تلقین کی۔ الحمدللہ منہاج القرآن ویمن لیگ کی خواتین کی صورت میں دنیا بھر کی لاکھوں خواتین نے معاشرے کی اصلاح کی عملی جدوجہد کے ساتھ ساتھ لباس میں اسلامی کلچر اور ثقافت کو بحال کیا۔

۴۔ ماضی کے اسلامی معاشرے میں حضور نبی اکرم ﷺ کی ذاتِ اقدس سے تعلق کے اظہار کے بہت سے طریقے اور اقدار و روایات ہمارے کلچر میں شامل تھے جیسے محافلِ نعت، ضیافتِ میلاد، درود و سلام۔ دورِ زوال میں ان تمام اقدار کا خاتمہ ہو چکا تھا۔ شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری نے 4 دھائیوں کی جدوجہد میں دنیا بھر میں امتِ مسلمہ میں حضور ﷺ کے ذکر کو کلچر بنا دیا ہے۔ محافلِ میلاد، محافلِ نعت، میلاد فیسٹیول، عالمی سطح پر محافلِ گوشہ درود، دنیا بھر میں حلقاتِ درود، بچوں میں کڈز میلاد فیسٹیول اور دیگر بیسیوں ذرائع سے امت میں آپ نے محبتِ رسول ﷺ کو پھر سے کلچر بنا دیا۔ پھر ان مواقع پر سخاوت کرنا اور وسیع ضیافت کا اہتمام کرنے کے کلچر کو پاکستان میں منہاج القرآن نے بحال کیا ہے۔

در حقیقت جب تک مثبت سوچ اور تعمیری کلچر کو پوری طاقت اور اہتمام سے فروغ نہیں دیں گے۔ تب تک منفی سوچ اور تخریبی کلچر افرادِ معاشرہ کو جکڑے رکھیں گی۔

۵۔ غیر مسلموں سے حسنِ سلوک اسلام کا وہ طرۂ امتیاز رہا ہے کہ ہمیں اس پر فخر ہے۔ گذشتہ کئی دہائیوں سے اس کلچر کا خاتمہ ہو چکا تھا۔ کبھی جوزف بستی کو نذرِ آتش کیا جاتا ہے تو کبھی فیصل آباد اور دیگر شہروں میں مسیحیوں کو ظلم و بربریت کا نشانہ بنایا جاتا ہے۔ ایسے ماحول میں مسلم کرسچین ڈائیلاگ فورم کا قیام، مسیحیوں کو کرسمس کی مبارکباد دینا، ان کو اپنی مساجد میں عبادت کا موقع فراہم کرنا، عالمی محفلِ میلاد میں ان کو حضور ﷺ کے ذکر کا موقع دینا اور منہاج یونیورسٹی میں انٹر فیتھ ریلیجنز شعبہ کا آغاز کرنا، الغرض یہ وہ سرگرمیاں ہیں جن کے ذریعے شیخ الاسلام نے اسلام کے رخِ روشن کو دنیا کے سامنے عیاں کیا ہے۔

الحمدللہ اصلاحِ احوال کے حوالے سے شیخ الاسلام کی ان ہمہ جہتی خدمات کی وجہ سے اب پاکستان میں ایسا کلچر فروغ پا چکا ہے کہ ذکرِ رسول ﷺ صرف مسلمانوں کا نہیں ساری انسانیت کا کلچر بن رہا ہے۔ گذشتہ 4 سالوں سے ملک بھر کے کئی مندروں، اور گرجا گھروں میں محافلِ میلاد مصطفی ﷺ کے اجتماعات تسلسل سے ہو رہے ہیں۔

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی صورت میں "عظیم مصلح" نے فتنہ و فساد، قتل و غارت، نفرت اور بے حیائی کے طوفان کے سامنے محبت، امن، رواداری اور احترام باہمی کی اقدار کو بایں طور دوبارہ زندہ کیا کہ امتِ مسلمہ اپنی کھوئی ہوئی قدریں بحال کرتی جا رہی ہے۔ اگر مسلم معاشرے کی فضائیں محبتِ رسول ﷺ کے نغموں سے روشن ہو رہی ہیں۔۔۔ اگر تنگ نظری اور انتہاپسندی میں کمی اور اعتدال و توازن فروغ پا رہا ہے۔۔۔ اگر خاندانی اکائی بکھرنے کی بجائے آہستہ آہستہ متحد اور طاقتور ہو رہی ہے تو امتِ مسلمہ میں اس اصلاح کے پیچھے سب سے بڑھ کر مصلحِ عصر شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کا کردار ہے۔

❁❁❁❁❁❁

https://www.minhaj.info/

ڈاکٹر طاہرالقادری کے معاشی افکار کی عصری معنویت

شیخ الاسلام نے بلا سود بینکاری اور اسلامی معیشت کا قابلِ عمل خاکہ پیش کر کے ماہرینِ اقتصادیات کو سرنگ کے دوسری طرف روشنی کی کرن دکھائی

ڈاکٹر محمد افضل قادری

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کے معاشی افکار کی عصری معنویت، معروضی حالات سے مطابقت اور قبولیت عامہ کا اندازہ یہاں سے لگائیں کہ آج سے تقریباً چالیس سال قبل جب آپ نے ”بلا سود بنکاری (عبور خاکہ)“ کے عنوان سے ایک عدیم النظیر اور فقید المثال کتاب تصنیف فرمائی تو اسے نہ صرف علمی حلقوں میں بے حد پزیرائی ملی بلکہ اسلامی بنکنگ کے ارتقاء میں بھی اسے کلیدی حیثیت حاصل تھی۔ اس کے بعد 1992ء میں جب اسلام گریز قوتوں نے دوبارہ یہ تاثر دینا شروع کیا کہ احکام شریعت عصر حاضر میں لائق نفاذ نہیں رہے اور سود کے بغیر معاشی نظام نہیں چل سکتا تو اس وقت یہ شیخ الاسلام ہی تھے کہ جنہوں نے 7 اکتوبر 1992ء کو ”بلا سود بنکاری اور اسلامی معیشت“ کے نام سے سود سے پاک اسلامی نظام بنکاری کا عملی خاکہ پیش کر کے نہ صرف لادینی عناصر کو مسکت جواب دیا بلکہ علماء کے وقار کو بحال کر کے انہیں اعتماد اور اعتبار کی دولت سے بھی نوازا۔ بعد ازآں 2007ء میں ”اقتصادیات اسلام“ کے عنوان سے آپ کی ضخیم کتاب شائع ہوئی جس میں اسلامی معیشت کی تشکیل جدید اور بنیادی تصورات پر مشتمل نہایت اہم مباحث موجود ہیں۔ یہ کتاب بلاشبہ شیخ الاسلام کی وسیع النظری، اعلیٰ علمی قابلیت اور اسلامی معیشت کے ساتھ گہرے تعلق کی آئینہ دار ہے۔ ان تمہیدی کلمات کے بعد ذیل میں ہم شیخ الاسلام کے معاشی افکار کی اہمیت وافادیت کو بیان کرتے ہیں:

جدید معاشی مسائل کا حل: فقہی توسع کی ضرورت

جدید معیشت و تجارت اور نظام بنکاری میں اتنے مسائل اور پیچیدگیاں در آئی ہیں کہ ان کے حل کے لیے کسی ایک ہی فقہی مذہب سے تمسک کے بجائے اسلام کے چشمہ صافی یا مذاہبِ اَربعہ سے استفادہ ناگزیر ہوچکا ہے۔ اسی فقہی توسع اور دینی فراست سے پیش آمدہ معاشی مسائل کی عقد کشائی کی جاسکتی ہے۔ اس بابت فقیہِ عصر شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری فرماتے ہیں:

”اگر کوئی مسئلہ اِنفرادی، مقامی یا معروضی نوعیت کا ہے تو اس کے لیے ایک ہی فقہی مذہب سے تمسک اختیار کیا جانا لازم ہے، لیکن اگر مسئلے کا دائرہ کار وسیع، عالمی اور آفاقی ہے اور اس کے اثرات جمہور مسلمانوں پر مرتب ہورہے ہیں تو ایسی صورت میں فقہی سوچ کو بھی توسیع دینا لازم قرار پائے گا تاکہ جملہ فقہی مذاہب سے یکساں استفادہ کر کے جدید معاشی و اقتصادی اور علمی و فقہی مسائل کی گتھیاں سلجھائی جاسکیں“(الانتقال بین المذاہب از شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری:۱۳)

فقہی تقیید یا محدودیت نے دیگر میادین کی نسبت سب سے زیادہ الجھاؤ معاشی و اقتصادی مسائل میں پیدا کیا ہے۔ اسلامی

★ سینئر ریسرچ سکالر فرید ملت ریسرچ انسٹی ٹیوٹ لاہور

https://www.minhaj.info/

بینکاری اور مالیاتی نظام کو درپیش چیلنجز میں سب سے بڑا چیلنج دنیا کے مختلف علاقوں میں مہیا کی جانے والی اسلامی بینکاری کی مصنوعات اور خدمات (products and services) کا ایک جیسا یا ایک ہی طرح کے قواعد و ضوابط کے تحت نہ ہونا ہے۔ غور طلب امر یہ ہے کہ اگر اسلامی بنکاری کی مصنوعات اور خدمات کی عالمی ہم آہنگی اور ہمہ گیر معیار سازی، اسلامی دنیا میں ہی ممکن نہ بنائی جاسکی تو پھر اسلامی معاشی اور بینکاری نظام کو عالمی سطح پر رائج روایتی معاشی اور بنکاری نظام کے ایک قابل عمل متبادل کے طور پر کیسے پیش کیا جاسکتا ہے؟ اس مسئلے کا حل ”ہمہ گیر اپنائیت اور وسعت کی نئی فقہی سوچ (neo-juristic approach of inclusive accommodation and flexibility)“ کو اپنانا ہے۔ اس سوچ کی بنیاد آسانیاں پیدا کرنے کے قرآنی اُصول اور وسعتِ نظری کے فقہی اُصول پر استوار ہے۔

اسلامی بنکاری نظام اور مالیاتی اُمور میں سہل کاری

عصرِ جدید کے مالیاتی، تجارتی، انتظامی، عدالتی، سیاسی، معاشی اور دیگر معاملات کسی ایک فقہی مکتب سے حل نہیں ہوسکتے۔ ان مشکلات کو حل کرنے اور ان سے نجات حاصل کرنے کے لیے ہمیں چاروں فقہی مذاہب سے استفادہ کرنا ہوگا۔ اس نہایت اہم مسئلہ پر اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے شیخ الاسلام فرماتے ہیں:

”یہ اَمر ذہن نشین رہنا چاہیے کہ جیسے حضور نبی اکرم ﷺ کو دو باتوں میں سے آسان کو منتخب کرنے کا اختیار دیا گیا تھا۔ (أخرجه البخاري في الصحيح، كتاب المناقب، باب صفة النبي ﷺ، ۳: ۱۳۰۶، الرقم: ۳۳۶۷) اسی طرح چاروں فقہی مذاہب ہمیں اپنی توثیقات، فتاویٰ اور فیصلہ جات کی صورت میں چار مختلف راستوں میں سے کسی ایک کا انتخاب کرنے کا اختیار دیتے ہیں۔ لہٰذا جب دو میں سے آسان راستے کا انتخاب حضور نبی اکرم ﷺ کی سنت ہے تو پھر ہمارے لیے اسلامی بنکاری نظام اور دیگر مالیاتی اُمور میں آسان راہیں اپنانے میں کیا امر مانع ہے؟ اسلامی معاشی نظام کے فروغ اور اِسلامی مالیاتی مسائل کے حل کے لیے ہم بھی حنفی، مالکی، شافعی اور حنبلی مذاہب میں سے ایسے معاملات کے بارے میں طے کردہ قوانین میں سے آسان ترین کا انتخاب کرسکتے ہیں۔ ان سب کو یکجا کرنا مسائل کو حل کردے گا۔“ (الانتقال بين المذاهب از شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری: ۲۳)

عالمی شریعہ کونسل کا قیام

(Global Shariah Council)

جب جدید معاشی معاملات کو مقامی اور علاقائی سطح پر دیکھا جاتا ہے اور ان کی حلت و حرمت کی بابت وہاں رائج فقہی مذاہب کے مطابق فتویٰ دیا جاتا ہے تو بے شمار مسائل پیدا ہوتے ہیں۔ اس کا حل پیش کرتے ہوئے شیخ الاسلام فرماتے ہیں:

”مختلف ممالک یا علاقوں میں رائج فقہی مذاہب کے طے کردہ قوانین کی تشریح یا ان پر عمل درآمد کی نگرانی وہاں پر قائم شریعہ کونسلیں کرتی ہیں اور وہ اپنے فیصلے اسی مخصوص ملک یا خطے میں رائج فقہی مذہب کے مطابق کرتی ہیں۔ لہٰذا اَلْاِنْتِقَال بَيْنَ الْمَذَاهِب کا یہ اختیار ان مقامی کونسلوں کی بجائے ایک عالمی شریعہ کونسل (Global Shariah Council) کے پاس ہونا چاہیے۔ علاقائی شریعہ کونسلوں یا ملکی سطح پر متحرک شریعہ کونسلوں کو اس کی اجازت نہیں ہونی چاہیے کہ وہ اپنے خاص فقہی مذہب کی روشنی میں کوئی فتویٰ جاری کریں۔ بلکہ عالمی کونسل میں تمام فقہی مذاہب کے علماء کی مساوی نمائندگی ہونی چاہیے۔ کسی بھی پیداوار (product) کے جائز یا ناجائز ہونے کے بارے میں فتویٰ جاری کرنے کا کُلی اختیار عالمی شریعہ کونسل (Global Shariah Council) کو منتقل کر دیا جائے۔۔۔ اسلامی بینکاری اور مالیات کے بارے میں تمام مذاہب کی طرف سے جاری کردہ ایسے فتاویٰ جات جو انہوں نے اپنے فقہی مذہب کے طے کردہ قوانین کی روشنی میں جاری کیے تھے، منسوخ کردیے جائیں۔ البتہ اسلامی بنکاری کی ایسی تمام مصنوعات جنہیں حنفی، مالکی، شافعی یا حنبلی فقہاء کی طرف سے جائز قرار دیا گیا ہو، انہیں فی الفور اور ہمیشہ کے لیے جائز قرار دے دیا جائے اور

https://www.minhaj.info/

جائز قرار دیے جانے والے تمام فتووں کو یکجا کر کے ایک مجموعے کی صورت میں مرتب کر لیا جائے۔“ (ایضاً:۱۹)

اسلامی نظامِ بنکاری کی ترویج و فروغ میں کردار

سودی نظامِ بنکاری معاشی استحصال کی بدترین شکل ہے۔ اسلام استحصال کی بالواسطہ اور بلاواسطہ ہر شکل کے خلاف ہے۔ اسلام نے واضح طور پر سود پر مبنی استحصالی نظام کو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے خلاف اعلانِ جنگ قرار دیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ ٱتَّقُوا۟ ٱللَّهَ وَذَرُوا۟ مَا بَقِىَ مِنَ ٱلرِّبَوٰٓا۟ إِن كُنتُم مُّؤْمِنِينَ فَإِن لَّمْ تَفْعَلُوا۟ فَأْذَنُوا۟ بِحَرْبٍ مِّنَ ٱللَّهِ وَرَسُولِهِۦ۔

"اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور جو کچھ بھی سود میں سے باقی رہ گیا ہے چھوڑ دو اگر تم (صدقِ دل سے) ایمان رکھتے ہو پھر اگر تم نے ایسا نہ کیا تو اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) کی طرف سے اعلانِ جنگ پر خبردار ہو جاؤ۔" (البقرۃ، ۲: ۷۹)

سود صرف دنیائے اسلام ہی کا مسئلہ نہیں بلکہ پوری دنیا میں معاشی ناہمواریوں کی بنیاد ہے، چنانچہ سود سے پاک بنکاری (Interest free banking) کا تصور ہمیشہ اقتصادی ماہرین کی سوچوں کا مرکز و محور رہا ہے۔ اسلامی نظام بنکاری کے ترویج و فروغ میں شیخ الاسلام کا کردار کلیدی رہا ہے۔ آپ اسلامی بنکاری کے خلاف اسلام گریز قوتوں کے مکر و فریب کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”جدید نظام بنکاری (Banking system) اپنی موجودہ ہمہ جہت صورت میں چونکہ مغربی دنیا کے سودی نظام کے ماحول میں پروان چڑھا ہے اس لیے دنیا بھر میں نظام بنکاری کا سارا ڈھانچہ (Structure) سودی (Interest based) ہے۔ اس کا مطلب ہرگز یہ نہیں کہ اسلام کے احکام حرمتِ ربو (Islamic laws of prohibition of riba) آج (معاذ اللہ) ناقابل عمل ہو گئے ہیں اور نظام بنکاری "سود" کے بغیر اسلامی تعلیمات کے مطابق چل ہی نہیں سکتا، ایسی سوچ جہاں شریعت محمدی ﷺ کی نسبت سے بے یقینی اور کمزور اعتقاد کی عکاس ہے وہاں مغربی نظام کے تسلط کے باعث ذہنی غلامی اور فکری مرعوبیت کی آئینہ دار بھی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ امت مسلمہ کے حکمرانوں اور اقتصادی و بنکاری امور کے ماہرین نے "مغربی نظام سے مرعوبیت" کے دائرے سے باہر نکل کر مومنانہ جرأت و بصیرت کے ساتھ اس کا حل نکالنے کی کوشش ہی نہیں کی“ (بلا سود بنکاری اور اسلامی معیشت از شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری: ۲۲)

الحمدللہ، اس وقت نہ صرف پاکستان بلکہ دنیا کے کئی ممالک غیر سودی بنکوں اور مالیاتی اداروں کو چلا رہے ہیں۔ ان میں سے بعض کا تعلق عرب ریاستوں، بعض کا تعلق ایشیائی ریاستوں، بعض کا تعلق افریقی ممالک اور بعض کا تعلق مغربی ممالک سے ہے۔

فروغ پذیر اسلامی بنکاری کی تحسین

ماضی قریب میں "اسلامی بنکاری" کا پہلا کامیاب تجربہ مصر میں ”نصر سوشل بنک“ (Nasser Social Bank) کا تھا جس نے 1972ء سے اپنا کام شروع کیا۔ اس کے بعد 1975ء میں دوبئی اسلامک بنک (Dubai Islamic Bank) کا آغاز ہوا۔ اسی سال اسلامک ڈویلپمنٹ بنک (Islamic Development Bank) جدہ کی بنیاد بھی رکھی گئی جس نے اسلامی نظام بنکاری کو مضبوط اور قابل اعتماد بنیاد فراہم کی۔ اس کے بعد 1977ء میں فیصل اسلامک بنک (Faisal Islamic Bank) مصر اور سوڈان میں قائم ہوئے اور ایشیا کا سب سے بڑا اسلامی بنک 1983ء سے ملائیشیا میں قائم ہو چکا ہے۔ مزاحمتوں کے باوجود اسلامی بنکاری کا مسلسل آگے بڑھنا اس بات کی دلیل ہے کہ یہ نظام موجودہ دور میں نہ صرف قابل عمل بلکہ قابل اعتماد ہے۔ شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری فروغ پذیر اس اسلامی بنکاری کی تحسین کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”ناسازگاری ماحول اور سودی نظام کی گرفت کے باوجود ان اداروں اور بنکوں نے ممکنہ حد تک غیر سودی بنکاری کو کامیابی سے فروغ دیا ہے اور انہوں نے جن اسلامی Instruments کو بھی اپنایا ہے وہی لائق اعتماد ثابت ہوئے ہیں اور ان کے مختلف معاملات میں غیر سودی بنکاری کے تجربے نہ صرف کامیاب رہے ہیں بلکہ ان میں مسلسل حوصلہ افزاء پیش رفت ہوئی ہے“ (ایضاً:۲۷)

https://www.minhaj.info/

اسلامی نظام بنکاری: بنیادی تبدیلیوں کی ضرورت

دور جدید کا اقتصادی نظام ارتقاء کی کئی منزلیں طے کرنے کے بعد ایسی صورت اختیار کر چکا ہے کہ اس میں بینکنگ نہایت متنوع اور ہمہ جہت کردار کی حامل ہو گئی ہے۔ اس کا دائرہ کار افراد معاشرہ کے نجی معاملات سے لے کر تجارتی، صنعتی، زراعتی، کفالتی، جملہ مالیاتی، ترقیاتی، حکومتی، قومی اور کئی بین الاقوامی معاملات کی انجام دہی تک پھیل چکا ہے۔ ان حالات میں نظام بنکاری کو اسلامی کیسے بنایا جائے۔ اس حوالے سے شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری فرماتے ہیں:

”سودی نظام بنکاری کو "اسلامی نظام بنکاری" سے بدلنے کے لئے فقط چند قانونی اور ضابطہ جاتی تبدیلیاں (Legal & procedural changes) ہی کافی نہیں ہیں بلکہ اس مقصد کے لئے "بنیادی تصوراتی تبدیلیاں" (Basic conceptual changes) بھی درکار ہیں جن کی خاطر ہمیں بینکنگ کے زاویہ نگاہ اور اس کے ڈھانچے (Approach & structure of banking) میں بھی کچھ ترمیمات واصلاحات کرنا ہوں گی۔“ (ایضاً: ۳۱)

شیخ الاسلام نے موجودہ سودی بنکاری نظام (Interest based banking system) کو غیر سودی اسلامی نظام بنکاری (Interest free Islamic banking system) سے بدلنے کے لئے اس کا فقط جزوی اور سطحی جائزہ نہیں لیا بلکہ اس نظام کا ہمہ جہت، ہمہ پہلو اور گہرائی پر مبنی جائزہ لے کر ہر معاملہ میں سود کی متبادل اسلامی اساس مہیا کی ہے تاکہ "اسلامی نظام بنکاری" کا خاکہ محض ایک علمی اور فقہی تجویز نہ رہے بلکہ "قابل نفاذ ورکنگ پلان" Implementable working plan کے طور پر سامنے آئے۔

یہاں بنکوں کی بابت ایک غلط فہمی کا ازالہ بھی ضروری ہے کہ بنک صرف قرضہ کا لین دین کر سکتے ہیں، سرمایہ کاری نہیں۔ سود پسند عناصر کہتے ہیں کہ اس طرح بنک ایک "تجارتی فرم" بن جائے گا بنک نہ رہے گا۔ "یہ اصولی طور پر غلط اور مبنی بر بدنیتی بات ہے۔ ہمیں اچھی طرح معلوم ہونا چاہیے کہ قانونی تعریف کے مطابق قرضہ جات کا لین دین اور سرمایہ کاری دونوں بنک کے بنیادی فرائض اور قانونی کردار کا حصہ ہیں۔ سرمایہ کاری (Investment) کو بنک کے لئے ناممکن قرار دینا خود "بنک" کے قانونی تصور سے انحراف ہے۔

بین الاقوامی اسلامی مالیاتی مارکیٹ کا قیام

مسلم دنیا اس وقت تک معاشی استحکام حاصل نہیں کر سکتی جب تک وہ عالم اسلام کی سطح پر اسلامی دنیا کے بنکوں کی مشترکہ تمویل (Joint financing) سے مالیاتی مارکیٹ (Financial market) کا قیام عمل میں نہیں لاتی۔ اس سے مسلم دنیا کا بین الاقوامی سطح پر اپنا اسلامی مالیاتی فنڈ (Islamic monetary fund –IMF) وجود میں آ سکتا ہے۔ اس کا اجراء ان درجنوں غیر سودی بنکوں اور مالیاتی اداروں کے تعاون سے ہو سکتا ہے جو گزشتہ کئی دہائیوں سے کامیابی کے ساتھ چل رہے ہیں اور جن کی Credibility عملاً ثابت ہو چکی ہے۔ شیخ الاسلام اس مالیاتی مارکیٹ کے ثمرات کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”اس کے ذریعے مسلم ممالک مغربی دنیا کے سودی قرضہ جات کی لعنت سے چھٹکارا حاصل کرنے کی طرف عملاً پیش رفت کر سکتے ہیں۔ یہ اقدام مسلم دنیا کے اندر عظیم صنعتی، زرعی اور اقتصادی انقلاب کا پیش خیمہ ثابت ہو سکتا ہے۔ یہ شعبہ اسلامی بینکاری کو خاصا استحکام اور فروغ دے سکتا ہے“(ایضاً: ۵۱)

معاشی استحکام کی تلقین و ترغیب

انسانی تہذیب و تمدن کے ارتقاء میں جہاں سیاسی، سماجی اور عمرانی عوامل کار فرما رہے ہیں وہاں معاشی عنصر بھی اکثر و بیشتر تاریخی و جغرافیائی تبدیلیوں کا باعث بنتا رہا ہے۔ ماہرین عمرانیات اور علمائے سیاسیات کے نزدیک اقتصادی بالا دستی ہی سیاسی بالا دستی کا پیش خیمہ ثابت ہوتی ہے۔ بین الاقوامی روابط اور سفارتی تعلقات میں معاشی بالادستی اہم کردار ادا کرتی ہے۔

https://www.minhaj.info/

قرآن مجید نے مال اور معاش کو انسانی زندگی کی بقا و استحکام کی بنیاد قرار دیا ہے۔جب تک معاشرہ ٹھوس معاشی بنیادوں پر استوار نہیں ہو گا اس وقت تک خوشحالی اور آسودگی فرد کا مقدر نہیں بن سکتیں۔انسانی زندگی میں مال کی اہمیت کیا ہے، اس بابت شیخ الاسلام فرماتے ہیں:

”معاشی کفالت ہر شہری کا بنیادی حق ہے۔ غربت و افلاس کے اندھیروں میں ایمان کی شمع کو روشن رکھنا اکثر ممکن نہیں رہتا۔اندر کا انسان سرکشی اور بغاوت پر اتر آتا ہے اور یہ سرکشی اور بغاوت خالقِ کائنات کے وجود سے انکار پر بھی منتج ہو سکتی ہے۔“ (اقتصادیات اسلام(بنیادی تصورات)، شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری: ۱۲۹)

اسلامی تصورِ ملکیت کی انفرادیت

انسان کی انفرادی اور اجتماعی حیات پر تصورِ ملکیت کے بہت گہرے اثرات مترتب ہوتے ہیں۔ اسلامی تصور ملکیت کی انفرادیت بیان کرتے ہوئے حضرت شیخ الاسلام فرماتے ہیں:

”حضور نبی اکرم ﷺ کے عطا کردہ انقلابی تصورِ ملکیت کے مطابق انسان کو اپنی مملوکہ اشیاء کی صرف ملکیتی حیثیت کا مختار بنایا گیا ہے۔ منفعتی حیثیت کا نہیں۔یعنی اموال کے قبضہ و تصرف کے ضمن میں اس کے حقوق جائز حدود کے اندر مطلق اور بلاشرکتِ غیر تسلیم کئے گئے ہیں مگر ان اموال کے منفعتی پہلو پر اسلام اس کے محض بلاشرکتِ غیر نجی حق کو گوارا نہیں کرتا۔ بلکہ مطالبہ کرتا ہے کہ اس میں معاشرے کے دوسرے افراد بھی شریک ہوں۔ اگر مالک اپنے مملوکہ اموال کے منفعتی پہلو میں دوسروں کے حقوق پوری دیانتداری کے ساتھ ادا کرے گا تو اس کی اپنی ملکیت بھی جائز قرار پائے گی۔ بصورت دیگر اگر دوسروں کے منفعتی حقوق کا استحصال کرے گا تو اس کی اپنی ملکیت کا جواز بھی ختم ہو جائے گا۔“ (ایضاً: ۱۵۳)

انفرادی اور اجتماعی ملکیت کے سارے بحث مباحث اور سرمایہ دارانہ اور اشتراکی معیشت کے سارے جھگڑے اسلام کے "نیابت و خلافت" کے تصور سے یکسر ختم ہو جاتے ہیں۔ اس کا واضح مطلب یہ ہے کہ اسلام کے تصورِ نیابت و امانت پر استوار ہونے والا معاشی ڈھانچہ اشتراکی اور سرمایہ دارانہ، دونوں نظاموں کے پیش کردہ تصورات سے یکسر جدا ہے اور اس میں افراط و تفریط سے پاک ایک متوازن عادلانہ نظامِ معیشت کی ضمانت دی گئی ہے۔

زمین اور اُس کی پیداوار میں تمام اِنسانوں کا حق

زمین اور اس کے اندر موجود خزانے بنیادی طور پر تمام انسانوں کے لئے پیدا کئے گئے ہیں۔ سو اس حق کو اصولاً کسی خاص طبقے تک محدود کر دینا اور دوسروں کو اس سے محروم رکھنا منشائے ایزدی کے خلاف ہے۔ قرآن حکیم میں ارشاد ہوتا ہے:

هُوَ الَّذِي خَلَقَ لَكُم مَّا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا۔

”وہی ہے جس نے سب کچھ جو زمین میں ہے تمہارے لئے پیدا کیا“ (البقرة،۲:۲۹)

زمین اور اُس کی پیداوار میں تمام اِنسانوں کا حق ہے۔ حضرت شیخ الاسلام لکھتے ہیں:

”زمین بلا شبہ قدرت کا بیش بہا عطیہ ہے جو نہایت فراخی سے بنی نوع انسان کو عطا کیا گیا ہے، مگر یہ کتنا بڑا ظلم ہے کہ اللہ تعالیٰ کی اس زمین پر جاگیرداری اور وڈیرہ شاہی کا استحصالی زمیندارانہ نظام قارونیت اور فرعونیت کی بنیادوں پر قائم ہے۔ نتیجتاً بڑے بڑے اجارہ دار جو وسیع قطعاتِ اراضی پر جعلی قبضے کے ذریعے قابض ہیں، خود کو سردار، نواب اور وڈیرہ کہتے ہیں، اپنے تابع کسانوں، مزدوروں، محنت کشوں اور ہنر مندوں کو بنگاہِ تحقیر "کمی" پکارتے ہیں اور وہ بزعمِ خویش اپنے آپ کو ان کا رازق اور روزی رساں سمجھ بیٹھے ہیں“ (اقتصادیات اسلام(بنیادی تصورات)، شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری: ۱۶۵)

مطلب یہ ہے کہ زمین اور اس کی پیداوار میں اصلاً تمام انسانوں کا حق ہے۔ مگر جو اس پر شرعاً قابض اور متصرف ہو اور اس میں اپنا سرمایہ یا محنت صرف کرے وہ حقِ انتفاع اور استعمال میں دوسروں پر فائق ہو جاتا ہے۔ ورنہ اصلاً سب انسان برابر ہیں۔

جملہ اَموال میں حاجت مندوں کا شرعی حق

اسلام نے جملہ اموال میں حاجت مندوں اور ضرورت مندوں کا حق رکھا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

https://www.minhaj.info/

یہی ہے جو چراغ جادۂ قصرِ طریقت ہے
شعورِ آدمیت سے یہیں ہوتی ہے آگاہی

یہی تو مرکزِ احیائے آئین شریعت ہے
ٹھہرتے ہیں یہیں پر جادۂ توحید کے راہی

ہم مفکرِ اسلام مجدّدِ دورانِ صدی **شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری** مدظلہ کو ان کی

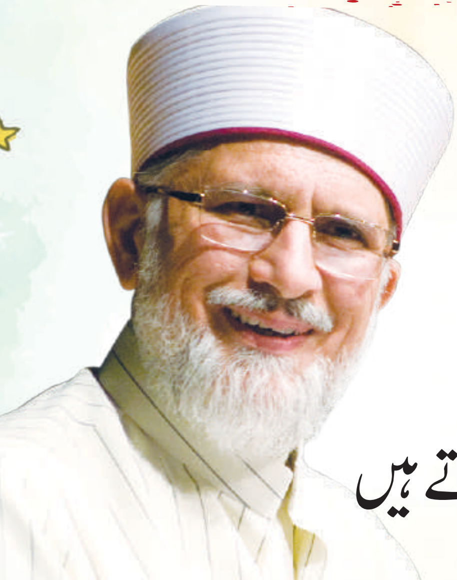

72 ویں سالگرہ

کے موقع پر دل کی اتھاہ گہرائیوں سے

مبارکباد پیش کرتے ہیں

اللہ رب العزت کی بارگاہ میں سجدہ شکر بجالاتے ہیں کہ جس نے ہمیں اس عظیم قائد کی رفاقت عطا کی۔

وہ عظیم قائد! جس نے روحوں کو عشق مصطفیٰ ﷺ میں تڑپنا سکھایا

وہ عظیم قائد! جس نے تجدیدی فکر کے ذریعے علم وحکمت کے چشمے جاری کیے

اس پرمسرت موقع پر تجدید واحیائے دین کے عظیم مصطفوی مشن پر ان کے شانہ بشانہ چلنے کا عہد کرتے ہیں۔

منہاج سکالرز فورم (نارتھ امریکہ)

https://www.minhaj.info/

ابو حنیفہ کا تفقہ بھی میرے قائد میں
غوث اعظم کا تفرّد بھی میرے قائد میں
حیدری علم کی نکہت بھی میرے قائد میں
کملی والے کی محبت بھی میرے قائد میں

اصلاح احوال، احیائے اسلام اور تجدید دین کے عظیم مصطفوی مشن کے سالار، مجدد وقت، داعی اتحاد امت

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری مدظلہ کو ان کی

72 ویں

سالگرہ کے موقع پر دل کی اتھاہ گہرائیوں سے

مبارکباد

پیش کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کا سایہ امت مسلمہ پر قائم و دائم رکھے۔ آمین

منجانب: منہاج القرآن انٹرنیشنل جاپان

علم و عرفان کا پیکر ہے ہمارا قائد
عاشق ساقی کوثر ہے ہمارا قائد
فنِ گویائی میں برتر ہے ہمارا قائد
زندگانی کا سمندر ہے ہمارا قائد

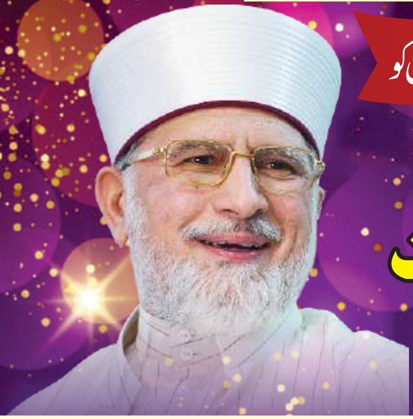

ہم احیائے اسلام و اصلاح احوال کے عظیم داعی، سفیر امن کو

72 ویں

سالگرہ کے موقع پر

ہدیہ تہنیت

پیش کرتے ہیں

نیز احیائے اسلام اور اصلاح احوال کے لئے کی جانے والی ان کی جملہ کاوشوں کو خراج تحسین پیش کرتے ہیں۔

حاجی نجیب
(صدر MQI ہانگ کانگ)

منہاج القرآن انٹرنیشنل۔ ہانگ کانگ

https://www.minhaj.info/

وَفِيٓ أَمۡوَٰلِهِمۡ حَقّٞ لِّلسَّآئِلِ وَٱلۡمَحۡرُومِ

’’اور ان کے اموال میں سائل اور محروم (سب حاجتمندوں) کا حق مقرر تھا‘‘(الذاریات، ۵۱: ۱۹)

دوسرے مقام پر اسی حکم کو ان الفاظ میں بیان کیا گیا ہے:

وَٱلَّذِينَ فِيٓ أَمۡوَٰلِهِمۡ حَقّٞ مَّعۡلُومٞ لِّلسَّآئِلِ وَٱلۡمَحۡرُومِ۔

(المعارج، ۷۰: ۲۴، ۲۵)

’’اور وہ (ایثار کیش) لوگ جن کے اموال میں حصہ مقرر ہے مانگنے والے اور نہ مانگنے والے محتاج کا۔‘‘

شیخ الاسلام اس امر کو واضح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

’’اسلام نے ہمارے کمائے ہوئے مال میں محروم المعیشت افراد کا باقاعدہ حق رکھ دیا ہے جس کی حیثیت محض اخلاقی اور ترغیبی نہیں بلکہ شرعی و وجوبی اور قانونی ہے۔ اس کی ادائیگی محض نفلی نیکی نہیں، فرض ہے جسے پورا نہ کرنا حرام بلکہ جرم ہے۔ اگر اہلِ ثروت از خود حاجت مندوں کے حقوق اپنے مال سے ادا نہ کریں تو ریاست کی ذمہ داری ہے کہ بذریعہ قانون ان واجب الادا حقوق کی ادائیگی کا جبری اہتمام کرے، ورنہ یہ حق تلفی، استحصال اور صریحاً ظلم و زیادتی متصور ہوگی‘‘(اقتصادیات اسلام (بنیادی تصورات)، شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری: ۱۷۳)

اسلام نے سرمایہ پرستانہ قارونی فکر اور اسلامی فکر میں واضح حدِ فاصل (Line of Distinction) قائم کر دی ہے۔ قارونی فکر، اپنے سرمایہ و دولت کو نہ تو اللہ کی عطا تصور کرتی ہے، نہ خود کو نائب و امین سمجھتی ہے اور نہ ہی اس میں دوسروں کے حق کو تسلیم کرتی ہے جسے مستحقین پر خرچ کرنے کی ذمہ داری اس پر عائد ہوتی ہو۔ اس کے برعکس اسلامی فکر میں سرمایہ و دولت، انسانی علم کی پیداوار نہیں بلکہ محض اللہ کی دین ہے، انسان اس کا مالک نہیں بلکہ محض نائب و امین ہے اور اس میں دوسرے مستحق افراد کا بھی اسی طرح حق ہے جیسے خود مالک کا ہوتا ہے۔

دولت کی مساوی نہیں منصفانہ تقسیم

رزق میں کمی بیشی میں حکمتِ خداوندی یہ ہے کہ باری تعالیٰ نے اس دنیا کے تقسیم کار کے نظام کو اس طرح چلانا پسند فرمایا کہ ہر انسان ایک دوسرے سے وابستہ، مددگار اور ایک دوسرے کے کام آئے تاکہ اجتماعی معاشرتی زندگی کا ظہور ہو اور بہترین معاشی نظام قائم رہے۔ چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

نَحۡنُ قَسَمۡنَا بَيۡنَهُم مَّعِيشَتَهُمۡ فِي ٱلۡحَيَوٰةِ ٱلدُّنۡيَاۚ وَرَفَعۡنَا بَعۡضَهُمۡ فَوۡقَ بَعۡضٖ دَرَجَٰتٖ لِّيَتَّخِذَ بَعۡضُهُم بَعۡضٗا سُخۡرِيّٗا۔

’’ہم اِن کے درمیان دنیوی زندگی میں ان کے (اسبابِ) معیشت کو تقسیم کرتے ہیں اور ہم ہی ان میں سے بعض کو بعض پر (وسائل و دولت میں) درجات کی فوقیت دیتے ہیں (کیا ہم یہ اس لئے کرتے ہیں) کہ ان میں سے بعض (جو امیر ہیں) بعض (غریبوں) کا مذاق اڑائیں۔‘‘(الزخرف، ۴۳: ۳۲)

اسلام میں حق معیشت میں برابری کے نظریے کی وضاحت کرتے ہوئے حضرت شیخ الاسلام فرماتے ہیں:

’’اسلام نے حقِ معیشت میں "برابری" کا جو نظریہ پیش کیا ہے اس کا معنی معاشی مساوات یا معیشت میں برابری نہیں بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ ہر شخص کو زندہ رہنے کا حق حاصل ہو۔ معاشی جدوجہد اور ترقی کے راستے سب کے لیے یکساں ہوں اور ہر شخص کو یہ حق حاصل ہو کہ وہ اپنی کمائی ہوئی دولت کو استعمال کر کے اپنی معیشت میں ترقی کر سکے۔ اسلام دولت کی مساوی تقسیم (Equal Distribution of Wealth) کا قائل نہیں بلکہ دولت کی منصفانہ تقسیم (Equitable Distribution of Wealth) چاہتا ہے۔‘‘

(اقتصادیات اسلام (بنیادی تصورات)، ڈاکٹر محمد طاہر القادری: ۱۸۹)

محنت، قابلیت، حافظہ، کام کرنے کی اعلیٰ اور جداگانہ اہلیت، طاقت اور صحت وغیرہ یہ سب صلاحیتیں ان کو یکساں نہیں ملتیں اسی لیے دولت کا کسی کے پاس کم یا زیادہ ہونا ناگزیر ہے لیکن قرآن کی رو سے تمام افراد کو حقِ معیشت یعنی ضروریاتِ زندگی کے مہیا کئے جانے کے بنیادی حق میں برابر رکھا گیا ہے۔

حق المعاش کی فراہمی اسلامی ریاست کی ذمہ داری

رعایا کو حق المعاش کی فراہمی اسلامی ریاست کی بنیادی ذمہ داری ہے۔ صاحبانِ اقتدار پر لازم ہے کہ اس امر کا انتظام کریں

https://www.minhaj.info/

کہ کوئی بھی شخص حقِ معیشت سے محروم نہ رہے۔ بلکہ ہر فرد کو حصول معیشت کا مساوی حق دیا جائے تاکہ وہ اپنی صلاحیتوں اور کاوشوں کو بروئے کار لا کر باعزت اور حلال طریقے سے اپنی روزی کما سکے۔ اسلامی ریاست کی اس ذمہ داری کے بارے میں شیخ الاسلام فرماتے ہیں:

”اسلام اس بات کی اجازت دیتا ہے کہ اگر معاشرہ میں غریب اور نادار لوگ زندگی کی بنیادی ضروریات سے محروم ہوں اور دوسری طرف امراء عیش و عشرت کی زندگی گزار رہے ہوں تو اسلامی حکومت ان امیر لوگوں سے جبراً مال وصول کر کے غرباء اور ضرورت مندوں میں تقسیم کرے۔“ (ایضاً: ۱۹۸)

صرف و خرچ میں اِعتدال کا حکم

اپنی جائز اور حلال کمائی کے صرف کرنے کو دو شرطوں "اسراف" اور "تبذیر" کے ساتھ مشروط کیا گیا ہے۔ اسراف اور تبذیر کے متعلق ارشاد ہے:

وَكُلُوا وَاشْرَبُوا وَلَا تُسْرِفُوا (الاعراف، ۳۱:۷)

”کھاؤ اور پیو اور حد سے زیادہ خرچ نہ کرو“

دوسرے مقام پر فرمایا:

وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيرًا إِنَّ الْمُبَذِّرِينَ كَانُوا إِخْوَانَ الشَّيَاطِينِ

(بنی اسرائیل، ۱۷: ۲۶، ۲۷)

”اور (اپنا مال) فضول خرچی سے مت اڑاؤ بے شک فضول خرچی کرنے والے شیطان کے بھائی ہیں۔“

اسراف و تبذیر کے غیر شرعی اور غیر متوازن رویوں کے بارے میں حضرت شیخ الاسلام فرماتے ہیں:

” خرچ کرنے میں اسراف اور تبذیر معیشتِ فاسدہ کی علامات ہیں اس لئے "اقتصاد" اور میانہ روی اختیار کرنا ضروری ہے، مثلاً عام حالات میں یہ ہرگز نہیں ہونا چاہئے کہ خرچ آمدنی سے بڑھ جائے اور پھر حاجت براری کے لیے دوسروں کے سامنے ہاتھ پھیلانا پڑے بلکہ حتی الامکان اس کی سعی کرنی چاہیے کہ ان تمام اجتماعی حقوق کی ادائیگی کے ساتھ ساتھ جو غنی ہونے کی صورت میں اللہ تعالیٰ نے اس پر عائد کئے ہیں، اپنی اور اہل و عیال کی حاجات و ضروریات کے لئے کچھ نہ کچھ پس انداز کرے“(اقتصادیات اسلام (بنیادی تصورات)، شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری: ۲۱۸)

اِمدادِ باہمی کی تلقین

(Mutual Cooperation)

اسلام کا عطا کردہ تصورِ فلاح و بہبود صرف نظریہ و عقیدہ تک ہی محدود نہیں بلکہ عملاً ایک نظام کی حیثیت رکھتا ہے۔ ایک مثالی اسلامی مملکت میں افرادِ معاشرہ کی سلامتی و فلاح کو یقینی بنانے کے لئے اسلام امدادِ باہمی اور کفالتِ عامہ کا تصور دیتا ہے۔ حدیثِ نبوی ﷺ ہے:

خير الناس أنفعهم للناس۔

(طبراني، المعجم الأوسط، ۶: ۵۸، رقم: ۵۷۸۷)

”لوگوں میں سے بہترین وہ شخص ہے جو ان میں سے (عام) لوگوں کے لئے زیادہ نفع بخش ہے“

اسلام کے تصور اِمدادِ باہمی (Mutual Cooperation) کی بابت شیخ الاسلام فرماتے ہیں:

”منفعت فراہم کرنے سے مراد ہر شعبۂ زندگی میں دوسروں کی مدد و تعاون بھی ہے۔ خلقِ خدا ایک دوسرے سے مختلف شعبہ ہائے زندگی میں جڑی ہوئی ہے۔ امدادِ باہمی اور تعاون کے بغیر معاشی و معاشرتی استحکام کے مفقود ہونے کا خطرہ ہوتا ہے لہٰذا اسلام نے امداد باہمی کا تصور دے کر افراد میں تعاون، اخوت، عزت واحترام اور خوشحال زندگی گزارنے کا طریقہ بتادیا ہے۔“ (اقتصادیات اسلام (بنیادی تصورات)، ڈاکٹر محمد طاہر القادری: ۴۷۵)

معاشی برتری کے لیے تجارت کو فوقیت

عصرِ حاضر میں بعض ممالک نے تجارت کو "بطور ریاستی حکمتِ عملی" (State Diplomacy) استعمال کرنا شروع کر دیا ہے۔ اس طرح بڑی ریاستیں چھوٹی ریاستوں کو اشیاء کی فراہمی میں من مانی قیمت، تجارتی پابندیاں (Trade Sanctions)، داخلی سیاست میں دخل اندازی اور ایک لحاظ

https://www.minhaj.info/

سے محکوم بنانے میں کامیاب ہو جاتی ہیں۔ اس لیے تجارتی استحکام اور اس کی ترقی کے بارے میں حضرت شیخ الاسلام لکھتے ہیں:

"دورِ جدید میں تجارت زبردست اہمیت کی حامل بن چکی ہے۔ یہ کسی بھی اقتصادی نظام کی کامیابی اور ترقی و برتری کی آئینہ دار ہونے کے ساتھ ساتھ اقتصادی بہبود (Economic Welfare) اور خود کفالت (Self-Sufficiency) کی ضامن بھی بن گئی ہے۔ جن ممالک نے تجارت کے شعبہ کو ترقی دی وہ آج ترقی یافتہ اقوام کی صف میں شامل کیے جاتے ہیں، اس کے برعکس وہ ممالک جنہوں نے تجارت کی طرف خاطر خواہ توجہ نہ دی وہ غربت و افلاس، بیروزگاری، قرض اور معاشی استحصال کے شکنجے میں پھنسے پڑے ہیں"(ایضاً:۶۴۸)

اسلامی اور غیر اسلامی تصورِ معیشت میں فرق

شیخ الاسلام کے نزدیک اسلامی اور مغربی معاشیات نفسِ مضمون، طریق تجزیہ، بنیادی مفروضات اور نتائج کے اعتبار سے ایک دوسرے سے بہت مختلف ہے۔ آپ نے ان دونوں نظاموں کے درمیان اس طرح فرق و امتیاز بیان کیا ہے کہ اصل حقیقت بالکل واضح ہو جاتی ہے۔ آپ فرماتے ہیں:

۱۔ غیر اسلامی معاشیات انسانی سوچ اور تجربات پر مبنی ہے جبکہ اسلامی معاشیات کی بنیاد وحی الٰہی ہے۔

۲۔ مغربی معاشیات میں زیادہ تر توجہ پیداوار بڑھانے پر ہوتی ہے جبکہ اسلامی معاشیات میں پیداوار بڑھانے کے ساتھ ساتھ منصفانہ تقسیم دولت پر بھی توجہ دی جاتی ہے۔

۳۔ اسلامی معاشیات کا تمام تر تعلق آخرت کی نہ ختم ہونے والی زندگی کی کامیابی اور ناکامی پر ہے، جبکہ غیر اسلامی معاشیات کا مطمع نظر صرف دنیوی خوشحالی اور مادی ترقی ہے۔

۴۔ مغربی معاشیات میں تمام نظریات کو صرف مشاہداتی اور عملی شواہد کی روشنی میں پرکھا جاتا ہے۔ لیکن اسلامی معاشیات میں تمام نظریات کو شریعتِ الٰہی کے بنیادی ڈھانچے پر جانچا جاتا ہے۔

۵۔ مغربی معاشیات مشاہداتی حقائق کے بیان اور ان کی وقتی تعبیر سے غرض رکھتی ہے لیکن اس تجزیئے کی روشنی میں کوئی طریقہ کار بیان کرنا اس کے دائرے سے خارج ہے جبکہ اسلامی معاشیات حقائق کے تجزیئے کے علاوہ لوگوں کے لیے مطلوبہ لائحہ عمل بھی پیش کرتی ہے اور اس لحاظ سے یہ ایک معیاری علم (Normative Science) کا درجہ رکھتی ہے۔(ایضاً:۱۲۹)

اسلامی معیشت کے بنیادی اصول و ضوابط

شیخ الاسلام اسلامی معاشی تعلیمات کی روح کو نظام میں ڈھالنے والے بنیادی اصول و ضوابط بیان کرتے ہوئے نہایت اختصار کے ساتھ بیان کرتے ہیں:

۱۔ ملکیتِ اموال سے مراد صرف امانت و نیابت ہے۔

۲۔ زمین اور اس کی پیداوار میں اصلاً تمام انسانوں کا حق برابر ہے۔

۳۔ جملہ اموال میں حاجت مندوں کا شرعی حق ہے۔

۴۔ اصل رزق اور بنیادی حقِ معاش میں تمام انسان برابر ہیں۔

۵۔ بنیادی حق المعاش کی فراہمی ریاست کی ذمہ داری ہے۔

۶۔ حرام ذرائع معیشت کا انسداد بھی ریاست کی ذمہ داری ہے۔

۷۔ صرف اور خرچ میں اقتصاد قائم رکھنا شرعی فریضہ ہے۔

۸۔ ہر شہری کے لئے حتی المقدور کسب معاش ضروری ہے۔

۹۔ کفالتِ عامہ کے نظام کا اجراء و تنفیذ ریاست کا فریضہ ہے۔

۱۰۔ احتکار و اکتناز کا انسداد۔

۱۱۔ اجتماعی مفاد کو انفرادی مفادات پر ترجیح حاصل ہے۔

۱۲۔ غیر سودی معیشت کا قیام۔ (ایضاً: ۱۴۴)

مذکورہ بالا بنیادی معاشی اور اقتصادی تصورات وہ لازمی عناصر ہیں جن سے اسلام کا نظام معیشت تشکیل پاتا ہے۔

معاشی استحکام کے لیے چند عملی تجاویز

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری نے اقتصادی صورتحال میں انقلابی تبدیلی لانے کے لیے نہایت مفید تجاویز دی ہیں۔ آپ فرماتے ہیں کہ اس حوالے سے ہمیں حکومتی اور شخصی دو سطحوں پر درج ذیل اقدامات کرنے ہوں گے:

https://www.minhaj.info/

حکومتی اقدامات

۱۔ پر تکلف کھانے پینے اور پہننے کے مظاہر کو ختم کرنے کے لئے حکومتی حلقے فعال کردار ادا کریں اور نمود و نمائش اور اسراف کو ختم کریں جو اقتصادی تباہی کا سبب بن رہا ہے۔

۲۔ معاشی طبقاتی تفاوت جو حکومتی کارکنوں کے مابین پائی جاتی ہے، اس کو ختم کیا جائے اور معاشرے کے تمام افراد کی عزت و تکریم کا خیال رکھا جائے اور یہ کام زندگی کے تمام شعبہ جات میں ہونا چاہیے۔

۳۔ صنعتی و زرعی سیکٹرز اور حکومتی و پرائیویٹ دفاتر سے حاصل ہونے والے منافعوں کو تقسیم کیا جائے تاکہ ہر کام کرنے والا شخص اپنی فیملی کے حقوق کو اچھے طریقے سے ادا کر سکے اور کام کرنے والا محنتی طبقہ اقتصادی مصائب کی چکی میں نہ پستا رہے۔

۴۔ ٹیکس کے نظام میں منصفانہ تبدیلی لائی جائے تاکہ ہر شخص ٹیکس ادا کرے اور کوئی شخص ناجائز سرمایہ اکٹھا نہ کر سکے۔ اس کے علاوہ جو چیز اقتصادی تباہی کا سبب بنتی ہے وہ یہ ہے کہ جب لوگوں پر ٹیکس لاگو کیا جاتا ہے تو اس وقت وہ ٹیکس سے بچنے کے لئے ناجائز طریقے استعمال کرتے ہیں جس کی وجہ سے حکومتی خزانہ خالی رہتا ہے اس رویہ کا سدِباب کیا جائے۔

۵۔ ٹیکس اور اقتصادی امور حکومتی کارکنوں کے ہاتھوں میں ہی محصور نہیں ہونے چاہئیں بلکہ ان امور کی انجام دہی میں مختلف تنظیموں کے لوگوں کو بھی شریک کیا جائے تاکہ حکومت مناسب اقتصادی نظام کو احسن طریقے سے اپنا سکے۔ اس کا ایک فائدہ یہ بھی ہو گا کہ حکومت اور عوام کے درمیان باہمی اعتماد رہے گا اور اقتصادی مسائل کم ہوتے جائیں گے۔

۶۔ حکومتی دفاتر میں غیر ضروری اخراجات کو کم کیا جائے اور کارکنوں کے حقوق کی ادائیگی کے لئے سہولیات دی جائیں تاکہ حرام مال کھانے اور رشوت کے مواقع کم ہو جائیں۔

۷۔ ایسے قوانین بنائے جائیں جن کے ذریعے ایسے عناصر کو سخت سزا دی جائے جو سمگلنگ، جوا، سٹہ بازی اور ڈرگ مافیا وغیرہ میں ملوث ہیں اور یہ قوانین اقتصادی حالت کو مزید بہتر کریں گے۔

شخصی اقدامات

۱۔ امیر لوگ اپنی طاقت و قدرت کے مطابق سکول، کالج اور فنی تعلیم کے ادارے مفت کھولیں تاکہ غریب اور متوسط لوگوں کے بچوں کو فری تعلیم حاصل کرنے کے مواقع میسر آسکیں۔

۲۔ امیر لوگوں کو فقیر اور متوسط طبقے کے لیے ایسے فری ہسپتال بنانے چاہئیں جن میں تمام جدید طبّی سہولتوں کے مطابق علاج ممکن ہو۔

۳۔ امیر طبقے کو رہائشی مکانات بنانے چاہئیں اور ان کو متوسط اور غریب لوگوں کو آسان قسطوں پر بیچ دینا چاہیے یا ان رہائشی مکانات کو سستے کرایوں پر دینا چاہیے تاکہ ان کے رہائشی مسائل حل ہوں اور ان کے لئے زندگی گزارنا آسان ہو جائے۔

۴۔ امیر طبقہ کو ایسی امدادی سوسائٹیز تشکیل دینی چاہئیں جو مستحق لوگوں کو قرضِ حسنہ فراہم کریں تاکہ ان کی معاشرتی ضروریات پوری ہو سکیں، اسی طرح ان کو چھوٹی صنعتیں قائم کرنی چاہئیں جو معاشی لحاظ سے پسماندہ غریب اور بے روزگار لوگوں کی آمدنی کا ذریعہ بن جائیں۔ (ایضاً: ۱۳۸)

یہ ایسی عملی تجاویز ہیں کہ جن کے ذریعے غریب لوگوں کو امیر لوگوں کے اموال میں شریک کیا جاسکتا ہے اور اس سے اموال صرف ایک طبقہ کے ہاتھ میں مرتکز نہیں ہوں گے بلکہ غریب لوگوں کی ضروریات بھی پوری ہوتی رہیں گی۔ یہ تمام امور اسلامی احکام کے مطابق ہیں جن سے معاشی اور معاشرتی ترقی یقینی ہے۔ دوسری اہم بات یہ ہے کہ معاشرے میں معاشی و اقتصادی خوشحالی صرف چند قوانین جو زکوٰۃ و عشر وغیرہ سے متعلق ہیں، ان ہی کے نفاذ سے حاصل نہیں ہو گئی تھی بلکہ حضور نبی اکرم ﷺ کی تربیت کے

https://www.minhaj.info/

زیرِ اثر مسلم معاشرے میں ایسا قرآنی معاشی کلچر فروغ دیا جائے جس میں کسی فرد کا محروم المعیشت رہنا ممکن ہی نہ ہو۔

خلاصۂ کلام

اجتماعی سطح پر امتِ مسلمہ کے حالات و واقعات کے تناظر میں یہ حقیقت سامنے آتی ہے کہ بیشتر اسلامی ممالک میں بلاشبہ معاشیات کے میدان میں تصنیف و تالیف کا سلسلہ تو جاری رہا لیکن خاطر خواہ مثبت نتائج برآمد نہ ہوئے کیونکہ یہاں کے لوگوں کی معاشی میدان میں صحیح رہنمائی نہیں کی گئی۔ نتیجتاً نہ تو معاشی مسائل حل ہوئے اور نہ ہی معاشی ترقی کا حصول ممکن ہو سکا۔

جب معاشرے میں پیدا ہونے والے معاشی مسائل کا حل دکھائی نہ دے رہا ہو، اسلام کے قابلِ عمل ہونے کے حوالے سے طرح طرح کے سوالات ذہن میں جنم لے رہے ہوں اور متعدد مفکرین اور قائدین ان مسائل کے کسی حقیقی حل تک نہ پہنچ سکے ہوں تو اِن حالات میں ہمیں شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری ہی کی شخصیت نظر آتی ہے، جن کی بیک وقت دینی و دنیاوی علوم پر گہری نظر ہے۔ آپ نے جس طرح ہر حوالے سے امتِ مسلمہ کے احیاء کے لیے لائحہ عمل تشکیل دیا، اسی طرح اسلام کے نظامِ معیشت کے قابلِ عمل ہونے کی طرف بھی نہ صرف نظریاتی بلکہ عملی طور پر راہنمائی فرمائی۔

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری نے اپنی خداداد دانش و بصیرت سے اسلام کے معاشی افکار اور نظامِ اقتصادیات کو اس قدر توضیح و تشریح کے ساتھ پیش کیا کہ اگر اربابِ اقتدار ان سے راہنمائی لیتے ہوئے سنجیدہ اقدامات اٹھائیں تو اسلام کا یہ رُخِ روشن بھی دنیا کے سامنے عیاں ہو کر ہر خاص و عام کو روشنی عطا کر سکتا ہے۔

شیخ الاسلام نے اسلام کے معاشی افکار جیسے اہم موضوع پر جس انداز سے کام کیا ہے، وہ اپنی مثال آپ ہے۔ اس ضمن میں اگر ہم صرف شیخ الاسلام کی تصنیف ''اقتصادیاتِ اسلام'' ہی کا مطالعہ کریں تو اسلام کی معاشی فکر کے حوالے سے درج ذیل موضوعات ہمارے اذہان کو روشن کرتے چلے جاتے ہیں:

۱۔ اسلامی معاشیات کی اساس و ارتقاء
۲۔ اسلامی نظامِ معیشت کے بنیادی اصول و ضوابط
۳۔ زمین کی تحدید اور تقسیم ۴۔ غیر سودی معیشت
۵۔ بنیادی حق المعاش کی فراہمی ریاست کی ذمہ داری
۶۔ اجتماعی مفاد کو انفرادی مفادات پر ترجیح دینا
۷۔ اسلام کا تصورِ مال اور انفاق فی المال
۸۔ اسلام کا تصورِ ملکیت
۹۔ اسلامی معیشت میں امدادِ باہمی اور کفالتِ عامہ کا نظام
۱۰۔ زمین، زراعت اور مزارعت
۱۱۔ تجارت، شراکت اور مضاربت
۱۲۔ صنعت اور لیبر پالیسی ۱۳۔ اسلامی معاشی نظام کی تنفیذ

شیخ الاسلام نے جس انداز سے اسلام کے معاشی افکار کو واضح کیا، یہ آپ کی تبحر علمی، اجتہادی بصیرت اور فنی و تحقیقی مہارت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ بلاشبہ شیخ الاسلام کی وسیع النظری، اعلیٰ علمی قابلیت، حقیقت پسندی اور ان کے افکار تعلیماتِ اسلامیہ کے ساتھ ان کے گہرے تعلق کے آئینہ دار ہیں۔

امید واثق ہے کہ آج کے اس پُر فتن، مادہ پرست، دین سے بے بہرہ اور معاشی بدحالی کے شکار معاشرے میں شیخ الاسلام کے یہ افکار حقیقی اسلامی معاشی نظام کو ترتیب دینے میں بہترین سنگ میل ثابت ہوں گے۔ اللہ رب العزت کے حضور دعا ہے کہ وہ شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی جملہ عظیم کاوشوں کو اپنی بارگاہِ عالیہ میں قبول و منظور فرمائے۔ ہمیں ان کے اِن افکار سے رہنمائی لینے اور اس مصطفوی مشن میں اُن کی سنگت میں استقامت عطا فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ

❁❁❁❁❁❁❁

https://www.minhaj.info/

زیرِ نظر مضمون شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری مدظلہ کی شخصیت، فکر و فلسفہ اور تجدید و احیائے دین کے سلسلہ میں خدمات کے حوالے سے ہونے والی سب سے پہلی Ph.D کے کے ایک باب کی تلخیص ہے۔ محترم ڈاکٹر محمد رفیق حبیب نے University of Aberdeen, Scotland, UK سے Ph.D مکمل کی ہے۔ انھوں نے "A critical analysis of the ideology of Dr Muhammad Tahir-ul-Qadri with special reference to Islamic Revivalism." کے عنوان سے مقالہ تحریر کیا۔ یہ مقالہ Scholars press Germany نے کتاب کی صورت میں Islamic Revivalism: necessity & challange کے نام سے شائع کیا ہے اور یہ Amazon پر موجود ہے۔

تجدید و احیائے دین کی سب سے بڑی اور عالمگیر تحریک منہاج القرآن انٹرنیشنل کے بانی و سرپرستِ اعلیٰ شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری مدظلہ نے روزِ اوّل سے ہی اصلاحِ احوالِ امت، تجدید و احیائے دین اور غلبۂ دینِ حق کی بحالی کو اپنی فکر و فلسفہ اور تحریک کے جملہ فورمز کی تمام تر جدوجہد کا بنیادی ہدف قرار دے رکھا ہے اور اسی خواب کو شرمندہ تعبیر کرنے کے لیے شیخ الاسلام مدظلہ نے اپنی حیات کا ایک ایک لمحہ وقف کر رکھا ہے۔

زیرِ نظر نگارشات کا مقصد اصلاحِ احوالِ امت، تجدید و احیائے دین اور غلبۂ دینِ حق کی بحالی کے حوالے سے شیخ الاسلام مدظلہ کی فکر و فلسفہ، حکمتِ عملی اور عملی جدوجہد کے ان چند منفرد اور جامع پہلوؤں کا جائزہ لینا ہے جو انھیں دیگر مفکرین و مصلحینِ امت سے ممتاز و ممیز کرتے ہیں۔

شیخ الاسلام نے تجدید و احیائے دین کے حوالے سے اپنی فکر کو "قرآنی فلسفۂ انقلاب" کا نام دیا ہے۔ لہٰذا سب سے پہلے تو ہم یہ جاننے کی کوشش کریں گے۔ "قرآنی فلسفہ انقلاب" سے ان کی مراد کیا ہے؟ اس کے بنیادی خدوخال کیا ہیں اور عصرِ حاضر میں اس کی ضرورت و اہمیت کیا ہے؟ یہ بنیادی تصور واضح ہو جانے کے بعد ہم یہ جاننے کی کوشش کریں گے کہ شیخ الاسلام مدظلہ کی انقلابی فکر و نظر کے مطابق دینِ اسلام کے فکری و نظریاتی، علمی، تحقیقی، سیاسی، سماجی، ثقافتی، معاشی، قانونی، مذہبی اور روحانی پہلوؤں میں وہ کون سی اساسی تبدیلیاں اور تغیرات رونما ہوئے ہیں جن کے نتیجے میں امتِ مسلمہ زوال و انحطاط کا شکار ہوئی ہے اور جن کا سدِّباب کئے بغیر اصلاحِ احوالِ امت، تجدید و احیائے دین اور غلبۂ دینِ حق کی بحالی کا خواب شرمندۂ تعبیر نہیں ہو سکتا۔

ا۔ شیخ الاسلام کی فکر کا پہلا نمایاں پہلو: عروج و زوال آفاقی قوانین کی پیروی و عدم پیروی پر منحصر ہے

شیخ الاسلام مدظلہ کے مطابق اقوام کا عروج و زوال فطرت کے آفاقی قوانین و ضوابط کا پابند ہے جو قوم ان قوانینِ فطرت کی

https://www.minhaj.info/

پابندی کرتی ہے، عظمت و رفعت اس کا مقدر قرار پاتی ہے اور جو قوم ان الوہی قواعد و ضوابط سے انحراف کرتی ہے، اسے زوال اور پستی سے دوچار ہونا پڑتا ہے۔ اگر تاریخ انسانی کا بغور جائزہ لیا جائے تو یہ اقوام کے عروج و زوال کی ایک کہانی دکھائی دیتی ہے جسے ہر مؤرخ اپنے خاص انداز اور طریقے سے بیان کرتا ہے۔ وہ مزید فرماتے ہیں کہ اقوام کے عروج وزوال کی کہانی اگر تاریخ کہلاتی ہے تو پھر زوال و پستی کے قعرِ مذلت میں گری ہوئی کسی قوم کو دوبارہ عروج آشنا کرنے والے علم کو کیا کہا جائے گا؟ علومِ اسلامیہ کا یہ وہ گوشہ ہے جس کے حوالے سے بہت ہی کم کہا اور لکھا گیا ہے۔

چنانچہ وہ علم جو اقوام کے زوال کو عروج اور سربلندی میں تبدیل کرنے کے گُر اور طریقے بتائے اس کے سوتے براہِ راست قرآن و سنت سے پھوٹنے چاہئیں۔ کیونکہ فکری و نظریاتی نظام، عملی قوانین و ضوابط اور ان کا درست لائحہ عمل ہی کسی قوم کے روشن مستقبل کی راہیں متعین کرتا ہے اور ان کی پستی کو بتدریج بلندی اور عظمت میں بدلنے کی راہیں ہموار کرتا ہے۔ ماضی اور حال کا موازنہ یہ آشکار کرتا ہے کہ اس وقت فکر اور نظریہ ہی ہر طرف غالب و حاکم ہے۔

بقول شیخ الاسلام مدظلہ باہمی تصادم و جدال تاریخِ انسانی کا ایک بنیادی عنصر رہا ہے جس کی جانب امریکی مفکر Huntington نے بھی یہ کہتے ہوئے اشارہ کیا ہے کہ

The fault lines between civilizations will be the battle lines of the future (Huntington 1996,1)

لہٰذا اس تصور کے پیشِ نظر مختلف تہذیبوں کے مابین تصادم درحقیقت ان کی اپنی بقا کی جنگ ہے اور اس جنگ میں جو تہذیب ہر حوالے سے مکمل اور جامع ہوگی، وہی باقی و زندہ رہے گی۔

۲۔ دوسرا نمایاں پہلو: عروج و تمکنت کے لیے قرآن سے رہنمائی ناگزیر ہے

زوال آشنا کسی قوم کو عروج اور سربلندی کی راہ پر گامزن کرنے کا طریقہ اور لائحہ عمل اگر قرآن مجید سے تلاش کرنے کی کوشش کی جائے تو وہ تمام آیات جو نزولِ قرآن کے مقصد اور انبیاء و رسل کے فرائضِ نبوت و رسالت کو بیان کرتی ہیں، ان سے اس سلسلے میں بنیادی راہنمائی فراہم ہوتی ہے۔ اللہ رب العزت کے فرمان: یَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيْهِمْ۔ (البقرہ، ۲: ۱۲۹) مذکورہ فرمان اور ان جیسی دیگر آیات کی روشنی میں شیخ الاسلام مدظلہ فرماتے ہیں کہ ''حکمت و دانائی'' کارِ نبوت کا ایک بنیادی تقاضا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہر نبی و رسول ﷺ کو ''حکمت و دانائی'' کی دولت سے سرفراز فرمایا گیا۔

لہٰذا قرآنی تصورِ حکمت کو بروئے کار لاتے ہوئے زوال و انحطاط کا شکار کسی قوم کے لیے قرآن مجید سے براہِ راست اس کے عروج و تمکنت کے لیے فکر و نظریہ، عملی اساس اور لائحہ عمل اخذ کرنے کا نام ''قرآنی فلسفہ انقلاب'' ہے۔ کیونکہ قرآن اقوام کے عروج و زوال سے متعلق قوانین و ضوابط کو اس قدر حتمیت اور قطعیت سے بیان کرتا ہے کہ ان کی صداقت و معقولیت میں کسی قسم کا ہلکا سا بھی شائبہ باقی نہیں رہتا۔ اسی حقیقت کے پیشِ نظر زوال و پستی کو عروج و عظمت میں تبدیل کرنے کے اس علم کو علومِ اسلامیہ ہی کی ایک شاخ قرار دیا جا سکتا ہے۔

رہا یہ سوال کہ ماضی میں مسلم مفکرین نے اس علم کے حوالے سے کوئی خاطر خواہ کاوش کیوں نہیں کی تو اس کا جواب شیخ الاسلام مدظلہ یوں دیتے ہیں کہ

''اس علم کا جو مقصد و مدعا ہے یعنی ''عروج و تمکنت'' اور ''بلندی و سرفرازی'' وہ چونکہ اسلام اور عالمِ اسلام کے پاس پہلے سے موجود تھی۔ اسلام بطور نظامِ حکومت و سلطنت اور اس کی تہذیب و ثقافت غالب و نافذ تھی۔ اس لیے اس موضوعِ علم کو زیرِ بحث لانے اور اس کے متعلق تحقیق و تصنیف یا اس سلسلے میں کسی تنظیم و تحریک کو معرضِ وجود میں لانے کے چنداں ضرورت نہ تھی۔''

اقوام کا عروج و زوال پہلے سے مقرر شدہ الوہی نظام کے تابع ہے۔ قرآن جہاں اپنی آفاقی تعلیمات کی موثریت و نتیجہ خیزی اور ان کے مثبت اثرات و ثمرات کی یقین دہانی کرواتا ہے، وہاں وہ ان سے انحراف و عدول کی صورت میں پیش آمدہ خطرات و

https://www.minhaj.info/

نقصانات سے بھی آگاہی فراہم کرتا ہے۔ اقوام کے عروج وزوال اور باہمی تصادم کا یہ سلسلہ چونکہ آغازِ نسلِ بنی آدم سے جاری ہے۔ اس لیے آج کی کامیاب ترین حاکم اور غالب قوم کل کو زوال وپستی کے قعرِ مذلت میں گر سکتی ہے جبکہ آج زوال وانحطاط کا شکار کوئی قوم کل اوجِ ثریا پر کمندیں ڈال سکتی ہے۔

تاریخِ انسانی کا یہ منظر نامہ الوہی نظام کے مقرر شدہ قوانین وضوابط کے تحت انجام پاتا ہے اور کسی قسم کے حادثات کا اس میں کوئی عمل دخل نہیں۔ پہلے سے طے شدہ اور مقرر ان قوانین کے لیے قرآن نے ''سنة الله'' کی اصطلاح استعمال کی ہے: سُنَّةَ اللهِ فِي الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلُ وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللهِ تَبْدِيْلًا (الاحزاب، ۳۳: ۶۲) جو نہ تو کبھی تبدیل ہوئی ہے اور نہ ہی اس میں کسی قسم کا کوئی انحراف پیدا ہوتا ہے۔

لہٰذا اقوام کا عروج و زوال مخصوص اور مقرر شدہ الوہی قواعد وضوابط کے تابع ہے جو دائمی اور ناقابلِ تغیر ہیں۔ ان قوانین کی پابندی اور بجاآوری قوموں کو عروج وتمکنت سے ہمکنار کرتی ہے جبکہ ان سے عدول وانحراف تباہی وبربادی اور ذلت ورسوائی پر منتج ہوتا ہے۔

۳۔ تیسرا نمایاں پہلو: زوال کا باعث بننے والے تغیرات کی نشاندہی

اقوام اور معاشرے چونکہ افراد سے تشکیل پاتے ہیں، اس لیے عروج وزوال کا اندازہ بھی افرادِ معاشرہ کی اجتماعی کیفیت و حالت سے لگایا جاتا ہے۔ اسی لیے قرآن نے دوٹوک الفاظ میں یہ اصول واضح کر دیا ہے کہ

اِنَّ اللهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ۔

'' بے شک اللہ کسی قوم کی حالت کو نہیں بدلتا یہاں تک کہ وہ لوگ اپنے آپ میں خود تبدیلی پیدا کر ڈالیں۔'' (الرعد، ۱۳: ۱۱)

لہٰذا اس آیت اور اس کی مثل دیگر آیات کے پیشِ نظر شیخ الاسلام مدظلہ کا دعویٰ ہے کہ ''کسی قوم کی اچھی یا بری حالت اس وقت تک تبدیل نہیں ہوتی جب تک وہ قوم انفرادی سطح پر اس تبدیلی کے لیے جواز فراہم نہیں کرتی۔ اس لیے وہ زمین جہاں پر تبدیلی وتغیر کا بیج بویا جاتا ہے وہ افرادِ قوم ہیں۔ افراد میں تبدیلی بعد ازاں سوسائٹی، معاشرے اور قوم میں تبدیلی کا پیش خیمہ ثابت ہوتی ہے۔ اسی اصول کے پیشِ نظر شیخ الاسلام مدظلہ کے نزدیک کسی قوم میں تبدیلی وتغیر رونما ہونے کے دو درجے ہیں:

۱۔ پہلا درجہ: انفرادی، شخصی اور شعوری سطح پر تغیر

۲۔ دوسرا درجہ: عملی واخلاقی سطح پر تغیر

اس کی مزید وضاحت وہ یوں فرماتے ہیں کہ سب سے پہلے تغیر قوم کی فکر، نظریے اور خیالات میں رونما ہوتا ہے اور اس کے بعد وہ قوم ان تغیر شدہ اور بدلے ہوئے نظریات و خیالات کو خارجی سطح پر عملی جامہ پہنا لیتی ہے۔

لہٰذا یہ حقیقت روزِ روشن کی طرح عیاں ہو جانی چاہیے کہ کوئی بھی قوم اپنے عروج و تمکنت اور غلبہ و سربلندی سے اس وقت تک محروم نہیں ہوتی جب تک وہ اس کے لیے کوئی عملی جواز فراہم نہیں کرتی۔ اسی طرح عروج و غلبہ اور سرفرازی اس وقت تک کسی قوم کا مقدر نہیں بنتی جب تک وہ ہر حوالے سے انفرادی اور اجتماعی سطح پر اپنے آپ کو اس کا اہل ثابت نہیں کرتی۔

۴۔ چوتھا نمایاں پہلو: فلاح وخوشحالی کی ضمانت مبنی بر وحی الوہی نظام

بنی نوع انسان کی راہنمائی اور کامیابی کے لیے ہر دور میں انبیاء ورسل علیہم السلام ایک واضح فکری و عملی نظام کے ساتھ مبعوث ہوتے رہے ہیں اور ان کی دعوت کا مقصدِ وحید انسان کو اس کی عظمت ورفعت کی ان بلندیوں پر فائز کرنا تھا کہ جہاں پر وہ دینی و مذہبی اعتبار سے ہر اس فکر، نظریے اور فلسفے کو یکسر مسترد کر دے جو اسے غیر اللہ کے تابع اور فرمانبردار بنا کر اسے اس کی انسانی برتری وفوقیت سے محروم کرتا ہو۔ سماجی سطح پر انسان ہر اس شے کو مسترد کر دے جو قرآنی تصورِ برائی (منکر) کے تحت آتی ہو اور ہر اس چیز اور عمل کو اختیار کر لے جو قرآنی تصورِ نیکی (معروف) کے ذیل میں آتی ہو اور سیاسی سطح پر صرف اور صرف وحی الٰہی پر مبنی

https://www.minhaj.info/

الوھی نظامِ زندگی نافذ کرے اور انسانی حکمران اپنی سلطنت و اختیارات الوہی نظام کے تابع ہو کر اللہ تعالیٰ کے نائب، امین اور خلیفہ کے طور پر استعمال کریں۔ اسی مقصد کے لیے تمام انبیاء و رسل علیہم السلام مبعوث کیے گئے لیکن وہ مخصوص وقت، خطے اور قوم کے لیے تھے جبکہ اس کے برعکس خاتم الانبیاء و مرسلین حضور سرورِ عالم ﷺ جن پر الوہی ہدایت و راہنمائی کا جاری نظام مکمل ہو گیا، ان کی نبوت و رسالت دائمی اور آفاقی ہے اور انسانیت کو اب مزید کسی ہدایت اور راہنمائی کی ضرورت باقی نہیں رہی۔

اس لیے بقول شیخ الاسلام مدظلہ انسانی بھلائی، فلاح اور خوشحالی کی ضمانت، صرف اور صرف وحی پر مبنی الوہی نظام کو تمام شعبہ ہائے حیات میں عملی طور پر اپنانے میں ہے اور اس سے انحراف وعدول تباہی و بربادی کا باعث بن سکتا ہے۔

کیا اقوامِ سابقہ کی تباہی و بربادی محض ایک حادثہ تھی

جیسا کہ ہم جان چکے ہیں کہ انبیاء و رسل علیہم السلام کی بعثت کا مقصد انسان کی فلاح، کامیابی، خوشحالی اور عظمت و رفعت کو یقینی بنانا تھا۔ اسی لیے کسی بھی قوم کو ان کی نافرمانیوں اور بداعمالیوں کی وجہ سے نیست و نابود کرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ اپنے مقرر کردہ الوہی نظام کے مطابق ان کی جانب انبیاء مبعوث فرماتا ہے تاکہ وہ اپنے اعمال و کردار کی اصلاح کر کے اللہ تعالیٰ کی گرفت سے بچ جائیں جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَمَآ اَهْلَكْنَا مِنْ قَرْيَةٍ اِلَّا لَهَا مُنْذِرُوْنَ۔ (الشعراء، ۲۶: ۲۰۸)

”اور ہم نے سوائے ان (بستیوں) کے جن کے لیے ڈرانے والے (آچکے) تھے کسی بستی کو ہلاک نہیں کیا۔“

جن قوموں نے انبیاء مبعوث ہونے کے باوجود اصلاحِ احوال نہ کی اور ظلم و تعدی کی راہ پر گامزن رہے تو تباہی و بربادی ان کا مقدر ٹھہری۔ لہٰذا شیخ الاسلام مدظلہ کے نزدیک سابقہ قوموں کی تباہی کوئی حادثہ نہ تھی بلکہ ان کی اپنی خود سری اور احکامِ خداوندی سے بغاوت اور انبیاء کرام علیہم السلام کی دعوت کو قبول نہ کرنے کا نتیجہ تھی۔ قوموں کی تباہی و بربادی کی وجوہات بیان کرنے کے ساتھ ساتھ قرآن ان امتیازی خصائص کو بھی بیان کرتا ہے۔ جن کو اپنا حرزِ جاں بنا کر کوئی قوم عظمت و سربلندی کی منزلیں کامیابی کے ساتھ طے کر سکتی ہے۔

قرآن مجید کی آیات کی روشنی میں شیخ الاسلام مدظلہ فرماتے ہیں کہ کامیابی، استحکام، عظمت و رفعت اور شان و شوکت کی ضمانت اس قوم کو دی جاتی ہے جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ پر پختہ اور غیر متزلزل ایمان رکھے۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر پر سختی سے پابند ہو اور معاشرے کی بھلائی اور فلاح و بہبود کے لیے شب و روز مصروفِ عمل رہے۔

سابقہ اقوام کی تباہی و بربادی کے اسباب و محرکات اور کسی کامیاب قوم کی عظمت و رفعت کے ضروری تقاضوں کے بیان کے ساتھ ساتھ قرآن اس قوم کی عظمت، سربلندی، غلبہ اور دائمی وقار کی ضمانت بھی فراہم کرتا ہے جو ان تمام ضروریات، تقاضوں اور خصوصیات کو دل و جان سے اپناتی ہے جو اس سلسلے میں لازمی و ضروری ہیں۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَلَا تَهِنُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ۔

”اور تم ہمت نہ ہارو اور نہ غم کرو اور تم ہی غالب آؤ گے اگر تم (کامل) ایمان رکھتے ہو۔“ (آل عمران، ۳: ۱۳۹)

کامیابی کی جو ضمانت تمام انبیاء و رسل علیہم السلام کو فراہم کی گئی تھی، وہی ضمانت ان پر ایمان لانے والے مومنین کو بھی عطا کی گئی ہے۔ جیسا کہ درج ذیل آیت قرآنی سے واضح ہے:

وَكَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ۔ (الروم، ۳۰: ۴۷)

”اور مومنوں کی مدد کرنا ہمارے ذمۂ کرم پر تھا (اور ہے)۔“

لہٰذا کامیابی کی اسی ضمانت کا امتِ مسلمہ سے بھی وعدہ کیا گیا ہے۔ اگرچہ امتِ مسلمہ کو قرآن کی صورت میں سب سے کامل و اکمل سے سب سے آخری الوہی ہدایت سے نوازا گیا ہے اور حتمی کامیابی کی ضمانت بھی فراہم کی گئی ہے مگر اس کے ساتھ ہی اسے ان تمام فرائض و واجبات کے لیے جواب دہ بھی ٹھہرایا گیا جن کی ادائیگی لازمی و ضروری ہے اور ان خصوصیات کے لیے بھی جن کو اپنے اندر پیدا کرنے کا اس سے تقاضا کیا گیا ہے۔

https://www.minhaj.info/

۵۔ پانچواں نمایاں پہلو: قرآنی فکر سے انحراف کے سبب کی نشاندہی

شیخ الاسلام مدظلہ کے نزدیک عصر حاضر میں امت مسلمہ کی قرآنی فکر سے دوری و انحراف کی سب سے بڑی وجہ اس کی روزمرہ کی زندگی میں اسلامی فکر و عمل کے موثر و قابلِ عمل ہونے کے بارے میں غیر یقینی اور عدمِ تیقن ہے۔ اس غیر یقینی نے مزید مایوسی اور ناامیدی کا روپ دھار لیا ہے جس کا لازمی نتیجہ بے عملی اور اسلام اور اس کی اقدار سے دوری و انحراف ہے۔

جب امت کی اس اذیت ناک اور پریشان کن حالت کے بارے میں مذہبی لیڈر شپ سے سوال کیا جاتا ہے تو اکثر اوقات ان کی طرف سے یہ جواب دیا جاتا ہے کہ قربِ قیامت میں امت پہ زوال و پستی اور دگر گوں حالت حضور نبی اکرم ﷺ کے ارشادات اور پیشین گوئیوں کے عین مطابق ہے۔ گویا کہ انھوں نے اپنی اس زوال و پستی اور ذلت و رسوائی کو اپنی ممکنہ تقدیر سمجھ کر قبول کر لیا ہے۔

شیخ الاسلام مدظلہ مزید فرماتے ہیں کہ اگر ان مذہبی رہنماؤں سے یہ سوال کیا جائے کہ اگر یہ سب تقدیر ہے تو پھر اصلاحِ احوال، تجدید و احیائے دین اور اشاعت و فروغ دین کے لیے مختلف جماعتوں، تنظیموں اور تحریکوں کو معرض وجود میں لانے اور اس سلسلے میں اپنی توانائیاں صرف کرنے کی کیا ضرورت ہے؟

اس کے بارے میں عام طور پر دو جواب دیئے جاتے ہیں:

۱۔ پہلا یہ کہ امت کے زوال و انحطاط کو عروج و سربلندی میں بدلنے کی یہ تمام تر جدوجہد اور کاوشیں محض اخروی کامیابی اور آخرت کے اجر و ثواب کے لیے ہیں۔ ان تمام تر مساعی کی اس دنیا میں کامیابی اور نتیجہ خیزی کی کوئی حیثیت نہیں۔

یہ سوچ اور رویہ معروضی حالات سے مکمل طور پر سمجھوتہ کر لینے کا نتیجہ ہے اور اس سوچ اور فکر کے ساتھ معاشرے میں کوئی بنیادی تبدیلی اور انقلاب رونما نہیں کیا جا سکتا۔

۲۔ دوسرا جواب اس سوال کا یہ ہوتا ہے کہ ہمارا فرض اور ذمہ داری کامیابی اور غلبہ کے لیے محنت، کاوش اور جدوجہد کرنا ہے۔ اس کے نتیجے میں کوئی مثبت تبدیلی رونما ہوتی ہے یا نہیں۔ برائی کا سدِّباب ہوتا ہے اور نیکی پروان چڑھتی ہے یا نہیں، اس کی کوئی اہمیت نہیں۔

اس سوچ کے حاملین کے نقطہ نظر کے مطابق اسلام صرف آخرت کی کامیابی کی ضمانت دیتا ہے۔ محنت و جدوجہد کی دنیا ہی میں کامیابی کی نہ تو اسلام ضمانت دیتا ہے اور نہ ہی اس کی کوئی قدر و اہمیت ہے۔

مذکورہ دونوں رویوں کا نتیجہ ہے کہ اس وقت اسلامی نظامِ زندگی ناقابلِ عمل اور غیر موثر سمجھا جانے لگا ہے اور فرزندانِ اسلام خود ہی انفرادی اور اجتماعی طور پر اسلام کی تعلیمات و اقدار سے دست کش نظر آتے ہیں کیونکہ وہ اپنے اعمال و افعال کی نتیجہ خیزی اور موثریت کے بارے میں عدم یقینی کا شکار ہیں۔

اس عدم یقینی کی وجوہات پر روشنی ڈالتے ہوئے شیخ الاسلام فرماتے ہیں کہ ”یقین مشاہدہ سے جنم لیتا ہے اور مشاہدہ تجربی توثیق سے حاصل ہوتا ہے۔ مزید یہ کہ یقین کے دو درجات ہیں: عمومی اور خصوصی۔ عمومی یقین ”علم بالغیب“ کا دوسرا نام ہے جو صرف علم سے ہی حاصل ہو سکتا ہے اس کو ”علم الیقین“ بھی کہتے ہیں جبکہ خصوصی یقین مشاہدہ سے حاصل ہوتا ہے اور اس کو ”عین الیقین“ کہا جاتا ہے۔ جبکہ ”حق الیقین“ اپنے آپ کو کسی خاص صورت حال میں عملی طور پر ڈال دینے سے حاصل ہوتا ہے۔ یقین کے یہی تینوں درجات دراصل اسلامی تعلیمات کی اثر انگیزی اور نتیجہ خیزی کے درجات کو متعین کرتے ہیں۔

قرآن در حقیقت فرزندانِ اسلام کو تیسرے اور سب سے اعلیٰ درجے یعنی ”حق الیقین“ کو اپنانے کا تقاضا کرتا ہے۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَاْتِيَكَ الْيَقِيْنُ۔ (الحجر، ۱۵: ۹۹)

” اور اپنے رب کی عبادت کرتے رہیں یہاں تک کہ آپ کو (آپکی شان کے لائق) مقامِ یقین مل جائے (یعنی انشراحِ کامل نصیب ہو جائے یا لمحۂ وصالِ حق)۔“

https://www.minhaj.info/

لہٰذا فی زمانہ امتِ مسلمہ کی بے عملی اور اسلامی تعلیمات و نظامِ حیات سے دوری دراصل اسلام کے فکر و فلسفہ اور اس کی تعلیمات کے دورِ حاضر میں قابلِ عمل اور نتیجہ خیز ہونے کے بارے میں ان کی عدم یقینی کا ہی نتیجہ ہے۔ اس بے عملی کا علاج اسلام کی لازوال و بے مثال تعلیمات کی موثریت اور نتیجہ خیزی کے بارے میں اپنے یقین واطمینان کو ”حق الیقین“ کے درجے پر لا کر ہی کیا جاسکتا ہے۔

اسلامی فکر و عمل کی نتیجہ خیزی کے بارے میں یقین متزلزل کیوں ہوا؟ یہ ایک بدیہی حقیقت ہے کہ اگر اعمال وافعال کی عملی نتیجہ خیزی کا مشاہدہ مفقود ہو جائے تو ان اعمال وافعال کی اثر انگیزی کے متعلق یقین بھی متزلزل ہو جاتا ہے۔

۶۔ چھٹا نمایاں پہلو: تعلیماتِ اسلامی کی عدم موئثریت کی وجوہات کا بیان

دورِ ماضی (ما قبل و مابعد زوال) کا موازنہ کرنے اور تنقیدی جائزہ لینے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اسلامی تعلیمات کی غیر موثر ہونے کی دو بڑی وجوہات ہیں:

۱۔ امت مسلمہ کی قوتِ نافذہ سے محرومی

۲۔ اسلامی فکر و فلسفہ کا جمود و تعطل

دنیا کا کوئی نظامِ حیات قوتِ نافذہ کے حصول کے بغیر مطلوبہ نتائج پیدا نہیں کرسکتا کیونکہ کسی بھی نظام اور اس کے قوانین وضوابط کو عملی طور پر نافذ کرنے اور ان کے عملی ثمرات کو یقینی بنانے کے لیے اقتدار و حکومت ہی سب سے اہم اور موثر ذریعہ ہے۔ اس لیے جب اسلام بطورِ نظام اپنے سیاسی غلبہ اور قوت واقتدار سے محروم ہوا تو نتیجتاً اُس کی تعلیمات کی موثریت بھی ماند پڑ گئی جس نے مزید عدم یقینی، بے عملی کو جنم دیا۔

فکر اسلامی کے جمود و تعطل کو زوال وانحطاط کی دوسری بڑی وجہ قرار دیتے ہوئے شیخ الاسلام مدظلہ کا دعویٰ ہے کہ اسلام چونکہ قیامت تک کے لیے ایک مکمل عملی ضابطہ حیات ہے۔ اس لیے وہ ایسے قواعد وضوابط اور ہدایت و راہنمائی فراہم کرتا ہے جو موجودہ اور آنے والے ہر دور کے لیے یکساں قابلِ عمل، موثر اور نتیجہ خیز ہیں۔ ان میں سے کچھ قواعد و ضوابط اپنی حیثیت میں بنیادی اور اصل (ھیئت اصلیہ) ہیں اور وہ کسی حالت اور زمانے میں تبدیل نہیں ہوتے جبکہ کچھ قواعد و ضوابط ثانوی حیثیت (ھیئت کذائیہ) کے ہیں جو وقت، جگہ اور حالات کے تبدیل ہونے کے ساتھ ساتھ تبدیل ہوتے رہتے ہیں۔

امت کے باصلاحیت اور صائب الرائے فقہاء، مجتہدین اور اربابِ حل وعقد کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ بدلے ہوئے وقت اور حالات کے تقاضوں اور ضروریات کے مطابق اصلی اور بنیادی قواعد وضوابط (ھیئت اصلیہ) کی روشنی میں ثانوی قواعد وضوابط (ھیئت کذائیہ) میں ترمیم و اضافہ جات کرکے انہیں بدلے ہوئے وقت و حالات کے مطابق موئثر و قابلِ عمل بناتے رہیں۔ اسلامی فکر و تعلیمات کے اسی احیاء و تجدید کو ”اجتہاد“ کا نام دیا جاتا ہے جس کی حدود و قیود پہلے سے ہی متعین کر دی گئی ہیں۔

اسلام کے ابتدائی دور میں چونکہ ”اجتہاد“ عملی طور پر رائج تھا اس لیے مسلم فقہا پیش آمدہ چیلنجز کا مقابلہ بذریعہ اجتہاد کرتے رہے جبکہ بعد کے وقتوں میں جب اسلامی فکر کی ارتقائی ترقی کمزور پڑ گئی اور ہر طرف جمود و تعطل نے ڈیرے ڈال لیے تو ”اجتہاد“ کے تمام دروازوں کو مستقل اور دائمی طور پر بند قرار دے دیا گیا۔ جس کا لازمی نتیجہ اسلامی تعلیمات کے مسلسل ترقی پذیر دنیا کے مسائل و مشکلات اور چیلنجز کا قابلِ عمل حل پیش کرنے میں ناکامی کی صورت میں نکلا۔ اس ناکامی کی وجہ سے اسلامی تعلیمات کی اثر انگیزی اور مطلوبہ نتائج کا مشاہدہ بھی مفقود ہو گیا جو امتِ مسلمہ کی بے یقینی اور بے عملی کا سبب بنا۔

(جاری ہے)

❁❁❁❁❁

اعتدال و رواداری کے فروغ میں شیخ الاسلام کا کردار

انسانی حیات کو اسلام کا جو اُصول حُسن بخشتا ہے وہ اصولِ اعتدال ہے

منہاج القرآن کے تعلیمی ادارے بلاتفریق فروغِ علم و حکمت کیلئے کوشاں ہیں

انجینئر محمد رفیق نجم

اسلام مکمل ضابطۂ حیات ہے۔ انسانی حیات کو اسلام جو اصول حسن بخشتا ہے وہ اصولِ اعتدال ہے۔ ہمارا دین دینِ اعتدال ہے۔ کسی بھی مہذب معاشرے کی اعلیٰ اقدار میں سب سے بڑی قدر رواداری اور اعتدال ہوتا ہے۔ اعتدال کی عدم موجودگی ظلم و تشدّد کو جنم دیتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اُمتِ مسلمہ کو جو وقار عطا کیا ہے وہ اعتدال اور توسط پر مبنی ہے۔ قرآن مجید میں اُمتِ مسلمہ کی تعریف میں یہ آیت کریمہ نازل ہوئی:

وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا۔ (البقرہ، ۲: ۱۴۳)

”اور (اے مسلمانو!) اسی طرح ہم نے تمہیں (اعتدال والی) بہتر امت بنایا تاکہ تم لوگوں پر گواہ بنو اور (ہمارا یہ برگزیدہ) رسول (ﷺ) تم پر گواہ ہو۔“

اِس آیت کریمہ میں اُمتِ مسلمہ کو انسانوں پر نگران بنانے کا ذکر ہے۔ نگران (رہنما) کی خوبی وسط (اعتدال) بیان کی۔ یعنی لوگوں کی رہنمائی کرنے والا باقی صفات سے متصف ہونے کے ساتھ ساتھ راہِ اعتدال کا بھی مسافر ہو، تب وہ کماحقہ رہنمائی کا فریضہ سرانجام دے سکے گا۔

اعتدال دراصل معاشرے کی وہ عظیم قدر ہے جس کے ذریعہ سے انسان ایک متوازن انفرادی زندگی سے لے کر اجتماعی متوازن زندگی بسر کر سکتا ہے۔ اسلام نے عبادات معاملات دونوں پہلوؤں میں اعتدال کا سبق دیا ہے۔

رواداری کے لفظی معنی رعایت کا رویہ رکھنا اور سب کی تعظیم کرنا ہے۔ رواداری انسان کے اُس رویے کا نام ہے جس میں وہ اُن افراد کے رویوں کو بھی برداشت کرتا ہے جن سے وہ عقائد اور اعمال میں اختلاف رکھتا ہے۔ یعنی اختلاف رکھتے ہوئے بھی اُن افراد کے جذبات کا لحاظ رکھا جائے تاکہ اُن کو کوئی دکھ نہ پہنچے اور اُن کے عقائد، اعمال اور رویوں کو بدلنے کے لئے زبردستی نہ کی جائے۔ گویا رواداری اس انسانی رویہ کا نام ہے جس میں انسان سب کی تعظیم کرتا ہے۔ دراصل رواداری کا حامل شخص تاجدارِ کائنات ﷺ کے اُس فرمان کہ: ”مخلوق اللہ کا کنبہ ہے“ کو حرزِ جاں بناتے ہوئے اپنی زندگی بسر کر رہا ہوتا ہے۔ وہ بہر صورت اِس بات کی پاس داری کرتا ہے کہ کہیں میرا پروردگار مجھ سے ناراض نہ ہو جائے۔ اِس لیے وہ اختلاف کے باوجود انھیں برداشت کرتا ہے۔ وہ کسی صورت بھی دھن اور دھونس کی بناپر اُن کے عقائد اور اعمال کو بدلنے کے بجائے رواداری کا مظاہرہ کرتا ہے۔ رواداری وہ صفت ہے جس کے ذریعہ سے بڑے سے بڑا مخالف بھی آپ کے قریب آجاتا ہے اور اُسے آپ کو جاننے اور سمجھنے کا موقع ملتا ہے۔ اس سے غلط فہمیاں دور ہوتی ہیں، ظرف میں وسعت آتی ہے اور مخلوق خدا فساد کے بجائے امن اور سلامتی کی راہ پر چل پڑتی ہے جو دین اسلام کا منشاء ہے۔

راہِ اعتدال کا فروغ

اُمت مسلمہ کے زوال کی بہت سی وجوہات میں سے یہ بھی ہے کہ اِس اُمت نے اعتدال کی راہ اور رواداری کا رویہ ترک کر دیا

https://www.minhaj.info/

ہے۔ وطن عزیز میں موجودہ دور کے دین کے پیروکاروں نے اپنے رویوں سے انتہا پسندی اور تکفیریت کو فروغ دیا۔ اِن حالات میں شیخ الاسلام نے انتہا پسندی اور تکفیری ماحول کو ختم کرنے کے لیے بین المسالک رواداری کے ذریعہ اعتدال کی راہ کا پرچار بھی کیا اور اُس کے لئے عملی اقدامات بھی اٹھائے۔ آپ نے عملی کام کے لئے منہاج القرآن کا پلیٹ فارم مہیا کیا۔ فرقہ واریت کے خاتمے اور اتحاد امت کے لئے آپ نے نعرہ دیا کہ

”اپنا مسلک چھوڑو نہیں، دوسروں کے مسلک کو چھیڑو نہیں“

ذیل میں شیخ الاسلام کی کاوشوں کا جائزہ پیش کیا جارہا ہے:

۱۔ ملکی سطح پر فرقہ واریت کے خاتمے کے لئے آپ نے بڑا اقدام ”ختمِ نبوت کانفرنس“ کے انعقاد کی صورت میں اُٹھایا۔ یہ پروگرام مینارِ پاکستان کے سبزہ زار میں اکتوبر 1988ء میں ہوا۔ ختم نبوت کانفرنس کے سٹیج پر شیخ الاسلام نے جملہ مکاتبِ فکر کے اکابرین کا استقبال کیا۔ اِن سب کو ایک سٹیج پر جمع کر کے ہر کسی کو اپنا پیغام دینے کا برابر موقع دیا۔ جس کام کو دنیا ناممکن خیال کرتی تھی، آپ نے اپنی خداداد صلاحیتوں کا لوہا منواتے ہوئے اُسے ممکن بنا کر ایک دوسرے سے ملنے کی راہ ہموار کر دی۔

۲۔ جون 1988ء میں ویمبلے لندن کانفرنس میں الاتحاد العالمی الاسلامی کا قیام عمل میں لایا گیا۔ اِس کانفرنس میں 33 اسلامی ممالک کی نمائندگی اور ان ممالک کے جھنڈوں کا ایک ساتھ ایک سٹیج پر لہرانا، اتحادِ اُمت کے عملی مظاہرے کا اعلان تھا۔ اس اقدام سے آپ نے رنگ، نسل، زبان اور علاقوں کے بتوں کو عملاً پاش پاش کر دیا۔

۳۔ مسلم کرسچین ڈائیلاگ فورم (MCDF) کا قیام بین المذاہب ہم آہنگی اور رواداری کے فروغ کی عملی مثال ہے۔ یہ مسلمانوں اور مسیحیوں کے درمیان تعلقات کو بہتر بنانے اور پیدا شدہ غلط فہمیوں کے ازالہ کا بہترین فورم ہے۔ اِس فورم کے تحت دنیا بھر کے لوگوں کو اسلام کے دینِ اعتدال اور رواداری کا عملی پیغام دیا گیا۔ اِس کے نتیجہ میں چرچ میں میلاد کانفرنس کا انعقاد اور کرسمس کے پروگرامز میں مسلمانوں کی عملی شرکت نے بڑھتی ہوئی بدگمانیوں کو ختم کرنے میں اہم کردار ادا کیا۔

۴۔ جب دنیا دہشت گردی کی آگ میں جل رہی تھی، تہذیبوں کے درمیان جنگ میں تیزی آرہی تھی، مختلف مذاہب کے پیروکار ذہنی و فکری دباؤ کا شکار ہو رہے تھے تو ان حالات میں دہشت گردی و انتہا پسندی کے عملی تدارک اور اسلام کی تعلیماتِ اعتدال اور رواداری کی تاریخ کو دہرا کر تہذیبوں کو ایک دوسرے کے قریب لانے میں آپ نے اہم کردار ادا کیا۔ 24 ستمبر 2011ء لندن کی سرزمین پر ”امن برائے انسانیت“ کے عنوان سے مسلمان، عیسائی، یہودی، ہندو، بدھ مت اور سکھ سکالرز کو ایک پلیٹ فارم پر اکٹھا کیا۔ اِس کانفرنس میں 11 ہزار افراد کی شمولیت نے اسلام کے دینِ اعتدال اور رواداری کا چہرہ دنیا کو دکھا کر دہشت گردی کے بیانیے کو فروغ دینے والے عناصر کے منہ پر اجتماعی طور پر زوردار تمانچہ مار کر دنیا کو بین المذاہب ہم آہنگی سے آشنا کیا۔

۵۔ وطن عزیز میں شیعہ سنی فسادات جب اپنے عروج پر تھے، فرقہ واریت کو ہوا دے کر دشمن اپنے مذموم عزائم کی تکمیل میں لگا ہوا تھا اور حکومتی مشنری اِن فسادات کو روکنے میں بے بس دکھائی دے رہی تھی، تب 10 جنوری 1990ء کو شیخ الاسلام نے ”اعلامیہ وحدت“ کے ذریعہ ان دو بڑے مسالک کو راہِ اعتدال دکھا کر رواداری کا مظاہرہ کرتے ہوئے 10 نکاتی اعلامیہ پر دونوں مسالک کے اکابرین کے دستخط کروا کر اُس آگ کو ٹھنڈا ہی نہیں کیا، بلکہ ایک دوسرے کے پروگرامز میں آنے جانے کا راستہ بھی ہموار کیا۔ جس کے نتیجہ میں آج تکفیری زبان بند ہو چکی ہے۔

۶۔ شیخ الاسلام نے دنیا بھر میں تعلیمی اداروں کا جال بچھایا ہے۔ اِن تعلیمی اداروں کے دروازے بلا تفریق مذہب و فرقہ تمام طلبہ کے لیے کھلے ہیں اور ہر مذہب و عقیدہ کے حامل طلبہ یہاں تعلیم حاصل کر بھی رہے ہیں۔ اِن اداروں کی بدولت شیخ الاسلام کی سعی اور کوشش اب صرف فرد کی حیثیت سے نہیں بلکہ اداراتی روپ دھار چکی ہے۔ یہی لیڈر کی نشانی ہوتی ہے کہ وہ اپنی فکر کو دنیا میں فروغ دینے کے لئے ادارے قائم کرتا ہے اور وہ ادارے تا ابدالآباد اُس فکر کے عملی فروغ کے لیے کام کرتے رہتے ہیں۔ منہاج یونیورسٹی لاہور میں تمام مذاہب کے طلبہ اپنے اپنے مذہب کے اساتذہ سے اپنے مذہب پر تحقیقی اور تجزیاتی

https://www.minhaj.info/

کام کر سکتے ہیں۔ ہندوازم پڑھنے والے ہندو اساتذہ سے پڑھیں، عیسائیت پر تحقیق کرنے والوں کو مسیحی اساتذہ کی سہولت میسر ہے۔

تحریک منہاج القرآن شیخ الاسلام کے اسی وژن کو دنیا میں پہنچانے کا کام کر رہی ہے۔ اُس کا تنظیمی نیٹ ورک براعظم کی سطح سے لے کر محلے اور گاؤں کے یونٹ تک موجود ہے۔ اس تنظیمی نیٹ ورک کے ذریعہ سے جو شخص بھی دین اسلام کے احیاء کی خدمت کا خواہش مند ہوا، میر سے لیکر غریب تک ہر مسلک کا فرد خدمات دے سکتا ہے۔ شیخ الاسلام کے ان فکری اور عملی اقدامات کی بدولت انتہا پسندی کا خاتمہ ہوا۔

دہشت گردی کے خلاف 600 صفحات پر مشتمل فتوی سے اسلام کے دینِ اعتدال وامن کے بیانیے کو فروغ دیا۔ دہشت گردی کی آگ پر اسلام کی اعتدال کی فکر کا پانی ڈال کر اسلام کے چہرے کو داغ دار ہونے سے بچایا۔ الغرض شیخ الاسلام کے عملی اقدامات سے اسلام کی امن و محبت اور رواداری کی تعلیمات کو فروغ ملا اور دہشت گردی کا عملی خاتمہ ہوا۔ اسی طرح محراب و منبر سے تکفیری آواز کا خاتمہ ہوا۔

شیخ الاسلام نے آنے والی نسلوں کو انتہا پسندی اور دہشت گردی سے بچانے کے لئے نصابِ امن تیار کیا ہے۔ اگر حکومت اس تیار شدہ نصاب امن کو تعلیمی اداروں میں پڑھانے کی منظوری دے دے تو یہ بات پورے وثوق سے کہی جاسکتی ہے کہ پوری دنیا تاجدار کائنات ﷺ کے دیے ہوئے دین امن و اعتدال کی بدولت جنت نظیر بن سکتی ہے۔

دینی مدارس کا نصاب کم و بیش 270 سال قبل بنایا گیا تھا جو اس وقت کی تعلیمی ضرورتوں کا کفیل تھا۔ شیخ الاسلام نے عصری تقاضوں کے مطابق اس نصاب میں ضروری تبدیلیاں کر کے نیا نصاب ترتیب دیا ہے جو متوازن بھی ہے اور عصری تقاضوں کے مطابق بھی۔ حکومت پاکستان نے شیخ الاسلام اور منہاج القرآن کی دینی و تعلیمی خدمات کے تناظر میں دینی مدارس کے لئے ایک نئے تعلیمی بورڈ ”نظام المدارس پاکستان“ کی منظوری دی ہے، اس بورڈ کے تحت اب تک وطن عزیز کے 2 ہزار سے زائد مدارس رجسٹرڈ ہو چکے ہیں۔ ان مدارس سے فارغ التحصیل ہونے والے معاشرے کے لئے ٹھنڈی ہوا کا جھونکا ثابت ہونگے اور ان کے ذریعہ سے اعتدال اور رواداری کا فروغ ہو گا۔

اسی طرح دنیا بھر میں پھیلا ہوا منہاج القرآن اسلامک سنٹرز کا وسیع نیٹ ورک معاشرے میں رواداری کے فروغ اور اسلام کی معتدل تعلیمات کو عام کرنے میں شب و روز کوشاں ہے۔

اسی رواداری کا عملی مظاہرہ منہاج ویلفیئر فاؤنڈیشن کے تحت ہونے والی سرگرمیوں میں دیکھنے کو ملتا ہے۔ حال ہی میں سیلاب متاثرین کی امداد اس کا عملی ثبوت ہے۔ فلڈ ریلیف پیکج بلا اختلاف رنگ و نسل اور بلا اختلاف مذہب و مسلک معاشرے کے دکھی افراد تک پہنچایا گیا۔ خیبر پختونخواہ سے لے کر سندھ اور بلوچستان تک خوراک، کپڑے، بستر، ادویات اور دیگر ضروریاتِ زندگی کے ساتھ ساتھ مکانات کی تعمیر تک، اسلامی طرز رواداری کے تحت افراد کی خدمت جاری وساری ہے۔

یتیم اور نادار بچیوں کی شادیاں MWF کی بین الاقوامی سطح پر شناخت بن چکی ہیں جس کا جال ملک کے طول و عرض میں پھیل چکا ہے۔ ان تقریبات میں اب تک کئی ہزار بچیاں اپنا گھر بسا چکی ہیں۔ ان تقریبات میں غیر مسلم بچیوں کی شادیاں بھی اسی جذبہ سے کی جاتی ہیں جو اسلام کا طرۂ امتیاز ہے۔

اعتدال اور رواداری کے فروغ میں شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی خدمات کو تاریخ ہمیشہ سنہری حروف میں لکھے گی۔ فرقہ واریت کی آگ کے آلاؤ کے ہوتے ہوئے اعتدال کے پھول کھلانا، تکفیری رویوں کی موجودگی میں رواداری کے کلچر کو فروغ دینا، ہر کس و ناکس کے بس کی بات نہیں تھی۔ یہ کام مجدّدِ عصر شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری نے بخوبی سرانجام دیا۔

شیخ الاسلام بلاشبہ اقبال کے ان خوابوں کی تعبیر ہیں:

فطرت کا سرودِ ازلی اس کے شب و روز
آہنگ میں یکتا صفتِ سورۂ رحمٰن
بنتے ہیں مری کارگہِ فکر میں انجم
لے اپنے مقدّر کے ستارے کو تو پہچان!

❁❁❁❁❁

https://www.minhaj.info/

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری بطور ریفارمر

شیخ الاسلام نے ملکی سیاست اور آئندہ کے حالات کے بارے میں جو کچھ بھی کہا، ہر گزرتے دن کے ساتھ سچ ثابت ہو رہا ہے

شبیر حسین دیو

انسانی نفسیات کا یہ جزولاینفک ہے کہ وہ رفتہ رفتہ روایات کا اسیر ہو جاتا ہے۔ معاشروں میں رونما ہونے والی بتدریج تبدیلیاں روایات کا روپ دھار لیتی ہیں۔ یہ روایات تیل مہندی سے لے کر سیاسی اور معاشی نظام تک اور بیٹیوں کو زندہ درگور کرنے سے لے کر غلاموں کی منڈیوں تک زندگی کے وسیع پہلوؤں کا احاطہ کرتی ہیں۔

معاشروں میں پنپنے والی استحصالی روایات کے خلاف جدوجہد کر کے ان کا رخ موڑنا انسانی جدوجہد کا سب سے مشکل باب ہے۔ ایسی روایت کی بیخ کنی کے لیے انبیاء کرام علیہم السلام مبعوث ہوتے رہے۔ تاریخ گواہ ہے کہ طاقتور مفاد پرست طبقات رائج الوقت سیاسی، معاشی اور سماجی نظام پر اپنی اجارہ داری اور استبداد قائم کرنے کی جستجو میں لگے رہتے ہیں۔ وقت کے ساتھ ساتھ monopolistic evolution جاری رہتا ہے اور عوام کی اکثریت لاشعوری طور پر جبر و استبداد پر مبنی نظام کو قبول کرتی چلی جاتی ہے۔ استعماری طاقتیں باہمی گٹھ جوڑ سے سارے وسائل پر قابض ہو کر عوام کی اکثریت کو اپنا غلام بنالیتی ہیں اور عوام معمولی شکوہ شکایت کے ساتھ اس غلامی سے مطمئن رہنا سیکھ جاتے ہیں اور وہ مزاحمت کے بجائے مصلحت کا راستہ اختیار کر لیتے ہیں۔

ایسے حالات کو پلٹنے کے لیے افکارِ تازہ کے حامل ایک ایسے لیڈر کی ضرورت ہوتی ہے جس کی بولی روایت شکن ہوتی ہے۔ مگر روایات کی اسیر قوم ایسے لیڈر کو جلدی قبول کرنے کے لیے تیار نہیں ہوتی۔ ایسے لیڈر کو افراط و تفریط کا شکار ہونے والے ہر طبقۂ فکر کی طرف سے شدید مزاحمت کا سامنا کرنا پڑتا ہے مگر اپنی فکر اور نظریات پر استقامت اس کا سب سے بڑا ہتھیار ہوتا ہے۔ وہ گزرتے وقت کے ساتھ ساتھ اپنے اسی ہتھیار سے جہانِ تازہ کی بنیادیں مضبوط کرتا چلا جاتا ہے۔

دنیا میں گذشتہ کئی صدیوں سے مختلف isms میں شدید ترین مخاصمت کا ماحول جاری رہا بالآخر capitalism باقی سارے isms کو شکست فاش دیتا ہوا آج world system بن چکا ہے۔ اسے عالمی استعماری قوتوں کی مکمل پاسداری اور پشت پناہی حاصل ہے۔ انسانیت کا استحصال capitalism کا بنیادی عنصر ہے جس میں سرمایہ چند ہاتھوں میں سکڑ کر رہ جاتا ہے۔ آج دنیا کو ایک نئے نظام کی ضرورت ہے جو عوام میں وسائل کے مساوی تقسیم کو یقینی بنا سکے۔ عالمی سرمایہ دارانہ نظام کے شکنجوں میں جکڑی ہوئی انسانیت کے لیے اسلام کا سیاسی اور معاشی نظام ایک مسیحائی نظام ثابت ہو سکتا ہے۔ قبل ازیں دنیا کے نقشہ پر اس کے کامیاب نفاذ سے مختلف ادوار میں مختلف خطوں پر کئی مثالی معاشرے قائم ہو چکے ہیں۔

آج اسلام کے سیاسی و معاشی نظام کو عصرِ حاضر کے تقاضوں کے مطابق ڈھالنے کی ضرورت ہے۔ ایسا عظیم کام ایک عظیم

https://www.minhaj.info/

شخصیت ہی کر سکتی ہے۔ آج کے دور میں یہ نابغہ اور عظیم شخصیت شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی صورت میں ہمارے پاس موجود ہے جن کے شخصی اور فکری ارتقاء کا اگر جائزہ لیا جائے تو وہ ''فطرت خود بخود کرتی ہے لالہ کی حنا بندی'' کے مصداق اپنے زمانہ طالب علمی کے بالکل ابتدائی دور میں ہی دنیا کے تمام نظام، ماضی قریب و بعید میں آنے والے تمام انقلابات اور دنیا کے بیشتر انقلابی و فکری راہنماؤں کی حیات و فکری رجحانات تفصیلاً پڑھ چکے ہیں۔

وہ اپنے زمانہ طالب علمی سے ہی دنیا کو ایک نیا نظام دینے کا عزم رکھتے دکھائی دیتے ہیں۔ قیام پاکستان کے وقت سے ہی ملک میں جاری سیاسی و انتخابی اور معاشی نظام پر مخصوص طاقتور طبقات کی اجارہ داری قائم ہو چکی تھی اور عوام رفتہ رفتہ اس نظام کے اسیر بن کے رہ گئے ہیں۔ وہ اپنے حقوق کی پہچان بھول چکے ہیں۔ اس استحصالی نظام کے خلاف دلائل و براہین سے مزین طاقتور آواز سب سے پہلے ڈاکٹر طاہر القادری نے اٹھائی جنہوں نے اپنی تحریک اور سیاسی جدوجہد کا آغاز ہی ''تبدیلی نظام'' کے نعرے سے کیا۔ انھوں نے اپنی ساری سیاسی جدوجہد کے دوران اپنی تحاریر و تقاریر میں ہمیشہ نظام تبدیل کرنے پر زور دیا۔

- شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری نے جب 1989ء میں اپنی سیاسی جماعت پاکستان عوامی تحریک کی بنیاد رکھی تو انھوں نے برملا اعلان کیا کہ ان کی جنگ کسی فردِ واحد یا کسی سیاسی جماعت کے خلاف نہیں بلکہ اس استحصالی نظام کے خلاف ہے۔ انھوں نے منزل ایک رکھی مگر حصولِ منزل کے لیے حکمتِ عملی (Strategy) بدلتے رہے۔ انھوں نے دعوتی اور تربیتی سرگرمیوں میں کبھی انقطاع نہیں آنے دیا۔ انھوں نے PAT کے پلیٹ فارم سے پورے پاکستان میں نمائندگان کھڑے کرکے دو مرتبہ انتخابی سیاست میں حصہ لیا۔ آپ NA-127 لاہور سے قومی اسمبلی کے ممبر بھی منتخب ہوئے۔

کچھ عرصہ قومی اسمبلی کا حصہ رہے اور پارلیمانی نظام کو بڑے قریب سے دیکھا، پرکھا اور اس نتیجہ پر پہنچے کہ اس استحصالی نظام کے تحت کبھی عوام کا مقدر نہیں بدل سکتا۔ یہاں عوام کی فلاح و بہبود کسی کی ترجیحات میں شامل نہیں بلکہ یہاں صرف مفادات کی جنگ ہے۔ یہاں صرف اشرافیہ کے حق میں ہی منصوبہ سازی اور قانون سازی ہوتی ہے۔ عوام کے دکھ درد اور مصائب کسی کے ایجنڈا پر نہیں ہیں۔ لہٰذا آپ 100 صفحات پر مشتمل اپنے تحفظات کا اظہار کرکے قومی اسمبلی سے استعفیٰ دے کر انتخابی سیاست سے باہر آگئے۔

بعد ازاں آپ نے پریس کانفرنس میں اپنے مشاہدات اور تجربات کی بنیاد پر انتہائی پر اعتماد لب و لہجہ میں یہ تاریخی بیانیہ جاری کیا:

''اس نظام کے تحت اگر 100 الیکشن بھی کروالیں تب بھی تبدیلی نہیں آسکتی۔ یہ نظام تبدیلی کے لیے بنایا ہی نہیں گیا۔ یہ مخصوص اشرافیہ کے مفادات کے تحفظ کے لیے ڈیزائن کیا گیا ہے۔''

افسوس! شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی اس بصیرت افروز فکر تک کسی کی رسائی نہ ہو سکی۔ ملک میں اسی نظام کے تحت متعدد بار الیکشن ہو چکے ہیں مگر ملک کے معاشی اور سیاسی حالات بد سے بدترین ہوتے جا رہے ہیں اور وقت نے ثابت کر دیا ہے کہ ڈاکٹر طاہر القادری کا بیانیہ ہی حرفِ آخر ہے۔ اس استحصالی نظام کے تحت طاقتور حلقوں کی مفاد پرستی کی جنگ نے اب ملک کی سالمیت کو خطرے سے دوچار کر دیا ہے۔

- ریاست کی سالمیت کو درپیش خطرات کو بھانپتے ہوئے ڈاکٹر طاہر القادری نے ایک اور تاریخی بیانیہ جاری کیا کہ:

''سیاست نہیں ریاست بچاؤ''

اس تاریخی سلوگن کے تحت آپ نے 23 دسمبر 2012ء کو مینار پاکستان پر پاکستان کی تاریخ کا پہلا ملین پلس سیاسی اجتماع منعقد کرکے سب کو حیران کر دیا اور اپنے تاریخی خطاب کے ذریعے استحصال زدہ طبقات کی نمائندگی کرتے ہوئے اپنا مقدمہ بڑے مدلل انداز میں دنیا کے سامنے رکھ دیا جسے تاریخ میں سنہری حروف میں لکھا جائے گا۔

https://www.minhaj.info/

We extend our Heartiest

Congratulations

SHAYKH-UL-ISLAM

May Allah grant Shaykh-ul-Islam
a long life full of health and prosperity.

Top Links International Co., Ltd.

We deals in heavy construction equipment & plants, Crane, Excavator, Wheel loader, Vibrator roller, Morter grader, Buldozer etc.

SHAHZAD ALI
PRESIDENT

Gangseo-gu, Hwagok-dong, 1081-15,Seoul, Korea
Tel, +82-2-334-0786 Fax, +82-2-2065-0399
Mobile, +82-10-8731-0571 E-mail: toplinksltd@yahoo.com

پاکستان میں یہ غلط تصور روایت پاچکا ہے کہ عوام پانچ سال بعد انتخابی عمل کو ہی کل جمہوریت، سیاست یا آئین سمجھتے ہیں۔ ڈاکٹر طاہرالقادری نے اپنی تقاریر میں پہلی دفعہ عوام کو آئین پڑھایا اور آئینِ پاکستان کی روشنی میں عوام کو ان کے حقوق کا شعور دیا۔ آپ نے بڑے مدلل انداز میں قوم کو بتایا کہ انتخابات تو جمہوریت کا چھوٹا سا حصہ ہیں۔ اصل جمہوریت تو الیکشن کے بعد شروع ہوتی ہے جمہوریت کا اصل مقصود بڑے پیمانے پر عوام کو roots levelپر شریکِ اقتدار اور شریکِ وسائل کرنا ہے۔ آپ نے اپنی تقریر میں آئین پاکستان کی وہ شقیں پڑھ کر سنائیں جو عوام کو ان کے بنیادی حقوق کی فراہمی کو یقینی بناتی ہیں۔

- آپ نے عوام کو ان کے حقوق اور اپنے بیانیہ کا شعور دینے کی تحریک جاری رکھی۔ ''سیاست نہیں ریاست بچاؤ'' جیسے تاریخی بیانیہ کو اگلے مرحلے میں داخل کرتے ہوئے 13 جنوری 2013ء سے 17 جنوری 2014ء تک ایک ایسا تاریخی لانگ مارچ کیا اور دھرنا دیا جس کی عصرِ حاضر میں کوئی دوسری مثال نہیں ملتی۔ اپنے جائز مطالبات کے لیے لاکھوں افراد کے ایسے پرامن احتجاج کی مثال ترقی یافتہ اقوام میں بھی ملنا مشکل ہے۔ آپ کے تربیت یافتہ کارکنان نے دنیا میں احتجاج کرنے کا ایک نیا trend سیٹ کردیا۔ تیسری دنیا بالخصوص پاکستان میں چند درجن لوگ اکٹھے ہو جائیں تو اس کا نتیجہ توڑ پھوڑ اور گھیراؤ جلاؤ کی صورت میں نکلتا ہے لیکن وہاں ایسا منظم، پرامن اور بامقصد احتجاج کر کے ایک نئی تاریخ رقم کردی گئی۔ یہ بلاشبہ پاکستان کی تاریخ میں سب سے Smart political movement تھی۔
- آپ نے عوام کے لاشعور سے status quo کے سحر کو توڑنے اور سیاست کی سالمیت کو درپیش خطرات سے عوام کو آگاہ کرنے کی یہ تحریک جاری رکھی اور اگلے سال PTI کے ساتھ مل کر ایک اور لانگ مارچ کیا اور ڈی چوک پر اپنے ہزاروں جانثار کارکنان کے ساتھ ڈی چوک پر 70 دن لگاتار دھرنا دیا۔ اس دوران ڈاکٹر طاہرالقادری کی documented تقریروں نے عوام کو شعور دینے میں بہت اہم کردار ادا کیا اور عوام کے ایک بڑے طبقے کو سٹیٹس کو کے خلاف کھڑا کردیا۔ پاکستان عوامی تحریک کا یہ طویل دھرنا کارکنان کی استقامت، حوصلہ افزائی اور بے مثال تربیت کے انمٹ نقوش چھوڑ گیا۔

شیخ الاسلام نے اپنی بساط سے بڑھ کر جان، مال اور وقت کی قربانیاں دے کر اپنا بیانیہ قوم کے سامنے رکھ دیا ہے کہ وہ ایسا پاکستان بنانا چاہتے ہیں جہاں علامہ اقبال کے خوابوں کی تعبیر اور قائداعظم کے تصورات کی تکمیل ہوسکے۔۔۔ جو حقیقی معنوں میں اسلامی فلاحی جمہوری ریاست ہو۔۔۔ جہاں علم، عمل، اخلاق، کردار، ہنر اور انصاف کی قدر ہو۔۔۔ جہاں دہشت گردی کا خوف ختم ہو اور ہر طرف امن و سلامتی کا بول بالا ہو۔۔۔ اور جہاں دولت چند ہاتھوں میں سمٹنے کی بجائے عوام کی اکثریت تک پہنچے۔

انھوں نے واضح کردیا کہ ان کی جدوجہد کا مقصد عوام کو ان کے حقوق کا شعور دلانا ہے۔ یہ نہیں ہوسکتا کہ محنت کرنے والے ہاتھ کمائی کریں اور سرمایہ دار، غنڈہ گرد، بدمعاش، غریبوں کا خون پسینہ چوسنے والے اور اقتدار کے مزے لوٹنے والے رسہ گیر، ٹیکس چور؛ غریب مزدور اور کسان کی کمائی سے فائدہ اٹھائیں۔ غریب محنت کرکے بھی اجرت سے محروم رہیں اور ٹیکس چور عیاشیاں کریں، ایسا نظام قبول نہیں۔ آئین پاکستان میں ایسے نظام کی کوئی گنجائش نہیں اور ایسے نظام میں جمہوریت کا کوئی وجود نہیں۔

ہم ملک میں ایسی جمہوریت لانا چاہتے ہیں جس میں جمہور کا اقتدار ہو اور جس میں عوام کا راج ہو۔ ہم معاشرے میں ایسی انقلابی تبدیلیاں لانے کی جدوجہد جاری رکھیں گے مگر مصطفوی معاشرے کی تشکیل چند افراد کی محنت سے نہیں ہوتی بلکہ پوری قوم کو سوچنا ہوگا اور جدوجہد کرنا ہوگی۔ ریاست بچانے کے لیے اور اپنے حقوق کے لیے پوری قوم کو اپنا کردار ادا کرنا ہوگا۔

نہ فریب دے سکے گی ہمیں اب کسی کی چاہت
کہ رلا چکی ہیں ہم کو تیری کم سخن نگاہیں
کوئی پل کی بات ہے یہ کوئی دم کی رات ہے یہ
نہ رہے گا کوئی قاتل نہ رہیں گی قتل گاہیں

❁❁❁❁❁

https://www.minhaj.info/

او آئی سی نے شیخ الاسلام کے امن بیانیہ کو سراہا

امریکن اور یورپین تعلیمی نصاب میں شیخ الاسلام کی فروغ امن کیلئے کوششوں کو سراہا گیا

منہاج القرآن کو اقوام متحدہ کی طرف سے خصوصی مشاورتی درجہ کا اعزاز حاصل ہے

محمد فاروق رانا

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی خدمات کا دائرۂ کار اور حلقۂ اثر صرف مذہبی و اَخلاقی یا علمی وفکری سرحدوں تک محدود نہیں ہے، بلکہ آپ کی خدماتِ جلیلہ کی وقعت و وسعت قومی و ملی اور ریاستی و بین الاقوامی جہات تک پھیلی ہوئی ہے۔آپ کی کاوشیں ملی بھی ہیں، عالمِ اِسلام کے لیے بھی ہیں، حتیٰ کہ پورے عالمِ اِنسانیت کے لیے ہیں۔بلا شبہ شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری ایک فرد نہیں ہیں بلکہ علم و فکر کی ایک درخشاں کائنات ہیں۔آپ کی خدمات اَطراف و اَکنافِ عالم میں ہمہ جہت اور متنوّع ہیں۔

گزشتہ دہائیوں میں دہشت گردی کے فتنہ نے نہ صرف پاکستان بلکہ اَمنِ عالم کو تہ و بالا کر دیا تھا۔لاء اینڈ آرڈر کی ناگفتہ بہ صورتِ حال نے ریاستی وجود پر رعشہ طاری کردیا اور ریاستی ڈھانچے کو ناقابلِ تلافی نقصان پہنچایا۔دہشت گردی کا فتنہ درحقیقت ریاستی اِستحکام کے لیے ایک مہیب چیلنج اور سنگین خطرہ بن گیا تھا۔دہشت گردی کا قلع قمع کرنے کے لیے ریاست کی حفاظت کی جنگ دو محاذوں پر لڑی گئی:

۱۔زمینی محاذ ۲۔دوسری فکری و ذہنی محاذ

عیاں راچہ بیاں کہ زمینی محاذ پر دہشت گردی کے خاتمے کی جنگ مسلح ریاستی افواج لڑتی ہیں، جب کہ ذہنی محاذ پر دہشت گردی اور دہشت گردوں کے خلاف علمی، فکری اور نظریاتی جنگ معاشرے کے دانش وَر اور علماء کرام لڑتے ہیں۔بدقسمتی سے پاکستان سمیت عالمِ اِسلام اور پوری دنیا میں نظریاتی سطح پر دہشت گردی کے ردّ میں کوئی شخص، اِدارہ یا ملک جامع اور مربوط و مبسوط اَمن بیانیہ پیش نہ کرسکا۔یہ اِعزاز اور توفیق اللہ رب العزّت کے خصوصی فضل و کرم سے شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کے حصے میں آئی، اس کے علاوہ کسی اور نے نظریاتی محاذ پر یہ جنگ نہیں لڑی۔

اِس تمام عرصہ میں ریاستی سطح پر علماء کرام کو جمع کر کے دہشت گردی کے عفریت کی مذمت کرنے اور ایک پیج پر ہونے کا تاثر قائم کرنے کی ضرور کوشش کی گئی مگر عملاً دہشت گردی کے خلاف اِسلام کا مستند بیانیہ پیش نہ کیا جاسکا۔یہ کام تن تنہا شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری نے کمالِ دلیری اور دلاوری سے انجام دیا۔

؎ ایں کار از تو آید و مرداں چنیں کنند

شیخ الاسلام کا امن بیانیہ

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری نے دہشت گردوں کے بیانیہ کے ردّ میں اَمن کا بیانیہ دیا ہے۔انہوں نے ریاستوں کو بچانے کے لیے چھ سو (600) صفحات پر مشتمل مبسوط تاریخی فتویٰ جاری کیا اور اسلام کا مستند امن بیانیہ پوری دنیا

☆ ڈائریکٹر فریدِ ملت رِیسرچ اِنسٹی ٹیوٹ (FMRi)

https://www.minhaj.info/

کے سامنے پیش کیا۔ یہ امن بیانیہ درحقیقت حفاظتِ انسانیت اور اِستحکامِ ریاست کا بیانیہ ہے۔اِس تناظر میں شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری نے فقط فتویٰ کے اجراء پر ہی اِکتفاء نہیں کیا، بلکہ انہوں نے تقریباً 50 کتب پر مشتمل فروغِ امن اور اِنسدادِ دہشت گردی کے پورے نصاب کی تدوین و تسوید کی ہے۔

ایک طرف اگر مسلح افواج اور سکیورٹی اِداروں نے دہشت گردی کے خلاف بھرپور جنگ لڑی ہے، تو دوسری طرف شیخ الاسلام نے مسلح افواج اور معاشرے کے دانش وَر طبقات کو علمی اور فکری سطح پر مکمل فکری واضحیّت (conceptual clarity) سے لیس کیا، تاکہ وہ بغیر کسی اگر مگر (ifs and buts) کے اُن دہشت گردوں کا قلع قمع کر سکیں جو بظاہر 'اللہ اکبر' کا نعرہ لگاتے تھے۔ اندریں حالات مسلمان ملکوں کی افواج اور جوان دماغی طور پر متذبذب اور ذہنی طور پر متزلزل تھے کہ وہ 'اللہ اکبر'، 'قرآن' اور 'اسلام' کا نعرہ لگانے والوں کے خلاف مسلح کارروائی کریں یا نہ کریں۔اس معروض میں یہ اَمر خوش آئند ہے کہ زمینی جنگ لڑنے والے مسلمان فوجیوں کو فکری قوت اور ایقانی توانائی شیخ الاسلام کے بیانیہ سے ملی ہے، جس سے وہ یہ جنگ بڑی جرأت، واضحیّت اور جاں نثاری سے لڑ سکتے ہیں۔ انہوں نے نہ صرف ریاستِ پاکستان بلکہ عالمِ اسلام اور عالمِ مغرب کی ریاستوں کو دہشت گردوں کے ضرر رساں اور مہلک حربوں سے تحفظ کے لیے ایک عظیم اور گراں قدر خدمت سر انجام دی ہے۔اس سے ممکنہ حد تک دہشت گردوں کے بیانیہ کا ردّ ہوا اور امن کا بیانیہ پوری دنیا میں مقبول ہوا ہے۔

شیخ الاسلام کی خدمات کا عالمی اعتراف

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی ریاستی و عالمی سطح پر بقائے انسانیت کے لیے ادا کی جانے والی عظیم اور بیش بہا خدمات کا اِعتراف کرۂ ارض کے تمام ممالک اور ریاستوں نے کیا ہے۔ذیل میں ان میں سے کچھ نظائر نذرِ قارئین ہیں:

(۱) امریکن اور یورپین تعلیمی نصاب میں شیخ الاسلام کے ''امن بیانیہ'' کو خراجِ تحسین

امریکہ میں تعلیمی نصاب میں شامل کتاب Think World Religions میں اُسامہ بن لادن کا بیانیہ دے کر اُسے شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کے ''امن بیانیہ'' کے ذریعے ردّ کیا گیا ہے۔اس طرح امریکہ نے نصابی کتاب میں شیخ الاسلام کی عالمی سطح پر مثبت ثمر آور اور نتائج خیز اثرات مرتب کرنے والی کاوشوں کی تحسین و تعریف اور ان کا اِقبال و اِقرار کیا ہے۔

☆ برطانیہ میں اِسلام پر لکھی گئی اے لیول کی نصابی کتاب میں شیخ الاسلام کے بیان کردہ ''امن بیانیہ'' اور ''اِسلام کا حقیقی تصورِ جہاد'' کی ستائش کی گئی ہے اور اس کے فروغ کو وقت کی ضرورت قرار دیا ہے۔

(۲) OIC کے پلیٹ فارم سے شیخ الاسلام کے ''امن بیانیہ'' کا اعتراف

اپریل 2019ء میں سعودی عرب کے دار الحکومت ریاض میں او آئی سی کے زیر اہتمام انتہاء پسندی و دہشت گردی کے سد باب کے لیے ایک کانفرنس بعنوان:

The International Conference on the Role of Education in Preventing Extremism and Terrorism: Pioneering Experiences in Inculcating the Values of Tolerance and Coexistence.

انعقاد پذیر ہوئی۔اس دو روزہ کانفرنس کے اختتام پر ایک مشترکہ اعلامیہ جاری کیا گیا جس میں شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کا نام لے کر اس محاذ پر ان کی جلیل القدر خدمات کو سراہا گیا۔ بالخصوص 2010ء میں دہشت گردی اور خود کش دھماکوں کے خلاف جاری کردہ ضخیم فتویٰ، 2015ء میں فروغِ امن نصاب مرتب کرنے اور آپ کے ''امن بیانیہ'' پر آپ کو زبردست خراجِ تحسین پیش کیا گیا۔یہ آپ کی اُن خدمات کا بین الاقوامی سطح پر اِعتراف ہے جو انسانیت اور ریاستوں کے دفاع کے لیے انجام دی گئی ہیں۔

https://www.minhaj.info/

(۳) امن برائے انسانیت کانفرنس (لندن) میں شیخ الاسلام کی کاوشوں بارے عالمی رہنماؤں کے پیغامات

منہاج القرآن انٹرنیشنل کے زیرِ اہتمام 24 ستمبر 2011ء کو لندن میں ’’امن برائے اِنسانیت (Peace for Humanity)‘‘ کے عنوان سے عالمی کانفرنس کا اِنعقاد کیا گیا، جس میں شمالی امریکہ، جنوبی افریقہ، یورپ اور دنیا کے تمام خطوں سے مسلم، عیسائی، یہودی، ہندو مت، بدھ مت، سکھ مت اور دیگر مذاہب کے اسکالرز، مؤثر شخصیات اور پیروکاروں نے شرکت کی۔ کانفرنس کے اِختتام پر دنیا کے 6 بڑے مذاہب کے شریک راہ نُماؤں نے دنیا میں امن کے قیام اور دہشت گردی و اِنتہاء پسندی کے خلاف 24 نکاتی قرارداد منظور کی جسے ’’لندن ڈیکلیریشن‘‘ کا نام دیا گیا۔

اِس کانفرنس کے لیے خصوصی طور پر اَقوامِ متحدہ کے سیکرٹری جنرل بان کی مون، شیخ الازہر پروفیسر ڈاکٹر محمد اَحمد الطیب، OIC کے سیکرٹری جنرل ڈاکٹر اَکمل الدین اِحسان اوگلو، برطانوی وزیرِ اَعظم ڈیوڈ کیمرون، نائب وزیر اَعظم نک کلیگ، آرچ بشپ کنٹربری ڈاکٹر روون ولیمز سمیت دنیا بھر سے متعدّد مؤثر شخصیات نے تبریکی اور تہنیتی ویڈیوز اور تحریری پیغامات اِرسال کیے تھے۔

(۴) برطانوی دارالعوام کی ڈیفنس کمیٹی کی رپورٹ قیامِ امن کے لیے شیخ الاسلام کی کاوشوں کا اعتراف

15 مئی 2003ء کو برطانوی دار العوام (House of Commons) کی ڈیفنس کمیٹی کی جانب سے جاری کردہ رپورٹ میں شیخ الاسلام کی اِنسدادِ دہشت گردی اور قیامِ امن کے لیے علمی و فکری اور عملی کاوشوں کا بھرپور اِعتراف کیا گیا۔ یہ رپورٹ برطانوی دار العوام کی کاروائی کا حصہ ہے۔ اس رپورٹ میں شیخ الاسلام کی خدمات کا تفصیلی اِعتراف تین پیراگرافس میں کیا گیا ہے۔

(۵) انٹرنیشنل پرنٹ و الیکٹرانک میڈیا پر شیخ الاسلام کے ’’امن بیانیہ‘‘ کی پذیرائی

ریاستی سطح پر اعتراف کے علاوہ عالمی میڈیا چینلز نے شیخ الاسلام کی عالمی خدمات کا اِعتراف واضح الفاظ میں کیا ہے۔ کثیر الاشاعت بین الاقوامی اَخبارات و جرائد نے اپنے فرنٹ پیجز (صفحہ ہائے اوّل) پر شیخ الاسلام کو خراجِ تحسین پیش کیا ہے، مثال کے طور پر: CNN، BBC، فوکس نیوز، فارن پالیسی، وائس آف امریکہ نیوز، خلیج ٹائمز، الشرق الاوسط، فرید زکریا اور کرسٹینا امان پور وغیرہ نے بھرپور کوریج دی اور خوب پذیرائی کی۔

(۶) UN کی طرف سے خصوصی مشاورتی درجہ کا اعزاز

اقوامِ متحدہ نے منہاج القرآن انٹرنیشنل کی دینِ اسلام کے فروغ و اشاعت کے حوالے سے خدمات پر شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کو خراجِ تحسین پیش کیا ہے۔ قیامِ امن، اِتحاد و یگانگت، بین المسالک ہم آہنگی، بین المذاہب رواداری، اِنسانی حقوق، تعلیم کے فروغ اور انتہاء پسندی و شدت پسندی کے خلاف شعور کی بیداری کے حوالے سے شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کی عالمی خدمات کو سراہتے ہوئے اَقوامِ متحدہ کی اکنامک اینڈ سوشل کونسل (ECOSOC) نے منہاج القرآن انٹرنیشنل کو باضابطہ طور پر خصوصی مشاورتی درجہ (Special Consultative Status) دیا ہے۔

(۷) ورلڈ اکنامک فورم کا خراجِ تحسین

ورلڈ اِکنامک فورم (WEF) نے بھی شیخ الاسلام کی خدمات کا اِعتراف کیا ہے اور شیخ الاسلام کو اپنے فورم کے constituent member میں شمار کیا ہے۔

(۸) ’’استنبول امن کانفرنس‘‘ میں غیر معمولی پذیرائی

افغانستان میں قیامِ امن کے حوالے سے کی جانے والی کاوشوں کے سلسلے میں ترکی میں متعدد اِجلاس ہوئے ہیں۔ حضرت شیخ الاسلام Afghan Advisory

https://www.minhaj.info/

Board of The Project for Islamic Cooperation for a Peaceful Future in Afghanistan کی جانب سے ہونے والی ان کانفرنسوں میں نہ صرف شریک ہوئے بلکہ افغانستان میں قیامِ امن کے حوالے سے مؤثر اور قابل عمل حل بھی پیش کیا ہے۔

☆ ترکی میں برطانوی دولتِ مشترکہ اور OIC کی جانب سے مشترکہ طور پر ہونے والی اِستنبول امن کانفرنس میں شیخ الاسلام نے خصوصی شرکت کی۔ کانفرنس کا موضوع "افغانستان کا پُرامن مستقبل" تھا اور اس میں افغان طالبان کی اٹھارہ تنظیمات اور کئی اسکالرز کو بلایا گیا تھا۔ تین روزہ کانفرنس میں شیخ الاسلام کے خطابات کے علاوہ افغان اسکالرز اور طالبان کے ساتھ کئی کئی گھنٹوں کے سیشنز منعقد ہوتے رہے جن میں وہ شیخ الاسلام سے سوالات کرتے اور شیخ الاسلام انہیں اطمینان بخش جوابات دیتے رہے تاکہ بدلتی دنیا اور عصری مقتضیات کے تناظر میں ان کے ذہن بدلیں اور انہیں ایک اتھارٹی ملے۔

(۹) Us اسلامک ورلڈ فورم اور OIC کے مشترکہ پروگرام میں شیخ الاسلام کا خطاب

US اِسلامک ورلڈ فورم اور OIC کے مشترکہ اِجلاس منعقدہ بروکنگز اِنسٹی ٹیوٹ واشنگٹن DC میں شیخ الاسلام کو خصوصی طور پر دعوت دی گئی۔ آپ نے عالمی راہ نُماؤں کو دہشت گردی کے اَسباب، تدارک اور اِس بابت اِسلام کی پُرامن تعلیمات کے حوالے سے جامع و مانع سیر حاصل اور پُر مغز بریفنگ دی۔

اس کانفرنس میں پروفیسر اکمل الدین اِحسان اوگلو (سیکرٹری جنرل OIC)، احمد بن عبد اللہ محمود (وزیرِ خارجہ قطر)، امریکی وزیر خارجہ ہیلری کلنٹن، سابق امریکی وزیر خارجہ میڈلین البرائٹ، امریکی سینٹر جان کیری، سینٹر جان مکین، پروفیسر ابراہیم کالین (خصوصی مشیر وزیر اعظم ترکی)، رشید حسین (نمائندہ خصوصی امریکی صدر باراک اوباما)، شاہد ملک (سابق وزیر برطانوی پارلیمنٹ) کے علاوہ تیس اسلامی ممالک سمیت متعدد دیگر ممالک کے وفود، تھنک ٹینکس، سیاست دانوں اور پالیسی سازوں نے شرکت کی تھی۔

(۱۰) جارج ٹاؤن یونیورسٹی (امریکہ) میں پالیسی ساز شخصیات کو شیخ الاسلام کا اہم لیکچر

امریکہ و مغربی ممالک میں اسلام پر ایک اتھارٹی سمجھے جانے والے ممتاز دانش ور John L. Esposito نے امریکہ کی پولیٹیکل یونیورسٹیز میں سے سرِفہرست جارج ٹاؤن یونی ورسٹی میں "پرنس ولید بن الطلال سینٹر برائے مسلم مسیحی اتحاد" میں آپ کو خصوصی لیکچر کی دعوت دی، جس میں پروفیسرز، ڈاکٹرز، پالیسی ساز، صائب الرائے شخصیات اور امریکی مسلح افواج کے نمائندگان نے بھی بھرپور شرکت کی۔

(۱۱) USIP میں شیخ الاسلام کے امن بیانیہ کا اقرار واعتراف

امریکی اِنسٹی ٹیوٹ آف پیس (United States Institute of Peace) کی جانب سے بھی شیخ الاسلام کو لیکچر کی دعوت دی گئی، جو کہ شیخ الاسلام کے امن بیانیہ کی فتح اور دہشت گردی و اِنتہا پسندی کے بیانیہ کی شکست کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

(۱۲) GPU ایونٹ میں یورپی دانشوروں کو اسلام کی تعلیماتِ امن پر شیخ الاسلام کے لیکچرز

برطانیہ کے گلوبل پیس اینڈ یونٹی ایونٹ (Global Peace & Unity event) میں آپ کو متعدد بار خطاب کی دعوت دی گئی۔ آپ نے وہاں بھی امن پر مبنی اسلام کا آفاقی پیغام ہر خاص و عام تک پہنچایا اور جہاد کا حقیقی تصور واضح کیا۔

(۱۳) نیو ساؤتھ ویلز پارلیمنٹ (آسٹریلیا) میں حکومتی عمائدین کو شیخ الاسلام کے لیکچرز

آسٹریلیا میں نیو ساؤتھ ویلز پارلیمنٹ نے شیخ الاسلام کی خدمات سے متاثر ہوکر لیکچر کی دعوت دی، جس پر 11

https://www.minhaj.info/

جولائی 2011ء کو شیخ الاسلام نے "دہشت گردی اور اِنتہا پسندی کے اَسباب اور تدارک" کے موضوع پر نیو ساؤتھ ویلز پارلیمنٹ سے خطاب کیا۔ آسٹریلوی حکومت کے وُزراء، سیاست دانوں اور اہم مذہبی و سماجی شخصیات نے آپ کا لیکچر سنا۔

(۱۴) مسلمز آف یورپ کانفرنس میں علماء سے خطاب

برطانوی وزارتِ خارجہ اور دولتِ مشترکہ کے باہمی اشتراک سے 2006ء میں استنبول میں مسلمز آف یورپ کانفرنس (Muslims of Europe Conference) منعقد کی گئی جس کا مقصد یورپ میں بسنے والے مسلمانوں کی شناخت، شہریت، چیلنجز اور مسائل کو زیرِ بحث لانا تھا۔ پوری دنیائے اسلام سے عرب و عجم کے جید علماء اور امریکہ اور یورپ کی یونیورسٹیز کے ساٹھ سے زائد پروفیسرز میں سے جس شخصیت کا اِنتخاب بطور Keynote Speaker (کلیدی مقرر) کیا گیا، وہ شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری تھے۔

(۱۵) اردن کے شاہی تحقیقی ادارے کے ممبر کی حیثیت سے شیخ الاسلام کے خطابات

شیخ الاسلام اردن کے شاہی تحقیقی ادارے مؤسسۃ آل البیت الملکیۃ للفکر الاسلامی (The Royal Aal al-Bayt Institute for Islamic Thought) کے رُکن بھی ہیں اور اس کے سالانہ اجلاس میں باقاعدگی سے شرکت کرتے ہیں۔

(۱۶) جامعۃ الازہر (مصر) میں جید شیوخ اور محدثین کو شیخ الاسلام کے لیکچرز

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کو یہ اعزاز بھی حاصل ہے کہ آپ نے متعدد مرتبہ جامعۃ الازہر کے جید اساتذہ، شیوخ اور محدثین کو مختلف موضوعات پر علمی و فکری لیکچرز دیئے۔ آپ کی علمی و فکری جملہ خدمات کو متعدد مرتبہ جامعۃ الازہر مصر کی جانب سے سراہا گیا۔ المنہاج السوی، دہشت گردی کے خلاف آپ کے مبسوط فتویٰ اور دیگر کئی کتب پر جامعۃ الازہر کی جانب سے تقاریظ اور تائیدی و توثیقی کلمات سے نوازا گیا۔

(۱۷) دہشت گردی کے خلاف شیخ الاسلام کے مبسوط فتویٰ اور امن نصاب کی عالمی سطح پر تائید و توثیق

دہشت گردی اور فتنہ خوارج پر شیخ الاسلام کے جاری کردہ مبسوط تاریخی فتویٰ کی برطانیہ، امریکہ، ڈنمارک، ناروے، فرانس، انڈیا اور پاکستان سمیت متعدد ممالک میں افتتاحی تقاریب منعقد کی گئی ہیں۔ اس کتاب کے تادمِ تحریر متعدد زبانوں میں تراجم شائع ہو چکے ہیں، جو کہ اس کی مقبولیت، ثقاہت اور جامعیت کا جیتا جاگتا ثبوت ہے۔

- شیخ الاسلام کے جاری کردہ مبسوط تاریخی فتویٰ پر جامعۃ الازہر کی جانب سے مفصل تقریظ لکھی گئی ہے، جس میں انہوں نے اس کے مشتملات کی مکمل تائید و توثیق کی ہے۔
- دہشت گردی اور فتنہ خوارج کے خلاف جاری کردہ مبسوط تاریخی فتویٰ کو 2011ء تا 2020ء کے عشرے میں دنیا کی 25 بڑی زیرِ مطالعہ رہنے والی مؤثر کتب میں دوسرا نمبر حاصل رہا۔ پہلے نمبر پر آنے والی کتاب 1765ء میں جب کہ تیسرے نمبر پر آنے والی کتاب 1788ء میں تحریر ہوئی۔ درجہ بندی کا اعلان "AcademicInfluence.com" کی ایک سروے رپورٹ میں کیا گیا تھا۔ یہ اَمر بطور خاص قابل ذکر ہے کہ 232 سال کے بعد کسی مصنف کی حیات میں عالمی پذیرائی حاصل کرنے والی یہ پہلی کتاب ہے۔
- اِسی طرح شیخ الاسلام نے تقریباً 50 کتب پر مشتمل "فروغِ اَمن اور اِنسدادِ دہشت گردی کا اِسلامی نصاب (*Islamic Curriculum on Peace & Counter-Terrorism*)" پیش کیا ہے، جس کی لندن، اسلام آباد اور یورپ سمیت کئی ممالک میں اِفتتاحی تقاریب منعقد کی گئیں۔ اِس نصاب کو بے پناہ پذیرائی ملی ہے۔

خلاصۂ کلام

شیخ الاسلام کی ان عالمی و بین الاقوامی سطح پر مثالی خدمات کے اِعتراف میں اُنہیں قومی و بین الاقوامی سطح پر مختلف ایوارڈز اور میڈلز بھی دیے گئے ہیں۔ علاوہ ازیں شیخ الاسلام

https://www.minhaj.info/

کی امن و اِعتدال کی پیام بر فکر اور دہشت گردی کے خلاف بیانیہ پر متعدد ممالک میں ڈاکٹریٹ اور ایم۔فل کی سطح کے مقالہ جات لکھے گئے ہیں اور بے شمار کتب میں آپ کے حوالہ جات دیے جاتے ہیں۔

اَقوامِ متحدہ (UN)، اِسلامی تعاوُن تنظیم (OIC) اور ورلڈ اِکنامک فورم (WEF) جیسی پوری دنیا کی ریاستوں کی نمائندہ تنظیمات کی طرف سے شیخ الاسلام کی وقیع و دقیق علمی و فکری خدمات کا اعتراف اس بات کا عکاس ہے کہ شیخ الاسلام نے نہ صرف ریاستی اِستحکام بلکہ عالمی سطح پر قیامِ امن میں نہایت اہم کردار ادا کیا اور دہشت گردوں کے خلاف نہایت کامیابی سے علمی و فکری جنگ لڑی ہے۔

آپ نے مغرب میں نبی آخر الزمان ﷺ کے توہین آمیز مذموم خاکوں اور رونما ہونے والے ایسے دیگر واقعات کی بنا پر دنیا کے ایک تہذیبی تصادم کی طرف بڑھنے کی پیش گوئی کی اور اس کے سدِّباب کے لیے تمام اہم ممالک کے حکمرانوں، اہم اداروں کے سربراہان اور مذہبی شخصیات کے نام مراسلے جاری کیے، تاکہ کرۂ اَرضی پر بڑھتے ہوئے خلفشار کی روک تھام کی جاسکے اور امن کو پنپنے کا موقع مل سکے۔

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری مذاہبِ عالم کے مابین مشترکات کی بنیاد پر بین المذاہب مکالمہ کی فضا قائم کرنے اور ثقافتی ٹکراؤ کو روکنے کے لیے قیامِ امن، اِنسانی اَقدار کے تحفظ، تحمل و برداشت اور مذہبی رواداری کے فروغ، اور اِنتہا پسندی و دہشت گردی کے خاتمے کے لیے کوشاں ہیں اور دنیا کو اسلام کی حقیقی تعلیمات سے روشناس کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ شیخ الاسلام کی اِن علمی و فکری کاوشوں کو اپنی بارگاہ میں شرفِ قبولیت عطا فرمائے اور ہمیں قیامِ امن، محبت و رواداری کے فروغ، تجدیدِ دین، احیائے اسلام اور اصلاحِ احوال کے اس عظیم مصطفوی مشن میں اِن کی سنگت میں استقامت عطا فرمائے۔

آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ۔ ❁❁❁❁❁❁

تجدید و احیائے دین، دعوت و تبلیغ حق، اصلاح احوال امت اور ترویج و اقامت اسلام
کے عظیم مصطفوی مشن کے فروغ اور اسلام کی حقیقی تعلیمات سے آگہی کے لئے
ماہنامہ منہاج القرآن کی
سالانہ خریداری حاصل کریں
زیر سرپرستی
شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری
فی شمارہ: 60 روپے
سالانہ خریداری: 700 روپے
اپنے علاقے میں موجود پبلک لائبریریز، کالجز، سکولز، عوامی مقامات، دوست احباب
اور علاقے کی موثر شخصیات کو سالانہ خریداری کی صورت میں تحفہ بھجوائیں
365 ایم ماڈل ٹاؤن لاہور فون: 042-111-140-140 Ext:128
0300-8886334 Whatsapp: 03008105740
www.minhaj.info Email:mqmujallah@gmail.com

https://www.minhaj.info/

بریگیڈیئر (ر) اقبال احمد خان

نائب منہاج القرآن انٹرنیشنل

اللہ رب العزت کا یہ احسانِ عظیم ہے کہ اس نے اپنے محبوب پیغمبر حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اُمتی بنایا اور پھر اس بات پر بھی میں اللہ رب العزت کا شُکر گزار ہوں کہ جس نے نابغۂ روزگار شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کی قربت اورنسبت سے نوازا۔ یہ قربت اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت سے جڑی ہوئی ہے۔ فتنوں کے اس دور میں شیخ الاسلام کی قربت اور منہاج القرآن کی نسبت ایمان و یقین کی حفاظت کا موثر ذریعہ ہے۔ شیخ الاسلام نے اُمت کو منہاج القرآن کی صورت میں جو تحفہ دیا ہے ان شا اللہ تعالیٰ یہ تحفہ رفقائے کار کے لئے توشہ آخرت ثابت ہو گا۔ میں شیخ الاسلام کو منہاج القرآن کے جملہ فورمز اور ڈیپارٹمنٹس کی طرف سے ان کی 72 ویں سالگرہ پر انہیں دل و جان سے مبارکباد پیش کرتا ہوں اور ہم سب شیخ الاسلام کی صحت وتندرستی کے لئے دعا گو ہوں۔

خرم نواز گنڈاپور

ناظم اعلیٰ منہاج القرآن انٹرنیشنل

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری دامت برکاتہم العالیہ کو ان کی **72** ویں سالگرہ پر تحریک منہاج القرآن کے پاکستان اور دنیا بھر میں مقیم ذمہ داران کی طرف سے مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ اس موقع پر اللہ رب العزت سے دعا گو بھی ہیں کہ وہ شیخ الاسلام کو عمرِ خضر عطا فرمائے اور وہ صحت وتندرستی کے ساتھ اپنی دینی، انسانی و تحقیقی خدمات کے ذریعے اُمہ کی راہ نمائی فرماتے رہیں اور آئندہ نسلوں کے ایمان کی حفاظت اور یقین کی پختگی کا ذریعہ بنے رہیں۔ لاکھوں، کروڑوں سال سے یہ دنیا آباد ہے مگر وہ نفوس تاقیامت یاد رکھے جائیں گے جنہوں نے انسانیت کی فلاح و بہبود اور ایک نظریہ پر زندگی کا ہر لمحہ بسر کیا۔ ہمیں اس بات پر فخر ہے کہ شیخ الاسلام انہی چنیدہ نفوس میں سے ہیں جنہوں نے مختصر وقت میں قلوب و اذہان پر فکر و عمل کے انمٹ نقوش ثبت کئے۔ میں بار دگر شیخ الاسلام کو مبارکباد پیش کرتا ہوں اور ان کی صحت وتندرستی کے لئے دعا گو ہیں۔

کون طاقوں پہ رہا کون سرِ راہ گزر۔۔۔شہر کے سارے چراغوں کو ہوا جانتی ہے

شیخ الاسلام نے ناقدین کو ہمیشہ نظر انداز کیا

اہلِ علم پر ہر دور میں لالچ، حسد اور خوف کے باعث تنقید کے نشتر چلے

عبدالستار منہاجین☆

تاریخ گواہ ہے کہ جب بھی کسی قوم کی تباہ شدہ حالت کو بدلنے اور اُسے بامِ عروج پر لے جانے کے لئے اَللہ ربّ العزت نے کسی کو بھیجا، اُس معاشرے کے نام نہاد لیڈروں اور مالی لحاظ سے ممتاز حیثیت والے لوگوں نے ہمیشہ اُس کی مخالفت کی، کیوں کہ وہ نہیں چاہتے کہ قوم اُن کی گرفت سے آزاد ہو سکے۔ ماضی میں اَیسا سب کچھ اَنبیاءِ کرام علیہم السلام کے ساتھ ہوتا چلا آیا ہے۔ حضور نبی اَکرم ﷺ کو آپ کی قوم نے معاذاللہ دِیوانہ، مجنون اور جادُوگر تک کہا اور سرورِ کائنات ﷺ ہر قسم کے مخالفانہ پروپیگنڈا کے سامنے ثابت قدمی کے ساتھ ڈٹے رہے اور تاریخ نے کامیابی کا وہ دِن دیکھا کہ جب اُسی قوم نے نہ صرف اِسلام قبول کر لیا بلکہ وہ فاتحِ عالم بنی۔ ختمِ نبوت کے بعد سے مصلحین اور مجدّدِین کے ساتھ بھی معاشروں کے سرکردہ لوگوں کی وُہی روِش جاری ہے۔ اپنی زندگی میں مصلحین اور مجدّدِین کو اِس قدر شدید مخالفتوں کا سامنا کرنا پڑا کہ زِندگی اَجیرن ہو گئی، مگر بعد اَز وفات اُنہیں اِمام کے لقب سے یاد کیا جانے لگا۔

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی حدیثِ مبارکہ میں تاجدارِ کائنات ﷺ نے اِرشاد فرمایا:

اِنَّ اللهَ يَبْعَثُ لِهٰذِهِ الْأُمَّةِ عَلَى رَأْسِ كُلِّ مِائَةِ سَنَةٍ مَنْ يُّجَدِّدُ لَهَا دِيْنَهَا. (سنن ابوداود، رقم: ۴۲۹۱)

”بیشک اَللہ تعالیٰ ہر صدی کے سرے پر کسی کو اِس اُمت کے لئے بھیجے گا، جو اِس کے دِین کی تجدِید کرے گا۔“

چنانچہ جس صدی میں اُمت جس سطح کے زوال میں مبتلا تھی، اَللہ ربّ العزت نے اُس زوال کے خاتمے کے لئے اُس دَور کے مجدّد کو اُسی سطح کی تجدیدی ذِمہ داری کے ساتھ بھیجا۔

تاریخ گواہ ہے کہ جب پانچویں صدی ہجری میں عالمِ اِسلام بالعموم اور اہلِ بغداد بالخصوص اَخلاقی و رُوحانی زوال کا شکار ہوئے، علماء مذہبی موشگافیوں، مناظروں اور مجادلوں میں کھو چکے تھے تو اَللہ تعالیٰ نے سیدنا عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کو اُس صدی کے لئے محی الدین اور مجدّد بنا کر بھیجا۔ آپ کی وِلادتِ باسعادت ۴۷۱ ہجری میں ہوئی۔

حضرت مجدد اَلف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے مجدد ہونے پر بھی کسی کو کوئی اِختلاف نہیں، جنہوں نے مغل سلطنت کے عظیم بادشاہ اَکبر کے خود ساختہ 'دِینِ اِلٰہی' کو زمین بوس کر کے برصغیر میں دِینِ اِسلام کی تجدید کی۔ آپ کی وِلادتِ باسعادت ۹۷۱ ہجری میں ہوئی۔

رواں صدی میں مسلمانوں کے ہمہ جہتی زوال کے پیشِ نظر تجدید کی ذِمہ داری بھی ہمہ جہتی نوعیت کی ہے۔ دلائل النبوۃ لابی نعیم میں مروی روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

لَا يَقُوْمُ بِدِيْنِ اللهِ اِلَّا مَنْ اَحَاطَهُ مِنْ جَمِيْعِ جَوَانِبِهِ.

”(ہمہ جہتی زوال کے بعد) اَللہ کے دین کو صرف وُہی قائم

☆ ڈائریکٹر منہاج انٹرنیٹ بیورو

https://www.minhaj.info/

کر سکے گا جو اُس کے تمام پہلوؤں کا اِحاطہ کرے گا۔“

پچھلی صدی میں فرقہ پرستی کے چنگل میں پھنسی اُمتِ مسلمہ کے ہاں دِین کا تصورِ جامعیت پارہ پارہ ہو چکا تھا اور ہر فرقہ اَپنے حسبِ ذوق دِین کا کوئی ایک جزو لئے ہوئے خوش تھا۔ کسی کا سارا زور ظاہری حلیہ سے متعلق سنتوں کے بیان و عمل تک محدود تھا تو کوئی محض اَولیاء اللہ کی نسبت کو ہی بخشش کا ذریعہ سمجھ رہا تھا۔۔۔ کوئی اَہلِ بیتِ اَطہار ﷺ کی محبت کو کافی گردانتا تھا تو کوئی صحابۂ کرام ﷺ کی محبت میں اَہلِ بیتِ اَطہار ﷺ کی محبت کو بھی پسِ پشت ڈال چکا تھا۔۔۔ کوئی میلاد اور گیارہویں منانے کو نیکی کا معیار تصور کرتا تھا تو کوئی اپنے نکتۂ نظر سے اِختلاف کرنے والوں پر شرک و بدعت کے فتوے لگا کر اُسے دِین کی بڑی خدمت سمجھتا تھا۔۔۔ کوئی جامد تقلید کے تصور میں بند تھا تو کوئی اِجتہاد کے نام پر دِین و مذہب کا حلیہ بگاڑ رہا تھا۔۔۔ کسی کے ہاں تبلیغ ہی دونوں جہانوں میں کامیابی کا راز تھی تو کسی کی ساری محنت خلافت کے قیام پر تھی۔۔۔ کوئی دِین کے مذہبی پہلو کی حد تک اِکتفاء کئے ہوئے تھا تو کوئی جہاد کا مَن گھڑت تصور لئے نئی نسل کو گمراہ کر رہا تھا۔ اَلغرض فرقہ پرستی میں مبتلا ہر طبقہ دُوسروں کی کوششوں کو جھٹلاتے ہوئے محض اپنی سوچ کو دِین کی خدمت قرار دے رہا تھا اور عوام النّاس کا بڑا طبقہ دِین سے بیزار ہو کر دُنیاداری میں مگن تھا۔

اَیسی ہی صورتِ حال کے حوالے سے قرآنِ مجید میں اللہ ربّ العزت کا فرمان ہے:

فَتَقَطَّعُوْٓا اَمْرَهُمْ بَيْنَهُمْ زُبُرًا كُلُّ حِزْبٍۭ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُوْنَ۔

”پس اُنہوں نے اپنے (دِین کے) اَمر کو آپس میں اِختلاف کرکے فرقہ فرقہ کر ڈالا، ہر فرقہ والے (دِین کے) اُسی قدر (حصہ) سے خوش ہیں جو اُن کے پاس ہے۔“ (المؤمنون، ۲۳: ۵۳)

آج ایسے وقت میں جب دِین اور دُنیا کی ثنویت (duality) کا فتنہ عروج پر تھا اور اِسلام جیسے عظیم معاشرتی دِین کے تصورِ اِجتماعیت کو پارہ پارہ کر کے اُسے عیسائیت کی طرح ایک ناکام مذہب ثابت کرنے کے لئے مسجدوں میں بند کرنے کی سازشیں زور پکڑ رہی تھیں، تاکہ معاشرہ اُس کے فیوضات سے محروم ہو سکے، ایسی صورتِ حال میں شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری نے دِین کے ہمہ جہتی زوال کو عروج میں بدلنے کے لئے عالمگیر تجدید کا کام شروع کیا، جن کی وِلادت ۱۲ جمادی الاوّل ۱۳۷۰ ہجری (19 فروری 1951ء) کو ہوئی۔ حدیثِ مبارکہ کے عین مطابق اَگلی صدی کے سرے پر یعنی ۸ ذوالحجہ ۱۴۰۰ ہجری بمطابق (17 اکتوبر 1980ء) کو اِدارہ منہاج القرآن کی بنیاد رکھ کر شیخ الاسلام نے اپنی تجدیدی کاوِشوں کا آغاز کر دیا اور علمی و فکری، تحقیقی و تعلیمی اور عملی جدوجہد کے میدانوں میں اَیسے ہمہ جہت تاریخ ساز کارہائے نمایاں سرانجام دیئے جن کے لئے صدیاں درکار ہوتی ہیں۔

شیخ الاسلام کی مخالفت کے اسباب

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کے خلاف جتنا پروپیگنڈا کیا گیا اُتنا شاید کم ہی کسی کے خلاف کیا گیا ہو گا۔ آپ کے خلاف جاری منفی پروپیگنڈا کے بالعموم تین بڑے اَسباب ہیں اور تحریکِ منہاج القرآن کی تاریخ گواہ ہے کہ جتنے بھی نام نہاد علماء اور دانشوروں نے شیخ الاسلام کے خلاف پروپیگنڈا میں حصہ لیا اُن کا شمار اِنہی میں سے کسی ایک زُمرے میں ہوتا ہے:

۱۔ نا سمجھی: رِوایتی مذہبی ذِہن کا شیخ الاسلام کی ”تجدیدی حکمتیں“ نہ سمجھ سکنے کی بناء پر مخالفت کرنا۔

۲۔ لالچ: کاروباری مُلاؤں کا اِسلام دُشمن طاقتوں کے اِیماء پر مالی اِمداد کے لالچ میں آکر مخالفت کرنا۔

۳۔ حسد: حاسدِین کا اپنے مفاد کا نقصان دیکھ کر حسد اور بُغض کی بناء پر مخالفت کرنا۔

اَب ہم باری باری اِن تینوں اَسباب کا جائزہ پیش کرتے ہیں، تاکہ شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کے بے شمار تاریخ ساز کارناموں کے باوُجود آپ کے خلاف جاری پروپیگنڈا کی وُجوہات سے قارئین آگاہ ہو سکیں:

۱۔ مخالفتوں کا پہلا سبب۔۔۔ نا سمجھی

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی مخالفتوں کا ایک بڑا سبب رِوایتی مذہبی ذِہن کے لوگوں کا آپ کی ”تجدیدی حکمتوں“ کو نہ سمجھ سکنا ہے۔ آپ کی جملہ تجدیدی خدمات کی حکمتوں میں سے ایک حکمت یہ ہے کہ نام نہاد علمبردارانِ اسلام کے طرزِ عمل سے متنفر ہو کر دِین سے بیزار ہو جانے والے

https://www.minhaj.info/

مسلمانوں کو آپ نے گمراہی کی زندگی سے واپس دِین کی طرف بلایا۔ آپ نے دینی شعار پر پہلے سے کاربند لوگوں سے کئی گنا زیادہ محنت مختلف طبقہ ہائے زِندگی سے تعلق رکھنے والے اُن لوگوں پر کی جو دِین سے برگشتہ ہو چکے تھے۔

نئے لوگوں کو دِین کی طرف بلانے کے لئے آپ نے سیرتِ طیبہ کی روشنی میں دِین کا اِنتہائی لچک دار رویہ اُن کے سامنے رکھا، جس کے نتیجے میں اُنہیں دِینِ اِسلام کی تعلیمات کو قریب سے دیکھنے کا موقع ملا۔ آپ کے اِس لچکدار رویہ کو اِنتہا پسندوں اور رِوایتی مذہبی ذِہن کے حاملین نے نفرت کی نگاہ سے دیکھا اور آپ کے خلاف فتویٰ بازی شروع کر دی۔ عورت کی پوری دیت کا معاملہ ہو یا سر پر عمامہ کی بجائے ٹوپی رکھنے کا معمول۔۔۔ اپنے پیروکاروں پر لمبی داڑھی رکھنے کی پابندی نہ لگانا ہو یا موسیقی، فوٹو گرافی اور ویڈیو گرافی وغیرہ کو ایک حد تک مشروع رکھنا۔۔۔ اِن سب میں اَیسی بے شمار حکمتیں کارفرما ہیں جنہیں رِوایتی مذہبی ذِہن سمجھ نہیں پایا۔

وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ یہ تجدیدی حکمتیں اپنے نتائج کے ساتھ لوگوں کو سمجھ آنے لگ جائیں گی، جیسے دِینی تعلیمی اِداروں میں دُنیوی تعلیم کو لازمی قرار دینے کی حکمت بہت سوں کو سمجھ آنے لگ گئی ہے۔ اِسی طرح ایک وقت تھا جب شیخ الاسلام پر تصویر بنوانے اور خطابات کی ویڈیو ریکارڈنگ کروانے کی بناء پر فتوے لگائے جاتے تھے، مگر وقت کے ساتھ ساتھ لوگوں کو اُس ’’تجدیدی حکمت‘‘ کی سمجھ آنے لگ گئی، حتیٰ کہ فتوے لگانے والی بعض جماعتوں نے اَب اپنے ٹی وی چینل بنا رکھے ہیں۔ ایک وقت آئے گا کہ یہی قوم آپ کی تجدیدی حکمتوں کے نتائج دیکھ کر آپ کی گرویدہ ہو جائے گی، مگر تب پروپیگنڈا میں مصروف اَیسے ناسمجھوں کے لئے صرف حسرتیں باقی رہ جائیں گی۔

۲۔ مخالفتوں کا دوسرا سبب۔۔۔ لالچ

شیخ الاسلام کے خلاف منفی پروپیگنڈا کا دوسرا بڑا سبب ’’لالچ‘‘ ہے۔ زوال کی اِنتہاؤں کو چھونے والے اِس دور میں جن علمائے سُوء نے اپنا دِین واِیمان فقط دولتِ دُنیا کو بنا رکھا ہے، اُنہوں نے آپ کی سیاسی واِنقلابی جدوجہد کے دَور میں دُنیادار سیاستدانوں کے اِشاروں پر کئی بار فتویٰ زنی کی۔ تاریخ گواہ ہے کہ ہر بار جب بھی شیخ الاسلام نے مصطفوی معاشرہ کی تشکیل، فرسودہ اِنتخابی نظام کی اصلاح، حقیقی جمہوریت اور حقوقِ انسانی کی بحالی کے لیے حکمرانوں کے خلاف ٹکر لی تو عوامُ النّاس کو بدظن کرنے کے لئے تنخواہ دار فتویٰ بازوں کی فوج میدان میں اُتر آئی اور اُنہوں نے تقاریر، تحاریر، اَخبارات، رسالوں اور میڈیا کے ہر ٹول کو استعمال کرتے ہوئے آپ کی کردار کشی کی مذموم مہم شروع کر دی۔

۳۔ مخالفتوں کا تیسرا سبب۔۔۔ حسد

شیخ الاسلام سے عناد و دشمنی کا تیسرا بڑا سبب حسد ہے۔ ہمہ جہتی زوال کے خاتمہ کے لئے جب شیخ الاسلام نے ہمہ جہتی اِصلاحات کا آغاز کیا تو جس بھی پہلو میں اِصلاحی خدمات کا آغاز ہوا، اُس پہلو کے ٹھیکیداروں نے اپنے تحفظات کے پیشِ نظر شور مچانا شروع کر دیا۔ اُن اِصلاحی خدمات کے دوران جب بھی جس فرقہ اور گروہ کی تعلیمات کو حقیقی اِسلامی تعلیمات کے ساتھ موازنہ کر کے پرکھا جانے لگا اور حق و باطل میں فرق صاف نظر آنے لگا تو اُس فرقے کے عمائدین (لیڈر) اپنے عقیدت مندوں کی تعداد کم ہوتی دیکھ کر چیخنے لگے۔ جس گروہ کے پاس اپنے حسبِ ذوق دِین کا جو جزو جس بھی حالت میں تھا، وہ اُسی کے حوالے سے پریشان ہوا۔ شیخ الاسلام کی علمی و فکری خدمات اور اس کے ردِ عمل میں چند ایک طبقات کا حال اور ذہنی حالت ملاحظہ ہو:

(۱) منکرینِ حدیث کا سدِّ باب

ہر بات کو قرآن و حدیث سے ثابت کرنے کے دَعویداروں نے جب شیخ الاسلام کے قلم اور زبان سے عقائدِ اَہلِ سنت کی تائید میں قرآن و سنت کے دلائل کا اَنبار دیکھا تو وہ گھبرا گئے اور بلا جواز و بلا دلیلِ شرعی بات بات پر شرک اور بدعت کی تہمتیں لگانے لگے۔ اِمامِ اعظمؒ کو معاذ اللہ حدیثِ رسول کا مخالف قرار دینے اور گزشتہ کئی نسلوں سے فقہِ حنفی کے خلاف زہر اُگلنے والوں کو شیخ الاسلام کی تحقیق سے اِمامِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا ’’اِمام الائمہ فی الحدیث‘‘ ثابت ہونا کیونکر گوارا ہو سکتا تھا۔۔۔ اِسی طرح دورۂ

https://www.minhaj.info/

صحیح بخاری و صحیح مسلم کے دوران اِمام بخاری رحمۃ اللہ علیہ واِمام مسلم رحمۃ اللہ علیہ کے عقائد کا بیان خود کو حدیثِ نبوی کا اِکلوتا وارِث سمجھنے والوں کو ایک آنکھ نہ بھایا اور وہ شیخ الاسلام کے خلاف منفی پروپیگنڈا کو ہر ممکن حد تک تیز سے تیز تر کرنے لگے۔

(۲) خارجی فکر پر کاری ضرب

خارِجی عقائد رکھنے کے باوُجود اَہلِ سنت کا ٹائٹل اِختیار کر کے خود کو دِین کا اَصل وارِث قرار دینے والا گروہ شیخ الاسلام کی تصانیف اور خطابات میں جابجا اَہلُ السنت والجماعت کے حقیقی عقائد کی تائید میں قرآن و سنت کے دلائل کا اَنبار دیکھ کر پشیمان ہوا۔ شیخ الاسلام کے دلائل کے سامنے اُن کی ایک نہ چلی اور وہ اَہلِ سنت کا ٹائٹل واپس سوادِ اَعظم کی طرف پلٹتا دیکھ کر گھبرا گئے اور مختلف حیلوں بہانوں سے کبھی شیخ الاسلام کے دروسِ تصوف و رُوحانیت کے خلاف بیان بازی اور کبھی میلادِ مصطفی ﷺ کو بدعت ثابت کرنے کی کوششوں میں مصروف ہو گئے۔ دِفاعِ شانِ علی رضی اللہ عنہ پر شیخ الاسلام کے خطابات سے اُن کا حقیقی چہرہ بے نقاب ہوا تو وہ مزید اوچھی حرکتوں پر اُتر آئے۔

(۳) گستاخانِ اہلِ بیت علیہم السلام کا علمی محاکمہ

صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے نام پر اپنے مَن گھڑت نظریات کی دکان چلانے والے اہلِ بیتِ اَطہار علیہم السلام کی شان سن کر پریشان ہوئے۔ شیعہ کو واجبُ القتل قرار دے کر قوم کو فرقہ پرستی کی آگ میں جھونکنے والوں کے لئے یہ منظر کیونکر قابلِ قبول ہو سکتا تھا کہ سنیوں کی زبان سے اَہلِ بیتِ اَطہار علیہم السلام کے حق میں اور شیعوں کی زبان سے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے حق میں نعرے بلند ہوں۔ اُلٹا "شیعہ سنی بھائی بھائی" کے نعرے سن کر اُنہیں اپنی دُکانداری خطرے میں نظر آئی تو اُنہوں نے شیخ الاسلام کی ہر ممکن اَنداز میں کردار کشی کی۔ مگر تارِیخ گواہ ہے کہ شیخ الاسلام نے جواب میں کبھی اُن جیسی زبان اِستعمال نہ کی اور وہ اَپنی موت آپ مر گئے۔

(۴) ناموسِ صحابہ رضی اللہ عنہم پر نقب لگانے والوں کی گرفت

اَہلِ بیتِ اَطہار علیہم السلام کی محبت کی آڑ میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر زبانِ طعن دراز کرنے والوں اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو معاذ اللہ منافق قرار دینے والوں کو شیخ الاسلام کی زبانِ حق ترجمان سے دِفاعِ شانِ صحابہ رضی اللہ عنہم پر طویل دلائل کا اَنبار قطعی پسند نہ آیا۔ شیخ الاسلام نے اَہلِ تشیع ہی کی کتب سے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے حق میں اِس قدر دلائل دیئے کہ کوئی ذِی شعور اُنہیں سن لینے کے بعد ماننے سے اِنکار نہیں کر سکتا، مگر جن کی دکانداری کو خطرہ ہو وہ کیسے مانیں! چنانچہ جو پہلے اَہلِ بیتِ اَطہار علیہم السلام کی شان میں شیخ الاسلام کے خطابات سن کر سر دُھنتے تھے اَب اُنہیں شانِ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا علمی دِفاع قطعی پسند نہ آیا اور وہ صدیوں پر محیط اِعتدال و توازُن سے ہٹی رِوِش کو چھوڑنے کے لئے تیار نہ ہوئے بلکہ اُلٹا مختلف حیلوں بہانوں سے آپ کی کردار کشی میں مصروف ہو گئے۔

(۵) اہل السنت والجماعت کے ٹائٹل کا احیاء

سوادِ اَعظم کے زعم میں مبتلا ہو کر اپنے سوا باقی تمام فرقوں کو کافر قرار دینے والوں نے "اپنا عقیدہ چھوڑو مت اور دُوسرے کا عقیدہ چھیڑو مت" کی حکمت نہ سمجھ سکنے اور اَدب و گستاخی کے معاملے کو اِنفرادی عمل قرار دیتے ہوئے پورے فرقے کو کافر قرار نہ دینے کے جرم کی پاداش میں شیخ الاسلام پر "صلحِ کلیت" کا ٹائٹل لگا کر اُنہیں دائرۂ اِسلام سے نکال باہر کرنے کا اِعلان کر دیا۔ خود کو بریلویت کے دائرے میں محدود کر لینے والوں کو اِس ٹائٹل کے بغیر ہر شخص کافر دِکھائی دینے لگا۔ اُن کی سادہ لوحی پر کیا کہیے کہ اُنہیں ساری زندگی اِتنی بات کی سمجھ نہیں آسکی کہ یہ خود ساختہ ٹائٹل تو محض برصغیر میں پایا جاتا ہے۔ چنانچہ وہ لفظ "بریلویت" کی بجائے "اَہلِ سنت" کے ٹائٹل کی بحالی دیکھ کر گھبرانے لگے اور صرف اہلِ سنت کہلانا اُنہیں ناگوار گزرا۔

(۶) فقہی مسائل میں توسّع اختیار کرنا

تقلیدِ محض کے حاملین اِجتہاد کے لفظ سے خوف کھا کر مخالفت پر اُتر آئے۔ اُنہیں عورت کی دِیت جیسے فقہی مسائل پر شیخ الاسلام کا اِجتہادی مؤقف جان کر یہ فکر دامن گیر ہوئی کہ کہیں اِس سے دِین کی اَصل رُوح غائب نہ ہو جائے۔ وہ دِیت جیسے فقہی

https://www.minhaj.info/

مسئلہ کو توحید ورِسالت جیسے اِسلام کے بنیادی ستونوں کی طرح اَہم قرار دینے لگے۔ اُن کے نزدِیک اِمامِ اَعظمؒ کے فتویٰ سے اِختلاف اِیمان سے خالی ہونے کے مترادف ٹھہرا اور وہ یہ بھول گئے کہ فقہِ حنفی کی ہر کتاب میں جابجا اِمام اَعظمؒ سے اُن کے شاگردوں کا اُسی دَور میں اِختلاف موجود ہے، جب کہ شیخ الاسلام کا زمانہ تو اِمام اَعظم رحمۃ اللہ علیہ سے صدیوں بعد کا زمانہ ہے، جب مرورِ زمانہ سے حالات یکسر تبدیل ہو چکے ہیں۔

علاوہ ازیں اِجتہاد سے خائف علماء اِس بات کا بھی اِدراک نہ کر سکے کہ اِسلام کو جدید دَور کے بین الاقوامی اِشاعتی تقاضوں سے ہم آہنگ کر کے پیش کرنا کیوں ضروری ہے؟

(۷) اِصلاحِ تصوف و سلوک

شیخ الاسلام نے جب برصغیر میں تصوف میں دَر آنے والے بگاڑ کی اِصلاح کی طرف توجہ دلائی تو نام نہاد صوفی اپنی دُکانداری بند ہوتی دیکھ کر چیخ چلائے اور شیخ الاسلام کو خارج اَز اہلِ سنت حتیٰ کہ یہودیوں کا ایجنٹ تک قرار دینے لگے، مگر اُن کا کاروبار بحال نہ ہو سکا۔

(۸) اِعتقادی فتنوں کی بیخ کنی

شیخ الاسلام نے جب ''آمدِ اِمام مہدیؑ'' کے حوالے سے اُٹھنے والے فتنے کا سدِباب کیا تو لوگوں کی عقیدتوں کا مرکز بننے کے شوق میں خود کو اِمام مہدی قرار دینے کی تیاری میں مصروف فتنہ گروں کی جڑیں کٹ گئیں اور وہ آپ کے خلاف پروپیگنڈا میں اپنا حصہ ڈالنے لگے۔

(۹) تحفظِ ختمِ نبوت

شیخ الاسلام کی زبانِ حق ترجمان سے ختمِ نبوت کی علمی و قانونی حیثیت جاننے کے بعد جھوٹے نبی کے اُمتیوں کا مقصدِ وُجود خطرے میں پڑ گیا اور وہ خود کو بچانے کے لئے شیخ الاسلام کے خلاف ہر ممکن پروپیگنڈا کا سہارا لینے لگے۔ کبھی وہ مغربی دُنیا کو آپ کا خطرناک حد تک بنیاد پرست اور اِنتہا پسند ہونا ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں تو کبھی شیخ الاسلام کے خطابات کی قطع و برید کر کے اپنے جھوٹے نبی کی حقانیت ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ مگر اُن کی ساری کوششیں رائیگاں ہی جائیں گی اور اللہ ربّ العزت کا فیصلہ ثابت ہو کر رہے گا۔

(۱۰) دہشت گردی و اِنتہاپسندی کے خلاف مبسوط فتویٰ

مارچ 2010ء میں دہشت گردی کے خلاف فتویٰ جاری کر کے شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری نے عالمِ اِسلام کو اِسلام دُشمن طاقتوں اور خارجیوں کی مشترکہ تباہ کن چال سے بچا لیا۔ چنانچہ یہ لوگ بھی شیخ الاسلام کے خلاف طرح طرح کے جال بننے لگے۔ شیخ الاسلام کے اِس فتویٰ کے متعدد اثرات سامنے آئے:

۱۔ دہشت گردی کے خلاف فتویٰ سے خارجیوں کا قلع قمع کرنے کے لئے اُنہیں بے نقاب کیا گیا۔

۲۔ اِس فتویٰ کے ذریعے مغربی دُنیا میں اِسلام کو دہشت گردی کے ساتھ نتھی کرنے کے عمل کا سدِباب کیا گیا۔

۳۔ دہشت گردی کے خلاف فتویٰ سے لفظِ ''جہاد'' کے مثبت معنی کی بحالی ممکن ہوئی، جب کہ اُس سے قبل مغربی دُنیا میں غیر مسلموں کے قتل کو جائز قرار دینے کو بطورِ جہاد متعارف کروایا جاتا تھا۔

۴۔ دہشت گردی کے خلاف فتویٰ سے لفظِ ''فتویٰ'' کے مثبت معنی سے مغربی دُنیا رُوشناس ہوئی، جب کہ اُس سے قبل فتویٰ کا لفظ مغربی دُنیا میں قتل و غارت گری کے جواز کے طور پر مشہور تھا۔

دہشت گردی کے خلاف فتویٰ کے ذریعہ سے شیخ الاسلام نے اُن کی ساری محنت پر پانی پھیر دیا۔

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کے حسد میں مذکورہ تمام فرقوں کا یوں متفق ہو کر تنقید کرنا۔۔۔ ایک دُوسرے پر کفر و شرک کے فتوے لگانے والوں کا آپ کے خلاف منفی پروپیگنڈا میں ایک دُوسرے کی بھرپور مدد کرنا۔۔۔ حتیٰ کہ مرتدین کا بھی اِس مہم میں بڑھ چڑھ کر شریک ہونا، شیخ الاسلام کی سرپرستی میں جاری عظیم مصطفوی مشن کی صداقت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ بقول علامہ اِقبالؒ

یہ اِتفاق مبارک ہو مومنوں کے لئے
کہ یک زباں ہیں فقیہانِ شہر میرے خلاف

https://www.minhaj.info/

شیخ الاسلام کے خلاف قائم کردہ مختلف محاذ

اسلام کی حقیقی تعلیمات اور اِسلام اور دہشت گردی کو جوڑتے ہوئے مسلمانوں کے خلاف جاری پروپیگنڈا جب اپنے عروج پر پہنچا تو ضربِ یداللّٰہی نے اُسے پارہ پارہ کرنے کے لئے شیخ الاسلام سے یہ عظیم کام لیا۔ اِسلام کو مقید کرنے کے لئے بُنے گئے جال کے تانے بانے بکھرتے دیکھ کر وہ طاقتیں بوکھلا اُٹھیں اور اُنہوں نے مختلف محاذوں پر بیک وقت وار کرنے کی ٹھانی:

(۱) پہلا محاذ: بین المذاہب رواداری کے خلاف پروپیگنڈا

امن عالم کا قیام اور بین المسالک و بین المذاہب رواداری کا فروغ وہ حقیقی اسلامی تعلیمات ہیں، جس پر قرآن و حدیث کے متعدد دلائل موجود ہیں۔ شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے بین المذاہب رواداری کو نہ صرف اپنے خطابات اور تصانیف کے ذریعے فروغ دیا بلکہ اس سمت عملی اقدامات بھی اٹھائے۔ چنانچہ منہاج القرآن کے پلیٹ فارم سے مسیحیوں کے ساتھ مل کر اَمن کی شمع روشن کرنا۔۔۔ بین المذاہب رواداری کے فروغ کے لئے اُنہیں اپنے مرکز پر مدعو کر کے کرسمس کے کیک کاٹنا۔۔۔ سنتِ نبوی ﷺ کی اِتباع میں اُنہیں اپنی مسجد میں عبادت کرنے کی اِجازت دینا۔۔۔ قرآنِ مجید اور بائبل کا ایکسچینج کرنا۔۔۔ اور اس جیسی دیگر سرگرمیاں منعقد ہوتی ہیں۔ بین المذاہب ہم آہنگی کے فروغ کے لیے کی گئی اِن کاوشوں پر مسلمانوں اور غیر مسلموں ہر دو سطح پر موجود انتہاپسندوں کو شدید تعجب ہوا۔ چنانچہ اُنہوں نے سوچا کہ بین المذاہب رواداری کو شیخ الاسلام کا کمزور پہلو بنا کر خوب پروپیگنڈا کیا جائے تو سادہ لوح مسلمانوں کو اُن کے خلاف اُبھارا جا سکتا ہے۔ اِس پہلو پر وار کرنے کے لئے اُنہوں نے اِنتہائی پلاننگ کے ساتھ کچھ اَیسے لالچی فتویٰ باز ملاؤں کو خریدنے کا فیصلہ کیا جن کا تعلق بالخصوص سوادِ اَعظم سے تھا، تاکہ لوگ اُن کے فتوؤں کو مسلکی مخالفت والی فتویٰ بازی سمجھ کر معمولی نہ جانیں اور اُس مخالفت میں زیادہ سے زیادہ جان ڈالی جا سکے۔

وہ یہ بات جانتے ہیں کہ تحریکِ منہاج القرآن کی کوششوں سے گرجاگھروں میں میلادِ مصطفی ﷺ کانفرنس کے اِنعقاد کے خلاف سوادِ اَعظم سے وابستہ فتویٰ باز علماء نہیں بول پائیں گے، چنانچہ اُس کا جواب دینے کے لئے اُنہوں نے میلادِ مصطفی ﷺ کو بدعت قرار دینے والوں کو آگے کرنے کا پلان بنایا۔ یعنی باقی ساری فتویٰ بازی تو سوادِ اعظم سے وابستہ لوگ کریں مگر چرچ میں میلاد کی اِفادیت کی نفی کرنے کی ذِمہ داری میلاد کو بدعت کہنے والوں کو سونپی گئی۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ اِنٹرنیٹ پر جاری بحثوں میں جب کسی کو چرچ میں ہونے والی اَذان، نماز، محفلِ قرات و نعت اور محفلِ میلاد کا بتایا جائے تو اُس کے لاجواب ہونے پر میلاد کو بدعت قرار دینے والے فرقے کے لوگ مدد کو آن ٹپکتے ہیں۔ یوں ایک دُوسرے کو کافر و مشرک قرار دینے والے فرقے بھی شیخ الاسلام کے خلاف مہم میں ایک دُوسرے کا ساتھ دیتے نظر آتے ہیں، جس سے یہ حقیقت ظاہر ہوتی ہے کہ اُن کے پیچھے کوئی منظم ہاتھ کارفرما ہے۔ وہ محض ناسمجھی یا بُغض و حسد کی وجہ سے مخالفت نہیں کر رہے بلکہ کوئی خارِجی ہاتھ اُنہیں کٹھ پتلی کے طور پر اِستعمال کر رہا ہے۔ جس کے سبب وہ شیخ الاسلام کی مخالفت نہیں کر رہے بلکہ حقیقت میں بین المذاہب رواداری کی نفی کرتے ہوئے اسلام کی حقیقی تعلیمات کو اقوامِ عالم کی نظروں سے چھپانے کی کوشش کر رہے ہیں۔

(۲) دُوسرا محاذ: نام نہاد بدعات کا واویلا

وہی عناصر جو شیخ الاسلام کے بین المذاہب رواداری کی کاوشوں کے خلاف سرگرم عمل ہیں انھوں نے اَیسے لوگ خریدے جو شیخ الاسلام کی طرف بدعات منسوب کر کے اُنہیں بدنام کر سکیں تاکہ اُن کے مشن کے ساتھ تیزی سے منسلک ہونے والے لوگوں کی شرح کو کم کیا جا سکے اور قوم آپ کی تعلیمات کو مسترد کر دے۔ بدعات کے ٹائٹل پر مبنی یہ کام چونکہ سوادِ اَعظم سے منسلک کوئی عالم نہیں کر سکتا تھا، چنانچہ اِس کام کے لئے بیرون ملکی خرچے پر پلنے والے خارِجیوں کی خدمات حاصل کی گئیں۔ اُنہیں اُن کی منہ مانگی رقم کے عوض شیخ الاسلام کی شخصیت کو داغ دار کرنے کے لئے قرآن و سنت کی تعلیمات کو توڑ مروڑ کر پیش کرنے کا منصب سونپا گیا۔

https://www.minhaj.info/

چنانچہ اُنہوں نے ہر اُس مسئلہ پر ہاتھ ڈالا جس میں ذرا سی بھی گنجائش تھی۔ اس منفی پروپیگنڈا کے لئے صرف اِنٹرنیٹ پر اِکتفاء نہیں کیا بلکہ CDs بنا کر مفت تقسیم کروائیں۔ یہی نہیں بلکہ اُنہوں نے ہر اُس عالمِ دین سے رابطہ کیا جو شیخ الاسلام سے متعلق معمولی سا بھی نرم گوشہ رکھتا ہو، اور اُسے کسی نہ کسی طرح شیخ الاسلام کے خلاف بیان دینے پر آمادہ کیا۔ ایسی اوچھی حرکتوں سے صاف واضح ہوتا ہے کہ اِس سب کچھ کے پیچھے ایک منظم گروہ کارفرما ہے، جو شیخ الاسلام کی تجدیدی حکمتوں سے بوکھلاہٹ کا شکار ہے اور آپ کو ناکام کرنے کے لئے آئے روز نت نئے حربے آزماتا ہے۔ کبھی یہ گروہ ”قدم بوسی“ کو معاذاللہ سجدہ کے نام سے مشہور کرتا ہے۔۔۔ تو کبھی ’تلقینِ میت‘ کے مسنون عمل کو بدعت قرار دے کر اِنٹرنیٹ پر اور CDs بنا کر اُچھالتا ہے۔ ان بے شمار الزامات کی بوچھاڑ کے باوُجود شیخ الاسلام کا مشن روز بروز آگے سے آگے بڑھتا چلا جا رہا ہے۔

شیخ الاسلام کی راہ میں رکاوٹیں ڈالنے کے فریضہ پر کاربند مختلف مسالک سے تعلق رکھنے والے نام نہاد علماء آپس میں ایک دُوسرے کو بھی کافر اور مشرک ہی قرار دیتے ہیں، مگر مشترکہ مقصد کے حصول کے لئے ایک دُوسرے کے ساتھ بڑھ چڑھ کر تعاون کرتے بھی نظر آتے ہیں۔

اَیسے میں پریشان ہو کر مخالفین مل بیٹھتے ہیں اور سوچتے ہیں کہ ہم نے شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کو بدنام اور ناکام کرنے کی کون سی کوشش نہیں کی، مگر اُس کے باوُجود سب بے کار ہے۔ ہم نے ہر حربہ آزمایا مگر ہماری ہر کوشش رائیگاں گئی اور اُن کے پیروکاروں کی تعداد میں آئے روز اِضافہ ہی ہوتا چلا جا رہا ہے۔ اِسی اَثناء میں ایک ذہین شخص رائے دیتا ہے کہ تمام فرقوں سے تعلق رکھنے والے مخالفین میں ایک قدر مشترک ہے اور وہ ہے غیر سنجیدہ پن۔ شاید یہی وجہ ہے کہ بریلوی، دیوبندی، وہابی، شیعہ حتی کہ قادیانیوں تک کی آپ کے خلاف تمام کوششیں ناکام رہی ہیں۔ چنانچہ وہ لوگ طے کرتے ہیں کہ اَب شیخ الاسلام کی علمی کاوِشوں کو توڑ مروڑ کر پیش کرنے کے لئے اُن پر اِنتہائی سنجیدہ اَنداز میں تنقید کی جائے۔ اِس سلسلہ میں ”تحقیق“ کا آغاز ہو چکا ہے۔ پہلی اِینٹ کے طور پر ایک صاحب نے شیخ الاسلام کی تصانیف سے کیڑے نکالنے کی مقدور بھر کوشش کی ہے اور اُسے اِنٹرنیٹ پر شائع کرتے ہوئے اپنے حواریوں کو یہ سبق دیا ہے کہ اُن میں سے ہر کوئی شیخ الاسلام کی کم از کم ایک کتاب پر اُسی سطح کی ”تحقیق“ کرے۔ چنانچہ محققین کی فوج حرکت میں آچکی ہے اور یوں اللہ ربّ العزت شیخ الاسلام کے مخالفین کے ذرِیعے سے بھی آپ کے مشن کو فائدہ ہی دے گا۔ ان شاءاللہ

(۳) تیسرا محاذ: میڈیا کی کڑی نگرانی

تحریکِ منہاج القرآن کی اِنٹرنیشنل میڈیا اور اِنٹرنیٹ پر پذیرائی کی کڑی نگرانی کے لئے بکاؤ مال قسم کے نام نہاد دانش وَروں کی ایک سپیشل ٹیم تحریکِ منہاج القرآن کی ویب سائٹس پر شائع ہونے والی خبروں کے علاوہ عالمی میڈیا میں ”دہشت گردی کے خلاف فتویٰ“ کی پذیرائی اور عالمی اَمن کے لئے کی جانے والی کوششوں سے متعلقہ خبروں کے تعاقب میں بٹھائی گئی ہے، جو شیخ الاسلام کی عالمی کامیابیوں پر مسلسل نظر رکھے ہوئے ہے اور وہ اِنٹرنیٹ پر مختلف کمیونٹی ویب سائٹس پر ڈسکشن کے دوران اور دِیگر ویب سائٹس میں آرٹیکلز لکھ لکھ کر اُن خبروں کی اَہمیت کم کرنے کا فریضہ نبھا رہی ہے، تاکہ تحریکی کارکنوں کا مورال پست کیا جاسکے اور شیخ الاسلام کو عالمی سطح پر محنت اور لگن کے ساتھ مسلم دُنیا کا مقدمہ لڑنے میں جو کامیابیاں حاصل ہو رہی ہیں، قوم کو اُن سے بے خبر رکھا جاسکے، نیز پاکستانی میڈیا کو اُن تاریخی کامیابیوں کی کوریج سے باز رکھا جاسکے۔ جس کی ایک واضح مثال مارچ 2010ء میں شائع ہونے والے دہشت گردی کے خلاف فتویٰ کی لانچنگ کے بعد سے شیخ الاسلام کی طرف سے عالمی قیامِ اَمن کی کاوِشوں کے حوالے سے اِنٹرنیشنل نیوز چینلوں پر بھرپور کورِیج کے علاوہ اَخبارات اور اِنٹرنیٹ پر لاکھوں ویب صفحات شائع ہوئے، مگر پاکستانی قوم کو اُس کے اَثرات سے بے خبر رکھنے کے لئے نہ صرف ملکی میڈیا اَیسی خبروں کو ریلیز کرنے سے ہچکچاتا رہا بلکہ اِنٹرنیٹ پر پاکستانی کمیونٹی کی ویب سائٹس میں اُن خبروں کی اَہمیت کم کر کے پیش کرنے کی مہم بھی چلائی گئی تاکہ پاکستانی قوم کو آپ کی عالمی کاوِشوں کے ثمرات سے محروم رکھا جاسکے۔

https://www.minhaj.info/

رُفقاء و وابستگان کے لئے پیغام

تاجدارِ کائنات ﷺ کا طرزِ عمل ہی ایک مسلمان کی زندگی میں بہترین قابلِ تقلید نمونہ ہے۔ نبی اکرم ﷺ کی ذات پر اور آپ کی ازواجِ مطہرات پر طرح طرح کے نازیبا اِلزامات لگائے گئے مگر آپ نے قطعی طور پر کوئی جوابی گالی نہیں دِی، کبھی بد دُعا نہیں دِی، آپ کی سیرتِ طیبہ سے منور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم میں سے بھی کسی نے جذبات میں آکر دُشمنانِ اِسلام کا گریبان نہیں پکڑا۔ حتیٰ کہ طائف کے بازاروں میں قوم نے جب آپ کو لہولہان کر دیا اور فرشتوں کا پیمانۂ صبر لبریز ہوگیا، جبرائیلِ امین طائف کے مکینوں کو دو پہاڑوں کے درمیان پیس دینے کے اِرادے سے حضور نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، مگر آپ ﷺ نے اِجازت نہ دی۔ اِس سطح کی بدسلوکی کے جواب میں بھی رحمۃ للعالمین ﷺ نے اُن کے حق میں فقط دُعا ہی کی اور جبرائیلِ امین کو یہ فرما کر روک دیا کہ یہ نہ سہی شاید ان کی اگلی نسلیں ایمان لے آئیں۔

چنانچہ سیرتِ طیبہ کی روشنی میں مصطفوی کارکنوں کو زیب نہیں دیتا کہ وہ کسی کی گالی کے جواب میں اُسے گالی دیں۔ ہمارا مقابلہ کردار کا مقابلہ ہے۔ مخالف اپنی بدکرداری میں جتنا بھی نیچے اتر جائے ہمیں اَپنے مصطفوی کردار کے ساتھ اُس کے سامنے سینہ سپر رہنا ہے۔ اگر ہم مصطفوی کارکن ہیں اور مصطفی کریم ﷺ کے مشن کی کامیابی چاہتے ہیں تو ہمیں مصطفوی سیرت کو اَپنانا ہوگا۔

یاد رکھیں! گالی کے جواب میں گالی دینے سے ہم بھی ویسے ہی بن جاتے ہیں اور یہی مخالفین چاہتے ہیں۔ اِس لئے جب بھی کوئی علمی نوعیت کا اِعتراض کرے تو اُس کا علمی جواب دیں، مگر ہماری زبان سے ہمارا مصطفوی کارکن ہونا نظر آئے اور جب کوئی جاہلانہ روِش کے ساتھ گالی دے یا برا بھلا کہے تو اُس کے لئے صرف سلامتی کی دُعا کریں۔

یاد رکھیں! حق کے خلاف پروپیگنڈا وقتی طور پر نقصان دِہ دِکھائی دیتا ہے مگر بعد ازاں اُس میں اہلِ حق کا ہی بے شمار فائدہ ہوتا ہے، جو وقتی طور پر سمجھ میں نہیں آتا۔ ”حاسد کو اگر پتہ چل جائے کہ اُس کے حسد سے اہلِ حق کو کتنا فائدہ ہو رہا ہے تو وہ حسد میں آکر حسد کرنا چھوڑ دے۔“

سیرتِ طیبہ میں اِس کی ایک بہترین مثال موجود ہے۔ مشرکینِ مکہ کے پروپیگنڈا سے متاثر ہو کر ایک بڑھیا شہرِ مکہ چھوڑ کر جا رہی تھی۔ نبی اکرم ﷺ اُس کی مدد کرنے کے لئے اُس کا سامان اُٹھا کر ساتھ چل دیئے۔ کچھ دُور تک چلنے کے بعد وہ عورت بولی: تم بھلے آدمی معلوم ہوتے ہو، بہتر ہوگا کہ تم بھی یہ شہر چھوڑ دو۔ آپ ﷺ نے وجہ دریافت فرمائی تو وہ کہنے لگی کہ یہاں ایک جادُو گر رہتا ہے، جو اُس کی بات سن لیتا ہے وہ اُسی کا ہو جاتا ہے، اُس کا نام محمد (ﷺ) ہے، اُس سے بچ کر رہنا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ محمد ﷺ تو میں ہی ہوں۔ چند لمحے حضور ﷺ کے ساتھ چل کر وہ آپ ﷺ کے اَخلاق و کردار سے اِتنا متاثر ہو چکی تھی کہ فوری اِسلام قبول کر لیا۔

اِس واقعہ میں دِیگر بہت سی حکمتوں کے علاوہ ایک سبق منفی پروپیگنڈا کا اہلِ حق کے لئے فائدہ مند ہونا بھی ہے۔ اگر مشرکینِ مکہ حضور ﷺ کے خلاف اِتنا پروپیگنڈا نہ کرتے تو وہ بڑھیا یوں حقیقت کو قریب سے نہ دیکھ پاتی، جتنا اُسے اِس صورت میں موقع ملا۔ یہ مشرکینِ مکہ کا پروپیگنڈا ہی تھا جس نے اُس بڑھیا کو تاجدارِ کائنات ﷺ کا پیغام براہِ راست سننے کا موقع دیا۔ اِرشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَمَكَرُوا وَمَكَرَ اللّٰهُ وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمَاكِرِيْنَ۔ (آل عمران، ۳:۵۴)

”پھر اُنہوں نے خفیہ سازش کی اور اللہ نے مخفی تدبیر فرمائی، اور اللہ سب سے بہتر مخفی تدبیر فرمانے والا ہے۔“

یوں اَللہ ربّ العزت دِین دُشمن طاقتوں کی تدبیروں کو بھی اِسلام کے مفاد میں اِستعمال کرتا ہے۔ پس اگر شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کے خلاف پروپیگنڈا کی وجہ سے نئے لوگوں تک تحریک کا اچھا یا برا پیغام پہنچ رہا ہے تو ہمیں اِس موقع کو ہاتھ سے گنوانا نہیں چاہیئے۔ ضرورت اِس امر کی ہے کہ ہم منفی پروپیگنڈا سے متاثر ہو کر شکست خوردگی کا مظاہرہ کرنے یا گالی گلوچ بکنے والوں کو جواباً گالی دینے میں وقت ضائع کرنے کی بجائے بیداری شعور کے لئے شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کا پیغام براہِ راست ذرائع (آپ کی تصانیف و خطابات) کی مدد سے زیادہ سے زیادہ لوگوں تک پہنچائیں کیوں کہ یہی اِس دور میں اَصل جہاد ہے۔

تندیٔ بادِ مخالف سے نہ گھبرا، اَے عقاب!
یہ تو چلتی ہے تجھے اُونچا اُڑانے کے لئے

❀❀❀❀❀

https://www.minhaj.info/

علم و حکمت کا پیکر خدا کی عطا
قائدِ بے بدل مصطفیٰؐ کی عطا

اللہ رب العزت کی بارگاہ میں سجدہ شکر بجالاتے ہیں کہ
جس نے ہمیں اس عظیم قائد کی رفاقت عطا فرمائی۔

ہم عالم اسلام کے عظیم مفکر

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری مدظلہ کو ان کی

72 ویں سالگرہ

کے موقع پر ہدیہ تبریک پیش کرتے ہیں۔

MINHAJ UL QURAN INT. CHILE (LATIN AMERICA)

تیری دانش نے کیا چشمِ جہاں کو خیرہ
تیرے افکار نے اسلام کو جدت دی ہے
تیرے سر پر ہے جو نعلینِ نبی کا سایہ
اب میں سمجھا کہ تجھے کس نے یہ جرأت دی ہے

ہم احیائے اسلام و اصلاح احوال کے عظیم داعی، سفیر امن، مفسر قرآن

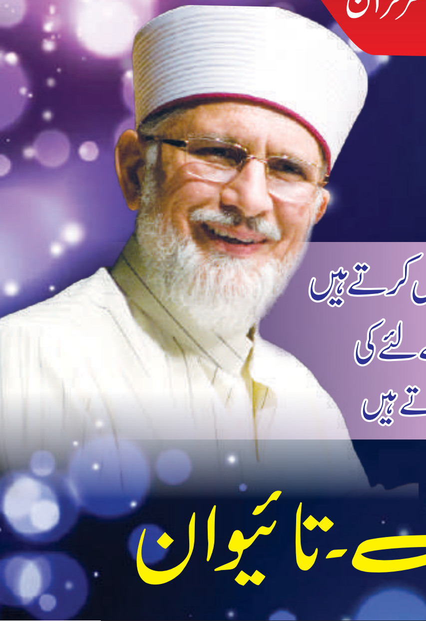

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری مدظلہ کو

72 ویں

سالگرہ کے موقع پر **ہدیہ تبریک** پیش کرتے ہیں
نیز ان پُرمسرت لمحات پر امتِ مسلمہ کی بھلائی کے لئے کی
جانے والی ان کی جملہ خدمات کو سلام پیش کرتے ہیں

منہاج القرآن انٹرنیشنل۔ تائیوان

https://www.minhaj.info/

Happy Birth Day our Beloved Leader

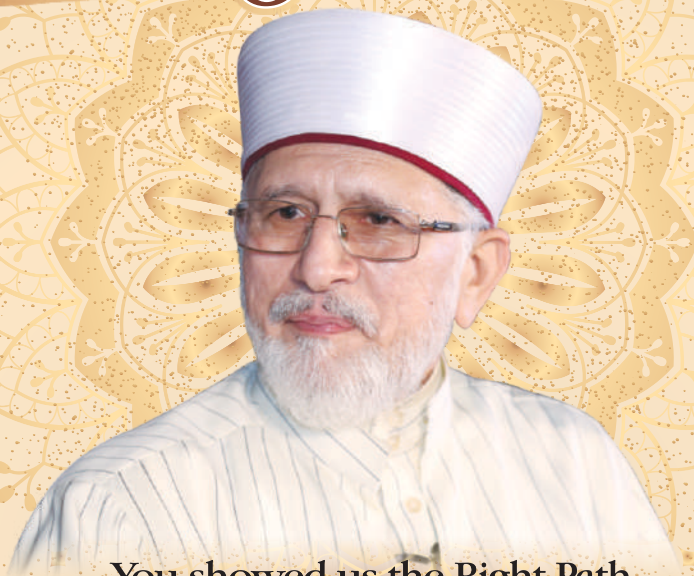

You showed us the Right Path,
You empowered us with the power of Knowledge,
You are blessing not only for our
but also for coming generations

May You Live Long

محمد جمیل چودھری (امیرMAC)
ساؤتھ کوریا

علی عمران قادری (صدرMAC)
جاپان

محمد حفیظ(سیکرٹری جنرلMAC)
چائنہ

فیصل نجیب (ناظم میڈیاMAC)
ہانگ کانگ

محمد سلیم قادری (ممبرMAC)
ملائیشیا

شہزاد علی بھٹی (ممبرMAC)
ساؤتھ کوریا

احمد حسن سلہری (ممبرMAC)
چلی

محمد عمر القادری (ممبرMAC)
ملائیشیا

محمد طارق (ممبرMAC)
ہانگ کانگ

خالد جاوید (ممبرMAC)
انڈونیشیا

محمد ناصر چودھری (ممبرMAC)
تائیوان

معاذ اعجاز (ممبرMAC)
جاپان

Minhaj Asian Council (MAC) – منہاج ایشین کونسل

https://www.minhaj.info/

فکرِ رومی کا تسلسل و ارتقاء اور شیخ الاسلام

مولائے روم کی فکر کی درست تفہیم کے لئے شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کے شہر اعتکاف میں دیئے گئے ''دروس مثنوی'' سے استفادہ ضروری ہے

ڈاکٹر نورالزماں نوری

اللہ جل مجدہ کا امتِ مسلمہ پر یہ کرم رہا ہے کہ حبیب خدا سیدالانبیاء حضرت محمد مصطفی ﷺ کے ظاہری زمانۂ حیات کے بعد اب تک اور اس کے بعد قیامت تک ایسے ''رجالِ کار'' کا سلسلہ جاری رہے گا جو ملتِ اسلامیہ کے علمی، فکری، اعتقادی اور اخلاقی وروحانی زوال وانحطاط کو ختم کرنے اور ملت کی عروقِ مردہ میں حیاتِ نو کے لیے مصروفِ عمل رہیں گے۔

ساتویں صدی ہجری میں ایک طرف تاتاری حملوں نے دنیائے اسلام کو تباہی سے دوچار کردیا تھا تو دوسری طرف فلسفہ، منطق اور علم کلام میں انہماک کی بنا پر مسلمانوں کی اعتقادی حیثیت متزلزل ہوچکی تھی۔ ایمان و ایقان میں پختگی کی جگہ پر شک اور مایوسی کا غلبہ تھا۔ کاہلی، تن آسانی اور جمود و تعطل اہلِ اسلام کا شعار بن چکا تھا۔ ان حالات میں قدرتِ خداوندی نے امتِ مسلمہ کے عروقِ مردہ میں حیاتِ نو کے لیے مولانا روم کا انتخاب کیا۔

سلطان العاشقین حضرت مولانا جلال الدین محمد رومی (۶۰۴ھ) کی زندگی کے دو ادوار ہیں:

۱۔ شاہ شمس تبریز سے ملاقات سے پہلے کا دور

۲۔ شاہ شمس تبریز سے ملاقات کے بعد کا دور

پہلے دور میں آپ پر ظاہری علوم و فنون اور معقولات و منقولات کا اس قدر غلبہ تھا کہ آپ اپنے وقت کے سلطان العلماء اور امام الفقہاء تھے۔ دنیائے اسلام کے اطراف و اکناف سے علوم اسلامیہ کی تحصیل اور افتاء کے لیے متلاشیانِ علم و تحقیق کے لیے آپ مرجع تھے۔ فقہ و مذاہب کے علوم میں آپ کا کوئی ثانی نہ تھا۔

شاہ شمس تبریز سے ملاقات کے بعد آپ قال سے حال، ظاہر سے باطن اور شنید سے دید کی طرف منتقل ہوگئے۔ انسانی زندگی میں بعض دفعہ ایسے اسباب و واقعات آتے ہیں جو انقلاب کا پیش خیمہ بن جاتے ہیں۔ علامہ اقبالؒ فرماتے ہیں:

دمِ عارف نسیمِ صبح دم ہے   اسی سے معنیِ ریشم میں نم ہے
اگر کوئی شعیب آئے میسر   شبانی سے کلیمی دو قدم ہے

شاہ شمس تبریز کی ملاقات اور صحبت نے جلال الدین محمد کو ''مولوی'' سے ''مولائے روم'' کی صورت میں ایسا موثر کردار عطا کیا جس کی حقیقت پر یہ اشعار بزبانِ خاص و عام دلالت کرتے ہیں:

ہیچ چیزی خود بخود چیزے نشد   ہیچ آہن خود بخود تیغے نشد
ہیچ حلوائی نشد استاذِ کار   تا کے شاگردِ شکر ریزے نشد
مولوی ہرگز نشد مولائے روم   تا غلامِ شمس تبریزے نشد

مولانا کی زندگی کے اسی ''انقلاب'' سے مشہور زمانہ ''مثنوی معنوی'' معرضِ وجود میں آئی جسے ہر دور میں خدائے ذوالجلال نے مقبولِ خواص و عوام بنادیا۔ تصوف و سلوک، اسرار و معارف اور شریعت و طریقت میں اپنی نوعیت کے اس منفرد کتاب کو اس قدر پذیرائی ملی کہ فارسی زبان کے معروف شاعر اور علوم اسلامیہ کی کئی نصابی کتب کے مصنف مولانا عبدالرحمن جامی کو کہنا پڑا:

https://www.minhaj.info/

مثنوی مولوی معنوی　　ہست قرآن در زبانِ پہلوی

مولانا رومؒ نے مثنوی کے علاوہ 50 ہزار اشعار پر مشتمل "دیوانِ شمس تبریز" بھی لکھا۔ دونوں کتب کے اشعار کی تعداد کم و بیش 80 ہزار ہے۔

مولانا روم کے کارہائے نمایاں اور احوالِ زمانہ

رومی کا دور مسلمانوں کے لیے انتہائی ذلت اور زوال کا دور تھا۔ ایک طرف صلیبی جنگوں کا آغاز ہو چکا تھا جن کے باعث فلسطین اور ارد گرد کا علاقہ یورپی فوجیوں کے ہاتھوں برباد ہوا۔ دوسری طرف منگولوں کے ظالمانہ حملوں سے تباہی کے خوفناک مناظر سامنے آئے۔ چنگیز خان نے ۱۲۱۹ء میں ان حملوں کا آغاز کیا۔ پھر ۱۲۵۶ء میں ہلاکو خان کے حملوں سے دوسری بار اکثر مسلمان خطے تباہ و برباد ہوئے۔ جس کے نتیجے میں ۱۲۵۸ء میں خلافتِ بغداد ہمیشہ کے لیے ختم ہوگئی۔ کچھ عرصے کے بعد ۱۲۶۶ء میں ہسپانیہ میں بھی مسلمانوں کی عظیم سلطنت ختم ہوگئی۔ ان خوفناک واقعات کے نتیجے میں بے شمار علماء قتل کردیئے گئے۔ بہت سے کتب خانے اور مدرسے ضائع ہوگئے لیکن سب سے بڑا نقصان یہ ہوا کہ مسلمانوں کے ذہن میں اسلام کے حوالے سے مایوسی کے جذبات پیدا ہوگئے۔ اس کے ساتھ ساتھ ساتویں صدی ہجری میں فرقہ باطنیہ کی دو سو سالہ مسلسل کوششوں سے مسلمانوں میں غیر اسلامی تصوف مقبول ہوگیا اور مسلمان نفی خودی اور ترکِ عمل سے دوچار ہوگئے۔

مولانا رومی کا سب سے بڑا کارنامہ یہ ہے کہ ایسے حالات میں اپنے عظیم علمی شاہکار مثنوی معنوی جو گنجینہ حکمت ہے اور جس کا ہر دفتر عشق اور جدوجہد کے پیغام سے آراستہ ہے، اس کے ذریعے تمام اسلامی افکار کے خلاف صدائے اعتراض بلند کی۔

مولانا رومی نے اپنے کلام کے ذریعے مسلمانوں کے درج ذیل غلط تصورات کی اصلاح کی:

۱۔ تشکیک کی جگہ یقین اور یاس کی جگہ امید کا پیغام دیا۔
۲۔ بے عملی کو سمِ قاتل قرار دیتے ہوئے جدوجہد کا سبق پڑھایا۔
۳۔ انفس و آفاق کو مسخر کرنے کی دعوت دی۔
۴۔ ظاہر پرستی کی بجائے معنی پرستی پر زور دیا۔ (یہی وجہ ہے کہ آپ کی مثنوی اپنی معنویت کی وجہ سے "مثنوی معنوی" کے نام سے معروف و موسوم ہوگئی۔)
۵۔ عقل اور عشق کے خوشگوار امتزاج کو مادی اور روحانی ترقی کے لیے شرط قرار دیا۔
۶۔ انسان کے "مجبور محض" کے تصور کی یوں اصلاح کی کہ انسان بعض معاملات میں مجبور ہے تو بعض میں مختار۔ یعنی انسان کو اپنی زندگی کو بہتر اور فلاحِ دارین کے لیے مفید بنانے کا پورا اختیار ہے۔ اسی تصور پر تو جزا و سزا کا عقیدہ رہے۔

کلامِ رومی کی خصوصیات

مولانا روم کا کلام اپنے اندر بے پناہ خوبیوں اور خصوصیات کو سموئے ہوئے ہے۔ ذیل میں ان میں سے چند درج کی جا رہی ہیں:

۱۔ مولانا روم کے کلام کی خصوصیت یہ ہے کہ ان کے دل میں دینِ اسلام کی محبت، اولیاء کرام کا عشق اور قومی اصلاح کا جذبہ کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا ہے۔ ان کے اشعار میں مذکور ان کے اقوال ایسے درست، مستند اور فیصلہ کن معلوم ہوتے ہیں جیسے قرآن و حدیث کے فرامین اپنی وضاحت میں منفرد ہیں۔
۲۔ چھ دفاتر پر مشتمل مولانا روم کی "مثنوی" اپنے اندر تمام ضروری اسلامی علوم سموئے ہوئے ہے۔ کوئی شعبۂ حیات یا علمِ موجودات ایسا نہیں جس پر آپ نے کلام نہ کیا ہو۔ ان موضوعات میں نفس، روح، عقل، اخلاق، الٰہیات، صفاتِ باری تعالیٰ، نبوت، وحی، جبر و قدر، شریعت و طریقت، فلسفہ، سائنس، تجاذبِ اجسام اور تجددِ امثال بالخصوص قابلِ ذکر ہیں۔
۳۔ مولانا رومی کے کلام نے دلوں کو ایمان و ایقان کی نئی حرارت بخشی۔
۴۔ آپؒ کا سارا کلام، خواہ کلیاتِ شمس تبریز کی صورت میں ہو یا مثنوی معنوی کی صورت میں، عشق کی تعریف و توصیف سے بھرا پڑا ہے۔

مولانا روم کے کلام میں "عشق" کا غلبہ

مولانا روم "عشق" کو ایک آفاقی احساس سے تعبیر کرتے ہیں۔ یعنی کائنات و آفاق سے ہم آہنگی کا جذبہ۔ آپ کے نزدیک عشق اس کائنات کی حرکی قوت ہے۔ رومی "عقل" کی

https://www.minhaj.info/

خدمات کے معترف تو ہیں لیکن جملہ امراض و علل کا طبیب ''عشق'' ہی کو ٹھہراتے ہیں۔ جس مقام پر فلسفہ واستدلال بے دست و پا ہو جاتے ہیں۔ وہاں عشق بے خوف و خطر جان کی بازی لگا دینے کے لیے کمربستہ ہو جاتا ہے۔ رومی کے نظامِ فکر میں عشق ایک بنیادی نکتہ کی حیثیت رکھتا ہے۔ مشہور ماہر رومیات خلیفہ عبدالحکیم، مثنوی اور تصورِ عشق کے حوالہ سے رقمطراز ہیں:

''عشق؛ مثنوی کا اہم ترین موضوع ہے جو اس کے ہر دیگر مضمون پر چھایا ہوا ہے۔ مولانا روم ہزار طرح سے اس کی تفسیر کرتے ہیں اور وجد و مستی میں نغمہ ریز ہوتے ہیں لیکن ان کو تسلی نہیں ہوتی۔ نہ وہ خود عشق کی گوناگوں کیفیات سے سیر ہوتے ہیں اور نہ اس کے بیان سے ان کو تسلی و تشفی ہوتی ہے۔''

مثنوی معنوی از اول تا آخر ''عشق'' کا ترانہ ہے۔ ان کے عقیدہ کے مطابق عشق ہی انسان کی عبادات واعمال کا سرچشمہ ہے۔ آپ کے نزدیک عشق وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ۔ (البقرہ: ۱۶۵) کی ایک منظم حقیقت ہے۔ ایمان کی افادیت اسی وقت ہو سکتی ہے جب اس کی جڑیں عشق کی زمین میں پیوست ہوں۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب کریم ﷺ کا عشق مغزِ قرآن، جانِ ایمان اور قلب و روح کی غذا ہے۔ عشق اخلاقی امراض و علل کا علاج ہے۔ چنانچہ مولانا مثنوی کے آغاز ہی میں عشق کا نغمہ یوں الاپتے ہیں:

شاد باش اے عشقِ خوش سودائے ما — اے طبیبِ جملہ علّت ہائے ما
اے دوائے نخوت و ناموسِ ما — اے تو افلاطون و جالینوس ما
ہر کرا جامہ ز عشقے چاک شد — او زِ حرص و آزِ کلی پاک شد

''خوش رہ، اے ہمارے اچھے جنون والے عشق! اے ہماری تمام بیماریوں کے طبیب! اے ہمارے تکبر اور عزت طلبی کی بیماریوں کی دوا! تو ہمارا افلاطون بھی ہے اور جالینوس بھی۔ جس شخص کا جامہ عشق کی وجہ سے چاک ہو گیا، وہ ہر طرح کے حرص اور عیب سے پاک ہو گیا۔''

کوئی شخص دریائے عشق میں جس قدر زیادہ غوطہ زن ہو گا، اسی قدر منشاء الٰہی کے زیادہ قریب ہو گا۔ آپ کے نزدیک عشق ایک ''اصطرلاب'' ہے۔ جس سے معرفت کے بھید معلوم ہوتے ہیں۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں:

علتِ عاشق زعلت ہا جدا است — عشق اصطرلاب اسرارِ خدا است

رومی تصوف میں ڈوبا ہوا ہے چونکہ تصوف نے ہمیشہ عقل کو عرفان کے راستے میں ایک سنگِ گراں سمجھا ہے، اس لیے رومی اس ''عقل'' کو گردن زنی قرار دیتا ہے۔

فکرِ رومی اور اقبال

مشرق کے عظیم فلسفی شاعر ڈاکٹر محمد اقبالؒ نے مولانا رومی کو اپنا مرشد اور امام قرار دیا ہے۔ کلام اقبال میں بھی جابجا عقل و عشق کے موازنہ میں عشق کو رہبر بنانے کا پیغام ملتا ہے۔ اقبال، کہیں تو ''آتشِ نمرود'' میں بے خطر کود پڑنے کا محرک ''عشق'' قرار دیتے ہیں تو کہیں اسے عقل و دل و نگاہ کا ''مرشد اولین'' قرار دیتے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں:

؎ من بندۂ آزادم، عشق است امامِ من
عشق است امامِ من، عقل است غلامِ من

؎ عقل عیار ہے، سو بھیس بدل لیتی ہے
عشق بے چارہ نہ مُلّا ہے، نہ زاہد، نہ حکیم

؎ بے خطر کود پڑا آتش نمرود میں عشق
عقل ہے محوِ تماشائے لبِ بام ابھی

؎ عشق اول، عشق آخر، عشق کل
عشق شاخ و عشق نخل و عشق گل

دورِ حاضر میں مولانا رومی کے پیغام کو سمجھنے سمجھانے اور پھیلانے میں اقبال کا سب سے اہم کردار ہے۔ اقبال نے مشرقی و مغربی فلسفے اور اسلامی و غیر اسلامی افکار کے گہرے مطالعہ کے بعد قرآن کو اپنا رہبر، پیغمبر اسلام کو اپنا محبوب اور مولانا روم کو اپنا مرشد قرار دیا۔ افکارِ رومی کی بنیاد پر اپنے فلسفۂ خودی کی شاندار عمارت قائم کی۔ اقبال؛ رومی کا خلیفہ ہے، وہ اپنی ہر کتاب میں (علم الاقتصاد کے علاوہ) مولانا روم کی رہنمائی کا ذکر کرتا ہے اور

https://www.minhaj.info/

انہیں مختلف القابات سے یاد کرتا ہے۔ کثرت الاسماء تدل علی کثرت المعانی کے مصداق علامہ اقبال نے مولانا روم کے لیے درج ذیل القابات استعمال کیے ہیں:

۱۔ مرشدِ روم۔ ۲۔ پیرِ روم۔ ۳۔ مرشدِ رومی۔ ۴۔ پیرِ عجم
۵۔ پیرِ حق سرشت۔ ۶۔ پیرِ یزدانی ۷۔ مردِ خبیر۔ ۸۔ امام راستان

علامہ اقبال راہِ عشق کے مسافروں کو تلقین کرتے ہیں کہ رومی کو اپنا رفیق بنائیں:

پیرِ رومی را رفیقِ راہ ساز — تا خدا بخشد ترا سوز و گداز

اپنے دور کے فرنگی زدہ نوجوان کا علاج تجویز کرتے ہیں:

علاج آتشِ رومی کے سوز میں ہے ترا
تیری خرد پہ ہے غالب فرنگیوں کا فسوں

ملتِ اسلامیہ کی بیداری کے فلسفہ کی پیش کش میں علامہ اقبال؛ مولانا جلال الدین کے افکار سے بہت متاثر رہے۔ اقبال نے دورِ حاضر کی مقتضیات اور ضروریات کے مطابق اپنی شاعری کے ذریعے، تصوف اور فلسفے کا نیا چراغ روشن کیا اور اسلام کی نئی تعبیر متعارف کروائی۔ علامہ محمد اقبال نے عہدِ رومی کے الم ناک واقعات کا موازنہ اپنے دور کے واقعات سے کیا تو انہیں ایک حیرت ناک مماثلت نظر آئی۔ اقبال کے دور میں بھی برصغیر کے مسلمان مغلیہ سلطنت کے زوال کے بعد اپنے دین کے حوالے سے تذبذب کا شکار ہو چکے تھے۔ اسی مماثلت کے پیش نظر اقبال ارمغان حجاز (۱۹۳۸ء) میں فرماتے ہیں:

چوں رومی در حرم دادم اذانِ من — از و آموختم اسرارِ جانِ من
بہ دورِ فتنۂ عصرِ کہن اُو — بہ دورِ فتنۂ عصرِ روانِ من

عصرِ حاضر اور اسلام کو درپیش چیلنجز

عصرِ حاضر مادہ پرستی، الحاد و بے راہروی، فکری و اعتقادی تزلزل، فرقہ پرستی اور دہشت گردی سے دوچار ہے۔ امتِ مسلمہ کے عقائد کو متزلزل کیا جا رہا ہے۔ اسلام جو امن و محبت اور رواداری کا دین ہے، ایک سازش کے تحت اسے دہشت گردی و تشدد سے ملایا جا رہا تھا۔ مغرب میں مسلمانوں پر انتہا پسند اور دہشت گرد ہونے کا الزام عام تھا۔ مسلم قیادتیں اپنے اپنے حصار میں اپنے مزعومہ مفادات کے لیے مصروفِ کار تھیں۔ ان حالات میں اللہ رب العزت نے شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کا انتخاب کیا۔ جنہوں نے ہر فتنہ کا ڈٹ کا مقابلہ کیا۔

آپ دراصل حضرت امام غزالی، مولانا روم، مجدد الف ثانی، شاہ ولی اللہ محدث دہلوی، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان اور حکیم الامت ڈاکٹر علامہ محمد اقبال رحمھم اللہ تعالیٰ جیسے مصلحین و مجدّدین کا تسلسل ہیں۔ آپ نے موجودہ دور کے چیلنجز کا خداداد بصیرت و حکمت سے مقابلہ کیا۔ پہلے ادوار میں زوال شعبہ جاتی ہوتا تھا۔ آج کل زوال و انحطاط ہمہ گیر ہے جس کے لیے ہمہ گیر اصلاح و تجدید کی ضرورت ہے۔ لہذا آپ نے اپنے تجدیدی و اصلاحی کام کے لیے تحریک منہاج القرآن قائم کی۔ آپ اپنوں کی نادانیوں اور پرایوں کی مخالفتوں کی شدت کے باوجود دین کی مٹتی ہوئی اخلاقی و روحانی قدروں کو زندہ کر رہے ہیں۔ آپ دنیائے انسانیت میں محبت و مودّت، امن و سلامتی اور برداشت و رواداری کے علم بردار ہیں۔ آپ دنیا بھر میں اپنے متوسلین میں یہ جذبہ بیدار کر رہے ہیں:

پرونا ایک ہی تسبیح میں ان بکھرے دانوں کو
جو مشکل ہے تو اس مشکل کو آسان کر کے چھوڑوں گا

فکرِ رومی اور شیخ الاسلام

تحریک منہاج القرآن آج کے دور زوال و انحطاط میں احیاء اسلام اور غلبہ دینِ حق کی بحالی کے لیے اپنے قائد شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی مدبرانہ قیادت میں اپنی منزل کی جانب گامزن ہے۔ یہ تحریک مولانا روم کے فیضان سے مستفیض و مستنیر ہے۔ تحریک منہاج القرآن کے عناصرِ خمسہ میں تعلق باللہ ایک اہم عنصر ہے۔ اس تعلق کی بحالی کے لیے تصوف کے افکار کی ضرورت ہے۔ لہذا شیخ الاسلام نے 1980ء میں جب تحریک منہاج القرآن کی دعوت کا آغاز کیا تو اوائل دور ہی سے مسجد رحمانیہ شادمان کالونی لاہور میں جہاں درسِ قرآن کی سلسلہ وار نشستوں کا انعقاد ہوتا تھا، وہاں دروسِ تصوف کے سلسلہ کا بھی اجراء کر دیا تھا۔

https://www.minhaj.info/

شیخ الاسلام نے اپنے والد گرامی فرید ملت حضرت ڈاکٹر فریدالدین قادریؒ کی آغوشِ تربیت میں مولانا روم کی صحبت اور مثنوی کا فیض بھی پایا۔ شیخ الاسلام نے اپنی کئی مجالس میں اپنے والد گرامی کے آخری ایام کا ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ میرے والد گرامی پچھلی رات کو اٹھتے اور دیگر اوراد و وظائف کے ساتھ مثنوی معنوی بھی مخصوص لَے میں پڑھتے اور اشکبار ہو جاتے۔

حضرت فرید ملتؒ کو مثنوی معنوی سے بے پناہ محبت تھی۔ یہ محبت شیخ الاسلام کو ورثہ میں ملی۔ آپ تحریک منہاج القرآن کے رفقاء کی تربیت، شب بیداریوں، حلقہ ہائے ذکر اور بالخصوص اعتکاف کے اجتماعات میں مثنوی کے درس دیتے رہتے ہیں۔ راقم الحروف نے 1986ء میں جامعہ اسلامیہ منہاج القرآن ماڈل ٹاؤن لاہور میں داخلہ لیا۔ اس وقت سے لے کر 1994ء کے سال فراغت اور پھر اعتکاف کی کئی نشستوں میں دروسِ مثنوی سے اکتسابِ فیض کرنے کا موقع ملتا رہا۔ یوں تو اکثر و بیشتر اعتکاف کے دروس میں تربیت و سلوک میں مثنوی کا درس شامل ہوتا ہے لیکن 2018ء کے اعتکاف کے تمام دروس کا موضوع ”مثنوی معنوی“ ہی رہا۔ اس سال آپ کے دروسِ مثنوی کے موضوعات کچھ اس طرح تھے:

۱۔ تعارف مثنوی و صاحب مثنوی
۲۔ بیداری روح اور طلبِ عشقِ الٰہی
۳۔ انسانی زندگی پر عقل و عشق کے اثرات
۴۔ عشق خودی کی نفی اور وصلِ الٰہی کا ذریعہ ہے
۵۔ عاشقانِ الٰہی کے احوال
۶۔ قربِ الٰہی کا ذریعہ تزکیہ نفس اور تصفیہ باطن
۷۔ روحانی ترقی کے مراحل اور ادب کی اہمیت

شیخ الاسلام ان دروس میں سے ایک درس میں فرماتے ہیں کہ:

”بندہ جب عشق کے مقام پر پہنچتا ہے تو اپنی چاہت اور طلب کو قربان کر دیتا ہے۔ اس کیفیت میں وہ یہ چاہتا ہے کہ میں کچھ نہ چاہوں اور فقط وہ چاہوں جو میرا مولا، میرا محبوب حقیقی چاہے، میری چاہت اس کی چاہت میں ضم ہو جائے۔ نہ میں رہوں، نہ میری چاہت۔ جب یہ حدیں ٹوٹ جاتی ہیں تب عشق اپنے کمال کو پہنچتا ہے۔“

شیخ الاسلام ان دروسِ مثنوی میں یہ نکتہ تاکیداً بیان کرتے ہیں کہ ”عشق کا طریق ”خودی“ سے ”بے خود“ ہو جانا ہے اور ”میں“ کے ہوش سے بے ہوش ہو جانا ہے۔ ”میں“ علم سے مرتی ہے نہ زہد و ورع سے اور نہ خالی اعمال صالحہ سے۔ یہ اس وقت مرتی ہے جب من میں ”عشق“ کا بھانبھڑ مچتا ہے۔ اس لیے مولانا روم بار بار فرماتے ہیں کہ ”عشق“ نخوت و ناموس جیسی بیماریوں کا علاج ہے۔“

تحریک منہاج القرآن ”عشق“ کی قوت سے بندہ مومن کے قلب و باطن میں تعلق باللہ اور ربطِ رسالت کو مستحکم کرنا چاہتی ہے۔ تحریک منہاج القرآن کی فکر دراصل مولانا روم اور ڈاکٹر محمد اقبال کی فکر کا تسلسل ہے۔ شیخ الاسلام کے دور میں ملت اسلامیہ فرقہ پرستی، فکری غلامی، دین و دنیا میں ثنویت، اخلاقی زوال و انحطاط اور مایوسی و بے یقینی سے دوچار ہو چکی ہے۔ 1980ء اور 90ء کی دہائی میں جب تحریک منہاج القرآن دعوتی و تنظیمی مراحل کو تیزی سے عبور کرتی جا رہی تھی، شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کے اس وقت کے خطابات کو ملاحظہ کیا جائے تو آپ اپنے خطابات میں ”عشق“ کا کثرت اور شد و مد سے ذکر کرتے ہیں۔ آپ اپنی کتاب ”عشق رسول ﷺ وقت کی اہم ضرورت“ (ص:۶) میں اس کی وضاحت کرتے ہیں:

”عشق کی اصطلاح قدیم ہے یا جدید؟ ان مباحث میں الجھے بغیر سوال یہ ہے کہ عشق کے پس منظر میں جو تصور کارفرما ہے اور عشق جن کیفیات سے عبارت ہے، ان کا قرآن و سنت کی تعلیمات کے ساتھ کس حد تک تعلق ہے؟ اسلام کی تعلیمات پر سرسری نظر ڈالنے سے ہی یہ حقیقت آشکار ہو جاتی ہے کہ ان کی روح عشق سے لبریز ہے۔“

عشق کے مضمون اور کیفیات کی وضاحت کرتے ہوئے آپ مزید (ص:۱۱) لکھتے ہیں:

”جب محبت کی کیفیات زندگی کے ایک ایک لمحے کو یوں محیط ہو جائیں کہ انسان کی طبیعت غیرِ محبوب سے بے نیاز

https://www.minhaj.info/

ہو جائے۔۔۔ دل رضائے محبوب کے لیے سراپا انتظار رہے۔۔۔ آنکھیں ہر لمحہ مشتاقِ دیدار رہیں۔۔۔ زبان ہر گھڑی محوِ ذکر رہے۔۔۔ پہلو بستر سے جدا ہوں، راتوں کی نیند خیر باد کہہ دے۔۔۔ اور صبح و شام ایک ہی یاد غالب رہے۔۔۔ تو اس کیفیت کو ''عشق'' کے سوا اور کیا نام دیا جاسکتا ہے۔''

شیخ الاسلام اپنی ایک اور کتاب ''ایمان پر باطل کا سہ جہتی حملہ اور اس کا تدارک'' (ص:۱۰۸) میں حضور نبی اکرم ﷺ سے تعلقِ عشق کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''محبت جب ایک حد میں رہتی ہے تو اس درجہ میں عقل کا تھوڑا بہت دخل رہتا ہے مگر جب یہی محبت حدیں پھلانگ کر عشق کے قالب میں ڈھل جاتی ہے تو وہ عقل کو دھتکار کر بیک قلم اس سے بیگانہ ہو جاتی ہے اور اس کی مداخلت برداشت نہیں کرتی۔ یہ مقام عشق کا مقام ہے جہاں بقول اقبال:

بہتر ہے دل کے پاس رہے پاسبانِ عقل
لیکن کبھی کبھی اسے تنہا بھی چھوڑ دے

یہ منزل تب آتی ہے جب عشق اس درجہ کو پہنچ جائے تو پھر عقل فارغ ہو کر ایک گوشہ میں بیٹھ جاتی ہے۔''

شیخ الاسلام کے خطابات اور تحریریں امت مسلمہ کے عروقِ مردہ کو اسی عشقِ الٰہی اور عشقِ رسالتمآب ﷺ کی حرارت سے حیاتِ نو کی کیفیات سے بہرہ ور کر رہی ہیں۔ اسی ''عشق'' کے سبق کو مولانا روم اور پھر علامہ محمد اقبال نے اپنے کلام کے ذریعے عام کیا۔ شیخ الاسلام فرماتے ہیں کہ آج مغرب میں تاریخ اسلام کی چند نامور اعلیٰ شخصیات پر تحقیق ہو رہی ہے۔ ان میں حجۃ الاسلام امام محمد غزالی، الشیخ الاکبر محی الدین ابن العربی اور حضرت مولانا جلال الدین رومیؒ شامل ہیں۔

مغرب میں اسلام کی پیشکش اور فکرِ رومی و طاہر

عصرِ حاضر میں اسلام کی دعوت و پیشکش کے کیا تقاضے ہیں۔ اسے سمجھنے کے لیے مولانائے روم کی ''مثنوی معنوی'' کے دفتر پنجم کی ایک حکایت ملاحظہ فرمائیں اور پھر اس کے نتیجہ و پیغام کے طور پر قائد تحریک منہاج القرآن کے دعوتی اسلوب کو دیکھیں تو پتہ چلے گا کہ فکرِ رومی کے تسلسل و ارتقاء میں شیخ الاسلام کس انداز سے اسلام کا آفاقی پیغام عالمِ مغرب کے سامنے پیش فرما رہے ہیں:

مولانا روم نے دفتر پنجم میں ایک حکایت لکھی ہے کہ ایک مؤذن کی آواز انتہائی کریہہ و بھدی تھی۔ اسے اذان کا بہت شوق تھا رات بھر اپنی بھدی آوازی میں مناجات و ذکر کے ذریعے لوگوں کو جگاتا رہتا۔ عوام و خواص اس کی آواز سے عذاب میں تھے۔ انھوں نے چھٹکارا پانے کے لیے اس کے لیے چندہ جمع کیا اور ایک قافلہ کے ساتھ حج کے لیے بھیج دیا۔ راستہ میں ایک مقام پر قافلہ نے پڑاؤ کیا۔ اس نے قافلہ والوں کے منع کرنے کے باوجود اپنے شوق و جذبہ کے پیشِ نظر کفرستان میں اذان دے دی۔ جس پر ایک کافر کچھ تحائف لے کر آگیا۔ لوگوں کے تحفہ کی وجہ پوچھنے پر کافر نے جواب دیا کہ میری ایک خوبصورت بیٹی اسلام کی طرف مائل ہوگئی تھی۔ ہمارے سمجھانے پر باز نہ آئی، اس مؤذن کی آواز سن کر اسلام سے برگشتہ ہوگئی۔ آج آپ کے اس قافلہ والوں میں سے کسی نے آذان دی تو اس نے آذان کی آواز سننے پر پوچھا: میں نے ساری عمر مندر اور بت خانہ میں ایسی بھدی آواز کبھی نہیں سنی۔ یہ کیا ہے؟ اس لڑکی کی بہن نے اس سے کہا کہ یہ اذان کی آواز ہے، یہ مسلمانوں کی عبادت کا اعلان اور ان کا مذہبی شعار ہے۔ جب لڑکی کو یقین ہوگیا کہ واقعی یہ اسلام کی منادی ہے تو وہ اس مذہب سے برگشتہ ہوگئی۔ کافر شخص نے کہا کہ موذن کی آواز نے مجھے راحت پہنچائی ہے۔ اس لیے اس کے شکریہ اور احسان مندی کے طور پر یہ تحائف لایا ہوں۔

مولانا روم اس حکایت کے آخر میں نام نہاد داعیین و مبلغینِ اسلام کو جھنجھوڑتے ہوئے فرماتے ہیں:

ہست ایمانِ شما زرق و مجاز　　　راہزن ہمچوں کہ آں بانگ نماز

''تمھارا ایمان بھی مکر اور مجاز ہے۔ یہ اسی طرح کا ڈاکو ہے جس طرح کہ وہ اذان (یعنی تم اس مؤذن کی طرح انسانوں کو ایمان سے بھگانے والے ہو)۔''

https://www.minhaj.info/

مذکورہ حکایت کے ذریعے مولانا روم یہ سمجھانا چاہتے ہیں کہ اسلام کی تعلیمات اور ضابطے بے شک حسین ہیں لیکن ان کو پیش کرنے کے انداز (Presentation) میں بھی حسن اور دلکشی ہونی چاہیے۔ آواز اور اسلوب میں مٹھاس ہو تا کہ مخاطب اس دعوت کو قبول کرنے کی طرف راغب ہو۔ مسلمانوں کو اپنا طرزِ عمل بھی بہتر بنانا چاہیے۔ اسی لیے قرآن حکیم میں دین کی دعوت و تبلیغ کے متعلق ارشاد ہوا:

اُدۡعُ اِلٰى سَبِيۡلِ رَبِّكَ بِالۡحِكۡمَةِ وَالۡمَوۡعِظَةِ الۡحَسَنَةِ (النحل:۱۲۵)

" (اے رسولِ معظّم!) آپ اپنے رب کی راہ کی طرف حکمت اور عمدہ نصیحت کے ساتھ بلائیے۔"

آج کل کے مسلمانوں کا حال یہ ہے کہ وہ محض نام کے مسلمان ہیں۔ ان کی اخلاقی اور عملی حالت نہایت ابتر ہے۔ اگر کوئی غیر مسلم اسلام کی تعلیمات کا مطالعہ کرے اور پھر اسے مسلمانوں کی عملی زندگی پر انطباق کرے تو اس کے دل میں اسلام کی کوئی وقعت پیدا نہیں ہوگی۔ بعض دفعہ نو مسلم، مسلمانوں کا عمل دیکھ کر اسلام سے برگشتہ ہونے لگتے ہیں۔ جیسے اذان سے ایک لڑکی ایمان لاتے لاتے برگشتہ ہوگئی۔

ایک دفعہ یورپ میں شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری نے مسلم سوسائٹی کے ایک اجتماع میں خطاب کرتے ہوئے کہا کہ:

"مغربی معاشرہ میں اسلام کی دعوت و فروغ میں دو موانع ہیں:

۱۔ Miss understanding

۲۔ miss presentation

یعنی غیر مسلموں کو اسلام کے سمجھنے میں غلط فہمی ہوئی اور مسلمانوں نے اسلام کو پیش کرنے کے انداز اور طریقہ کار میں غلطی کی۔ اگر اسلام کو حقیقی تصورات کے ساتھ پیش کیا جائے تو اس کے وسیع اثرات مرتب ہوں گے۔"

مذکورہ حکایت میں جہاں تک اذان کا تعلق ہے یہ اللہ تعالیٰ کی کبریائی، شہادت توحید و رسالت اور صلاح و فلاح کی دعوت کا نام ہے لیکن کرخت اور بھدی آواز سے مراد اس دعوت کی پیشکش کا طریقہ ہے۔ پیشکش میں بھی حسن ہونا چاہیے اور دعوت میں مٹھاس، شیرینی اور دلکشی ہونی چاہیے۔ مسلمانوں کا عمل بھی دعوت ہونا چاہیے۔ اگر کوئی اسلام کو پریکٹیکل صورت میں دیکھنا چاہے تو مسلمان کا طرزِ عمل اس کا نمونہ ہونا چاہیے۔ مگر افسوس آج بقول اقبال، عالم یہ ہے:

وضع میں تم ہو نصاریٰ تو تمدن میں ہنود
یہ مسلماں ہیں جنہیں دیکھ کے شرمائیں یہود

شیخ الاسلام مدظلہ "لٹھ مار تبلیغ" کے مخالف ہیں۔ آپ کے طریقۂ دعوت و تبلیغ میں مٹھاس، دلکشی اور شیرینی ہے جس کی بدولت مشرق و مغرب میں نوجوانوں کی کثیر تعداد دولتِ ایمان و اسلام سے مالا مال ہو چکی ہے۔ آپ کے نزدیک دل "تصوف" سے بدلتے ہیں، "تشدد" سے نہیں۔ آپ نے عالم مغرب کے سامنے اسلام کا جو چہرہ پیش کیا وہ ہر طرح کے تشدد، انتہا پسندی اور دہشت گردی سے پاک ہے۔

آپ نے چند سال قبل لندن کے "ویمبلے ہال" میں مختلف مذاہب کے سرکردہ قائدین کو جمع کیا اور ان کے سامنے اسلام کے عالمگیر پیغام محبت اور انسان دوستی کو پیش کیا۔ یہ وہی انسان دوستی کا پیغام ہے جو مولانا روم نے ساتویں صدی ہجری میں دیا۔ مولانا روم ہی کیا ہر صوفی امن پسند اور انسان دوست ہوتا ہے۔ شیخ الاسلام اس وقت دنیا بھر میں تصوف اور انسان دوستی کے سب سے بڑے وکیل اور پیغامبر ہیں۔

ضرورت اس بات کی ہے کہ آج کے نفرت زدہ ماحول میں آپ کے افکارِ محبت کو عام کیا جائے۔ مجددِ عصر کو پہچانیں اور منہاج القرآن کی صورت میں آپ کی تجدیدی تحریک کے دست و بازو بن کر نفرت زدہ معاشرہ کو محبت و رحمت اور امن و آشتی کا گہوارہ بنا دیں:

شراب کہن پھر پلا ساقیا — وہی جام گردش میں لا ساقیا
تڑپنے پھڑکنے کی توفیق دے — دلِ مرتضیٰ سوزِ صدیق دے
جگر سے وہی تیر پھر پار کر — تمنا کو سینوں میں بیدار کر
جوانوں کو سوزِ جگر بخش دے — میرا عشق، میری نظر بخش دے

❀❀❀❀❀

https://www.minhaj.info/

LHR-9671
عمرہ گروپ
روانگی: پہلا قافلہ: 18 فروری 2023ء
دوسرا قافلہ: 19 مارچ 2023ء
ماہ رمضان شامل
تیسرا قافلہ: 7 اپریل 2023ء
اعتکاف رمضان
چوتھا قافلہ: 30 اپریل 2023ء
عید کے بعد
پاکستان میں انمول عمرہ
21 دن
8 دن مکہ شریف
8 مدینہ شریف
4 دن مکہ شریف
30 سالہ تجربہ کار گائیڈ حاجی محمد علی ہمراہ ہوں گے
سہولیات
سعودی ایئرلائن
السعودية
SAUDIA
ڈائریکٹ فلائیٹ (اسلام آباد سے جدہ) سعودی ایئرلائن
پیکج میں 6 عمرے شامل ہوں گے
جدہ سے مکہ
مکہ سے مدینہ
مدینہ سے مکہ
مکہ سے جدہ
ٹرانسپورٹ شامل
پاکستان کا عمرہ
مسجد جعرانہ کا عمرہ
حدیبیہ کا عمرہ
مسجد عائشہ کا عمرہ
طائف کا عمرہ
مدینہ شریف سے عمرہ
مکہ ہوٹل 4 سٹار حرم سے پیدل 10 منٹ کی مسافت
مدینہ ہوٹل 3 سٹار مرکزیہ مسجد نبوی سے پیدل 4 منٹ کی مسافت
زیارات
مکہ کی تمام زیارات
مکہ میوزیم
طائف کی زیارات
مدینہ شریف کی تمام زیارات
وادی جن
زیارات
بڑی زیارات
مقام بدر
بئر الروحا کنواں
بیر شفاء
ملائکہ والا ٹیلا
قبرستان شہداء بدر
جنگ بدر کا مقام
مسجد العریش
انشاء اللہ ہر ماہ قافلہ عمرہ شریف کیلئے روانہ ہوگا
آفس: الحاج محمد علی عمرہ گروپ ہمراہ وزیر مارٹ پنڈی گھیب 0300-9765796
muhammadaliumrahgroup
@gmail.com
سعودیہ نمبر 00966591393596
www.facebook.com
محمد علی/

نابغۂ عصر کی شخصیت اور فکری اثرات

ڈاکٹر طاہر القادری کے داعیانہ کردار میں مربیانہ صفات کا رنگ غالب ہے

قیادت اور کردار سازی کے لئے شیخ الاسلام نے عظیم تعلیمی ادارے قائم کئے

ڈاکٹر نعیم انور نعمانی

1984ء کا زمانہ ہے، اقبال کے اشعار نے تلاشِ رہبر کا ذوق خوب کمال پر پہنچا دیا۔ والد صاحب (مرحوم) اولیائی صفات کے حامل تھے۔ اپنی کسبانہ اور کشفانہ نگاہ سے میرے ذوق کی تکمیل کے لیے چند ناموں کا انتخاب کیا اور مجھ سے ان کی صفاتِ قائدانہ کا ذکر کیا مگر اُن کے نقطہ تلاش کا آخری شاہکار نابغۂ عصر شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری تھے جنھوں نے 80ء کی دہائی میں PTV کے پروگرام فہم القرآن کے ذریعے ساری دنیا کے لوگوں کو اپنا مسحور کرلیا تھا۔ والد صاحب (مرحوم) پاکستان ریلوے لاہور میں اعلیٰ ایگزیکٹو ذمہ داری ادا کررہے تھے۔ انھوں نے مجھے منہاج القرآن کے سپرد کرنے سے قبل اس نابغۂ عصر کو قربت و حضوری کی مجلس میں بہت سنا، دیکھا اور پرکھا اور پھر مجھ خام مال کو تراشنے اور قابلِ حیثیت و قابلِ شناخت بنانے کے لیے، میرا ہاتھ ان کے ہاتھ میں دے دیا۔ پھر مجھے اُن کے سپرد ایسے کردیا کہ نہ صرف میری تعلیم و تربیت اُن کے سپرد کی بلکہ میری زندگی کے عملی معاملات بھی اُن کے سپرد کردیے اور میری زندگی کی تنہائی کو اجتماعیت کا رنگ دینے کا آخری فیصلہ بھی انھوں نے کیا۔ میں نے نابغۂ عصر شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کو سب سے پہلے سننا شروع کیا، پھر ان سے پڑھنا شروع کیا، پھر ان کو پڑھنا شروع کیا اور جب میں انھیں بہت زیادہ سن اور پڑھ چکا تو پھر میں نے ان کے بارے میں بولنا اور لکھنا شروع کردیا۔ میں نے انھیں کیسے کیسے دیکھا اور پایا ہے؟ بس جیسے جیسے دیکھا ہے، اس کا کسی حد تک ذکر کیے دیتا ہوں:

ا۔ معلمانہ حیثیت

مشاہدے، تجربے اور حصولِ علم کے بعد میں اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ عالمِ اسباب کی اس دنیا میں انسان کی شخصیت کی تعمیر کرنے والے سب سے پہلے معمار اس کے "بیت" (گھر) اور درسگاہ ہیں۔ انسان جو کچھ سیکھتا ہے، سب سے پہلے اپنے والدین سے سیکھتا ہے اور پھر اس کے اساتذہ اس میں چھپی صلاحیتوں کے مطابق اس کی تعمیر کردیتے ہیں۔ تعلیم کا زمانہ انسان کی تعمیر کا زمانہ ہے، اس کا معمار اوّل والدین ہیں اور پھر معلمین ہیں۔ ہر انسان زمانے میں جتنی بلندیوں پر پہنچتا ہے، اس کے پیچھے یہی مضبوط جڑیں ہوتی ہیں۔ جس قدر والدین عظیم، اسی قدر اولاد عظیم اور جس قدر معلم عظیم، اسی قدر طالب علم عظیم ہوتا ہے۔ یہ عظمت کا سفر عظمت والوں کی سنگت اور صحبت سے ہی میسر آتا ہے۔ ہر انسان کا ہر قول اور ہر فعل اپنا ایک اثر رکھتا ہے۔ انسان کی تعمیر اچھے اقوال اور بہترین و عمدہ افعال کو دیکھنے، سیکھنے اور کرنے سے ہوتی ہے۔ جس نے جتنا اچھا قول سنا ہوتا ہے، وہ اتنا ہی اچھا بولتا ہے اور جیسا عمدہ فعل اس نے مشاہدہ کیا ہوتا ہے پھر ویسا ہی بے مثل فعل معاشرے کے سامنے وہ پیش بھی کردیتا ہے۔

نابغۂ عصر شیخ الاسلام سے تعلیم و تربیت کے زمانے میں راقم نے ان کی شخصیت کی طرف اپنی توجہات کو اس قدر مرتکز کیا کہ ان کے ہر قول کو اچھی طرح سنا، بہت عمدگی سے جانا، ان

سے بے انتہا سیکھا، ان کے ہر فعل کو خوب دیکھا، اچھی طرح سمجھا اور اس کی حکمت کو معلوم کیا۔ بالآخر ان کے قول اور فعل کے یہی انداز مجھے ان کا گرویدہ بناتے رہے اور میں ان سے علمی و فکری توانائی وجذبہ حاصل کرتا رہا۔ ان کے قول کو سننا اور اُن کے عمل کو دیکھنا، میرا محبوب مشغلہ بن گیا۔ ان کے قول کو اس قدر میں نے سنا کہ میرے نوٹس کے رجسٹر ان کے اقوال کی لکھائی سے بھرے پڑے ہوتے تھے، جن سے میں آج بھی استفادہ کرتا ہوں۔ میں نے اُن کے افعال کو اس قدر دیکھا کہ میں اُن افعال کو اپنی زندگی کا حصہ بناتا چلا گیا۔ جیسے وہ کرتے تھے، میں بھی اسی طرح کرتا جاتا تھا۔۔۔ جس انداز، اسلوب اور طریقے سے وہ کام کرتے تھے، میں بھی کام کو اسی طرح کرنے کو اپنی عادت بنانے لگا تھا۔ الغرض اُن کی شخصیت کا ہر رنگ میں اپنی زندگی کے ہر قول اور فعل میں اپنانے لگا تھا۔

میں نے اُن کو معلم کی حیثیت سے باکمال پایا۔ وہ معلمانہ حیثیت میں ایک بحرِ بیکراں محسوس ہوتے ہیں۔ جس موضوع پر بولتے ہیں، لاجواب بولتے ہیں۔ فقط ایک دلیل ہی دل کو فتح کر لیتی ہے مگر وہ تو دلائل کے انبار لگادیتے ہیں۔ جوں جوں اُن کے دلائل کا انبار بڑھتا ہے توں توں تسکینِ قلب اُن کے لیے محبت و چاہت کے انمٹ نقوش قائم کر دیتی ہے۔

مجھے یاد ہے کہ جب نابغۂ عصر شیخ الاسلام نے 1987ء میں رسول اللہ ﷺ کے شمائل، خصائل اور فضائل پر علم سیرت کی انتہائی مستند کتاب ”الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ ﷺ“ کے دروس کا آغاز کیا تو یوں لگتا کہ مصنف کتاب قاضی عیاض مالکیؒ کی روح ہمیں یہ کتاب خود پڑھا رہی ہے۔ ان دروس کے دوران لطیف علمی و عشقی نکات سے نہ صرف ہم متعجب ہوتے بلکہ ہمارے اساتذہ بھی حیرت زدہ ہو جاتے۔ آپ سیرت الرسول ﷺ کے وہ نکات بیان کرتے کہ ہماری عقل دنگ رہ جاتی کہ معانی و معارف اور اسرار و حکمت کے یہ راز کہاں سے آرہے ہیں۔

ان کے پڑھانے کے اسلوب و انداز سے کبھی ہمیں یوں احساس ہوتا کہ اس ”کتاب الشفاء“ کی شرح ”نسیم الریاض“ کو چار جلدوں میں لکھنے والے شارح علامہ احمد شہاب الدین خفاجیؒ (متوفی ۱۰۶۹ھ) ہمیں درس الشفا دے رہے ہیں۔۔۔ کبھی ان کی علمی ثقاہت اور مضبوط طرزِ استدلال سے یوں محسوس ہوتا کہ اس کتاب الشفاء کے شارح ملا علی القاریؒ کی روح ہمارے سامنے بول رہی ہے۔۔۔ جب وہ اس کتاب کی احادیث پر علمی و فنی ابحاث کا تجزیہ کرتے تو ہمیں وہ امام جلال الدین سیوطیؒ کے روپ میں نظر آتے جن کی کتاب نے ”مناہل الصفا“ کے نام سے شہرت پائی ہے۔

طوالت کا خوف اس نابغۂ عصر کے دراسات القرآن، دراسات الحدیث، دراسات الفقہ والتصوف اور قرآنی فلسفہ انقلاب کے دروس کے احوال چھوڑنے پر مجبور کر رہا ہے ورنہ اِن علمی مجالس کے احوال کے ذکر کے لیے ایک عمر درکار ہے۔

۲۔ مربیانہ صفات

نابغۂ عصر شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی شخصیت کے فیض کا اصل مصدر اور اصل منبع ذاتِ رسول اللہ ﷺ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کی شخصیت میں ویزکیھم کا چشمہ صافی ومزکی بھی جاری ہے۔ اگر تشنگانِ علم طلبِ صادق رکھتے ہوں اور معرفت کے کچھ راز جاننے کے سچے طالب بھی ہوں اور کامل سوالی بھی ہوں تو ایسے لوگوں کو کیسے محروم رکھا جاسکتا ہے۔ نابغۂ عصر اپنی مربیانہ صفات کے ذریعے طلبہ کو راہِ سلوک کا سچا طالب و سالک بناتے ہیں۔ اُن کے روح و قلب کا تزکیہ کرتے تھے۔۔۔ اُن کے اخلاق و اعمال اور ذات و شخصیت کا جامع تصفیہ کرتے تھے۔۔۔ منزلِ حق کے لیے سب سے پہلے آداب بجالانے کی طرف متوجہ کرتے تھے۔۔۔ ہر وقت باوضو رہنے کی نصیحت کرتے تھے۔۔۔ زبان کو ہمیشہ ذاکر رکھنے کی تلقین کرتے تھے۔۔۔ دل کو ہر لحہ یاد الٰہی میں مسحور کرنے کی تعلیم دیتے تھے۔۔۔ شہواتِ نفسانی اور شہواتِ شیطانی کے زور کو توڑنے کے لیے ایام بیض کے روزوں کے ذریعے مجاہدہ کے عمل سے گزارتے تھے۔ اس لیے کہ یہی شہوات انسان کو رشکِ ملائک نہیں بننے دیتیں۔ اس وقت بھی اور آج بھی ایام بیض کے روزے کالج آف شریعہ اور منہاج کالج فار ویمن کے طلبہ وطالبات کے لیے لازمی ہیں۔

نابغۂ عصر نے اپنے تعلیمی اور تحریکی ہر دو طرح کے طلبہ و طالبات کے اخلاق کو سنوارنے کی خصوصی تربیت دی ہے اور رسول اللہ ﷺ کے اخلاقِ کریمانہ ان پر آفتاب کی مانند روزِ روشن کی طرح عیاں کیے ہیں۔ آپ نے اپنی ذات کو سیرت مصطفوی کے سانچے میں ڈھال کر اپنے زیرِ تربیت افراد کے سامنے بطور نمونہ پیش کیا ہے۔۔۔ زبانوں کی تلخی اور ترشی کو نرمی اور خوش گفتاری میں بدلنے کی ترغیب اور عملی تشویق دی ہے۔۔۔ عمل کو اخلاص کے قالب میں ڈھالنے کی تعلیم دی ہے۔۔۔ ائمہ و صلحاء کے اخلاق و کردار کا نقشہ ہر کسی کو دکھایا ہے۔۔۔ شب بیداریوں کے ذریعے تعلق باللہ، وابستگی رسالت، غمخواری دین اور بلندی اسلام کی تربیت دی ہے۔

نابغۂ عصر نے اپنی مربیانہ صفات سے اپنے سے متعلق ہر شخص کو انسانی صفات کا ایک مرقع اور رسول اللہ ﷺ کی سیرت کا ایک پیکرِ مجسم بننے کا درسِ حیات دیا ہے۔ اُن کی تربیت ہی انسانی نفوس میں ایک بہت بڑی تبدیلی اور انقلاب لے کر آئی ہے۔ یوں وہ اپنے سے جڑنے والے افراد میں انقلابِ ذات لائے ہیں جبکہ مصطفوی معاشرے کی تشکیل کے لیے اُن کی جدوجہد آج بھی جاری ہے۔ یہ جدوجہد اور عملی کاوش مختلف ظروف و احوال کے مطابق مختلف النوع اور متفرق اسماء کے ساتھ اپنا ایک عنوان اور ٹائٹل رکھتی رہی ہے۔ ان کی قومی و انقلابی جدوجہد کے باب میں کم فہم شخص کو مغالطہ ہوتا رہا ہے جبکہ صائب الفہم شخص کو کبھی کوئی دشواری نہیں ہوئی ہے۔ تربیت کے حوالے سے اُن کا بڑا واضح نقطۂ نظر ہے کہ تربیت فرد اور معاشرے کو آہستہ آہستہ عروج و کمال کی طرف لے جاتی ہے۔

۳۔ داعیانہ کردار

نابغۂ عصر کی شخصیت کا تیسرا پہلو جس کو راقم مسلسل دیکھتا رہا ہے وہ داعیانہ اور مبلغانہ پہلو ہے۔ داعی و مبلغ کی شخصیت اپنے اندر دو پہلو رکھتی ہے: ایک روپ اس کا لینے والا ہوتا ہے اور دوسرا روپ اس کا دینے والا ہوتا ہے شیخ الاسلام نے دعوت و تبلیغِ دین کا پہلو لیا بھی باکمال ہے اور آگے لوگوں کو دیا بھی بے مثال ہے۔ انھوں نے اپنے اس کردار کو مستقل مزاجی اور مسلسل تندہی کے ساتھ ہر زمانے میں جاری رکھا ہے۔ اس کردار کا ایک پہلو دعوت بالتقریر ہے، اس کا نقطہ عروج آپ کی عملی زندگی میں ابتداء ہی سے شروع ہو گیا تھا۔ جس کی مثال پاکستان ٹیلی ویژن کا مقبول ترین پروگرام فہم القرآن تھا۔ فہم القرآن کے پروگرام نے آپ کو قوم کے سامنے متعارف کرا دیا۔ آپ کے علمی و فکری قد کاٹھ کو قوم کے سامنے رکھ دیا، قوم نے فہمِ دین اسلام اور فہمِ قرآن میں نابغۂ عصر کو بے مثال پایا تو انھیں قومی بلندی اور شہرت کی مقبولیت کی اعلیٰ ترین منزل اور منصب پر فائز کر دیا۔ ساری قوم ان کے آواز کی اسیر ہو گئی، اس لیے کہ اس آواز میں علم کی ثقاہت، تحقیق کی صلابت اور دینِ اسلام کی اصل دعوت کی حقیقت تھی۔ قوم نے اپنی دینی حاجت کا ادراک کر لیا، ان کو اپنا مسیحا جانا اور نابغۂ عصر کا لقب دیا۔ آج یہ مبلغانہ اور داعیانہ آواز دنیا بھر میں ہزاروں خطابات و لیکچرز کی صورت میں سنی جا رہی ہے۔ دعوت بالتقریر کے اس شعبے کو اپنے کمال پر پہنچانے کے بعد انھوں نے دعوت بالتحریر کی طرف توجہ کی۔

۴۔ تصنیفی و تحریری کردار

نابغۂ عصر کی شخصیت کا وہ پہلو جو انھیں دوسری شخصیات سے ممتاز اور منفرد کرتا ہے کہ وہ ان کا اپنے زمانے کا بے مثال و بے نظیر مقرر ہونے کے ساتھ ساتھ عدیم النظیر محرر و ادیب ہونا بھی ہے۔ تقریر کی طرح آپ کی تحریر بھی انتہائی موثر اور جاذبِ نظر اور دلکش ہے، جو اس کو پڑھتا ہے وہ پڑھتا ہی چلا جاتا ہے۔ اس تحریر کی چاشنی، اس کا منطقی ربط اور اس کی علمی پختگی اپنے قاری کو خوب قائل کر لیتی ہے۔ ان کی سیکڑوں کتابوں کا تحریری اسلوب اپنی دلیل آپ ہے۔ آپ نے ہر موضوع پر لکھا ہے اور جو لکھا ہے، خوب لکھا ہے۔ نابغہ عصر کا نام اور ان کی تحریر لکھنے والوں کے لیے بذاتِ خود ایک مستند حوالہ بن چکی ہے۔ ان کا اپنا اسلوب یہ ہے کہ کبھی کوئی بات حوالے کے بغیر نہ بولتے ہیں اور نہ لکھتے ہیں۔ اُن کے اسی اسلوب نے پورے زمانے میں نہ صرف ان کی یہ ثقہ پہچان کرائی ہے بلکہ سارے زمانے سے اپنے آپ کو منوا بھی لیا ہے۔

ہم نے اُن کو ہمیشہ مصروفِ تقریر و تحریر دیکھا ہے اور غور و فکر میں مستغرق پایا ہے اور کبھی فراغت نہیں دیکھی۔ زندگی

https://www.minhaj.info/

کے کسی محاذ پر بھی ان سے بولنے اور لکھنے کا عمل ترک نہیں ہوا۔ انھوں نے اپنے آفس اور گھر میں بھی لکھا ہے اور اپنے سفر کے دوران بھی لکھا ہے۔۔۔ جلسوں میں جاتے ہوئے اور دھرنوں میں بیٹھ کر بھی لکھا ہے۔۔۔ ان کا قلم ان کی مصروفیات کا بہت زیادہ وقت لے لیتا ہے اور اتنی سرعت سے لکھتا ہے کہ مسودات کے انبار کے انبار لگتے جا رہے ہیں۔ جن میں سے کچھ فوری طباعت کے عمل سے گزر رہے ہیں اور کچھ منتظرِ طباعت ہیں۔ ان کی تحریروں کو ادیبوں نے بھی مانا ہے اور خطیبوں نے بھی ان کی تحریر کو اپنی تقریر بنایا ہے اور اپنی کتابوں کا اور اپنی تقریروں کا حوالہ بنایا ہے۔ اس نابغۂ عصر نے اسلامی تعلیمات کے جملہ موضوعات؛ تفسیر، حدیث، فقہ، قانون، سیاست، معیشت، اخلاق، اصلاحِ اعمال، تعمیرِ شخصیت، قیادت سازی، فروغِ امن، انسدادِ دہشت گردی، الغرض ہر اُس پہلو پر لکھا ہے جس کی زمانے کو اسلام کی تعلیمات کی عملیت اور اسلام کے آفاقی دین ہونے کے حوالے سے ضرورت تھی۔ اس لیے کہ نابغۂ عصر کی پہچان ہی یہ ہوتی ہے کہ اس کی ذات اور خدمات معاشرے کے ہر فرد اور طبقہ کے لیے ایک مستند حوالہ ہوتی ہے۔

۵۔ قیادت سازی

نابغۂ عصر شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری نے امتِ مسلمہ کو عصرِ حاضر میں دینِ اسلام کی تجدید و احیاء، اصلاحِ احوال اور تعلیماتِ اسلام کی ترویج و اشاعت کا ایک مشن دیا ہے اور اس مشن پر اپنی زندگی کو دوسروں کے لیے قابلِ عمل مثال بنایا ہے۔ اس مشن کے دوام و تسلسل کے لیے ہر علاقے میں قابل افراد کی شدید ضرورت تھی۔ اس ضرورت کو انھوں نے رسمی اور غیر رسمی طریق سے پورا کیا ہے۔ رسمی طریق کے مطابق انھوں نے سب سے پہلے 1982ء میں جامعہ اسلامیہ منہاج القرآن کو قائم کیا ہے اور اس میں سات سالہ نصابِ تعلیم کے ذریعے اس مشن کو سنبھالنے والے علمی و فنی افراد تیار کیے ہیں۔ ان افراد کی تیار شدہ پہلی کھیپ 1992ء میں میسر آئی ہے۔ اب تسلسل کے ساتھ ہر سال تحریک کے عظیم مشن کے لیے افراد میسر آرہے ہیں۔ اسی رسمی طریق کے تحت 1993ء میں عوامی تعلیمی مراکز کا قیام عمل میں آیا جن کے تحت ہر علاقے میں بڑی تعداد میں یہ مراکز قائم کیے گئے۔ پھر ان ہی مراکز کو منہاج پرائمری، مڈل، ہائیر سکینڈری اور کالجز میں تبدیل کر دیا گیا۔ پھر اسی طریق کو اپنے کمال کی طرف بڑھاتے ہوئے 2005ء میں منہاج یونیورسٹی لاہور کی شکل میں ڈھال دیا گیا۔

غیر رسمی طور پر اس نابغہ عصر نے لاکھوں افراد کو اپنے مشن کا کارکن اور عہدیدار بنایا ہے۔ اُن کو اپنے مشن کی رفاقت دے کر اپنی مصاحبت و قربت سے نوازا ہے اور اُن کو اپنی فکر کا امین بنا کر معاشرے میں ایک امن پرور، محبت آمیز اور اتحاد و اخوت سے لبریز کردار کا حامل بنایا ہے۔

اپنے اس عظیم مشن سے وابستگی کے دروازے انہوں نے تمام افرادِ معاشرہ پر اُن کی نفسیات اور طبیعت کے مطابق کھولے ہیں۔ انھوں نے معاشرے کے نوجوانوں کو منہاج القرآن یوتھ لیگ۔۔۔ طلبہ و طالبات کو مصطفوی سٹوڈنٹس موومنٹ۔۔۔ خواتین کو منہاج القرآن ویمن لیگ۔۔۔ عام افرادِ معاشرہ کو تحریک منہاج القرآن۔۔۔ سیاسی ذہن کے حامل افراد کو PAT۔۔۔ عالمانہ وضع و شان رکھنے والوں کو علماء کونسل۔۔۔ اور قانونی شناخت رکھنے والوں کو PALM جیسے خوبصورت عنوانوں میں جڑ کر اپنے مشنری وجود کا حصہ بنایا ہے۔ ان میں سے ہر ہر شعبے کے افراد کو ایک امتیازی اور مثالی کردار کے لیے تیار کیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کے تربیت یافتہ افراد اس عظیم نابغۂ عصر کا نام لیے بغیر بھی اپنے کردار سے اُن کے نام سے منسوب کیے جاتے ہیں۔ ایک بے مثل رہبر و راہنما کے تیار کردہ افراد یوں ہی معاشرے میں اپنی پہچان مستحکم کرتے ہیں۔

گویا یہ نابغۂ عصر اپنے عظیم مشن کے لیے براہ راست تربیت یافتہ اور بالواسطہ تربیت یافتہ اپنے تلامذہ تیار کر رہے ہیں جو آج ہر جگہ اپنے کردار کی خوشبو کی وجہ سے ان کے نام سے ہی پہچانے جاتے ہیں۔

۶۔ مفکرانہ و قائدانہ کردار

کسی قوم کی ترقی کا انحصار اس کی فکر پر منحصر ہے۔ فکر؛ عمل کی ترجمان اور عمل کی روح ہوتی ہے۔ فکری پختگی قوم کو عروج دیتی ہے اور فکری اضمحلال قوم کو تباہ کرتا ہے۔ نابغۂ عصر شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری نے قوم کی بھرپور فکری راہنمائی بھی کی ہے۔ قوم

https://www.minhaj.info/

کے احوالِ حیات کو سنوارنے کے لیے آپ نے سب سے پہلے قوم کی مذہبی راہنمائی کی۔ فہم القرآن، خطباتِ جمعہ کے ہفتہ وار پروگرامز، شب بیداری کی روحانی مجالس، چاروں صوبوں کے ہیڈ کوارٹر پر ماہانہ دروس قرآن، قومی اور بین الاقوامی سطح پر مختلف سیمینارز، پروگرامز، کانفرنسز اور قومی اور بین الاقوامی فورمز پر ان کے لیکچرز نے قوم وامت کی صحیح سمت میں راہنمائی کی ہے۔

دوسری طرف قوم کی سیاسی فکر میں بلوغت پیدا کرنے کے لیے آپ نے قرآنی فلسفہ انقلاب کے ذریعے اپنے لیکچرز کا آغاز کیا اور اپنے انقلابی خیالات کو معاشرے میں ایک حقیقت بنانے کے لیے اُن کی عملی تشکیل بھی کی ہے۔ آپ نے سیاسی افق پر بڑے جاندار اور شاندار اسلوب میں ساری قوم کو آئین پاکستان پڑھایا ہے۔ سب کو اُن کے بنیادی حقوق کا شعور دیا ہے اور قوم کو یہ سمجھایا اور شعور دیا ہے کہ ان کے حقوق کا استحصال موجودہ ظالمانہ نظام کر رہا ہے اور پھر اس کے ساتھ ساتھ وہ افراد اس قوم کے دشمن ہیں جو اس ظالمانہ نظام کو تحفظ دیئے ہوئے ہیں۔

آپ نے ہر شخص کو اپنے حقوق کی بازیابی کے لیے اس ظالمانہ نظام کے خلاف برسرِ پیکار ہونے کا بے پناہ ولولہ اور بے حساب جذبہ دیا ہے۔ آپ نے پوری قوم پر اس حقیقت کو عیاں کر دیا ہے کہ پاکستان کی پستی اور تنزلی کا سب سے بڑا ذمہ دار اور سب سے بڑا مجرم یہ سیاسی اور معاشی ظالمانہ نظام ہے۔ یہ سومنات کے مندر کی طرح ہے، اس کو پاش پاش کرنا وقت کا جہادِ اعظم ہے۔ یہ نظام اُن کافروں کے بتوں کی طرح ہے جو دنیا کے سب سے پہلے مرکز توحید میں 360 کی تعداد میں موجود تھے۔

نابغۂ عصر شیخ الاسلام نے اپنی انقلابی فکر اور مفکرانہ کردار کے ذریعے واضح کر دیا ہے کہ حقیقت میں پاکستان میں رائج فرسودہ سیاسی و انتخابی نظام اسے دنیا میں معاشی اور سیاسی غلام اور دوسروں کا ہمیں دست نگر بنا چکا ہے۔ اس نظام کی موجودگی میں قوم کی ترقی معکوس جاری ہے اور ہمارا ہر آنے والا دن بدتر ہے۔۔۔ ہماری معیشت آئی ایم ایف کی کنیز ہے۔۔۔ ہماری سیاست عالمی طاقتوں کا کھلواڑ ہے۔۔۔ ہماری غیرت دوست نما دشمنوں کے پاس گروی ہے۔۔۔ ہماری اخلاقیات مسلسل روبہ زوال ہیں۔۔۔ ہم نہ اپنی مرضی سے سوچ سکتے ہیں اور نہ اپنی مرضی سے کوئی کام کر سکتے ہیں۔۔۔ ہم ملک کے مفاد میں دوسرے ملکوں سے آزادانہ معاہدے نہیں کر سکتے ہیں۔۔۔ ہم اپنے ہمسایوں سے سستا تیل اور گیس اور اجناس تک نہیں لے سکتے۔۔۔ ہم کہنے کو آزاد ہیں مگر تاریخ کے بدترین غلام ہیں۔

اس نابغۂ عصر نے قوم کو اس ظالمانہ نظام کے ان بھیانک پہلوؤں سے آگاہ کیا ہے مگر یہ قوم خوابِ غفلت کی لمبی نیند میں سوئی ہوئی ہے۔۔۔ یہ بیداری کے ہر لہر کو نظر انداز کر رہی ہے۔۔۔ یہ قوم اپنے موج میلے میں خوش ہے۔۔۔ اپنے آج پر ہر روز کڑھتی ہے اور آنے والے کل کے بارے میں فکر مند ہر گز نہیں ہے اور نہ ہی ماضی سے کچھ سیکھتی ہے۔۔۔ جو فرد اس کے لیے بھیڑیا ہے، وہی اس کا رکھوالا ہے۔۔۔ جو اس کا شکاری ہے وہی اس کا محافظ ہے۔۔۔ جس نے اس کو لوٹا ہے وہی اس کا پاسباں ہے۔۔۔ یہ جس کو اپنا راہنما سمجھتی ہے وہی اس کا رہزن ہے۔۔۔ جس کو خزانے کا نگران بناتی ہے، وہی خزانے کو لوٹ لیتا ہے۔۔۔ یہاں چور کی عزت محفوظ ہے صاحبِ کردار کی عزت غیر محفوظ ہے۔۔۔ یہاں ڈاکو راج کرتے ہیں اور ملک کے ڈاکٹرز دھکے کھاتے ہیں۔۔۔ یہاں قابلیت کے حامل نااھل کے ماتحت ہیں۔۔۔ اس ظالمانہ نظام میں انصاف ہوتا نہیں ہے بلکہ انصاف بکتا ہے۔۔۔ خون پر عدل نہیں ملتا ہے بلکہ مزید خون بہتا ہے۔۔۔ یہاں نوجوان مایوس اور عورتیں بنیادی حقوق سے محروم ہیں۔۔۔ قدرت کی طرف سے قدرتی ماحول اور معدنیات کے ذخائر سے لبریز ہونے کے باوجود توانائی کا بحران ہے۔ الغرض یہاں مسائل در مسائل نے پاکستان کو مسائلستان بنا دیا ہے۔ آج قومی افق پر اہل قیادت کو کوئی آگے نہیں آنے دیتا ہے۔ اس لیے کہ ظالمانہ نظام نااہل کی مسلسل حفاظت کرتا ہے اور اہل کو کنارے کرتا ہے۔

نابغۂ عصر شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کے ہزاروں فکری لیکچرز قوم کو آج بھی جگا رہے ہیں۔ قوم وقتی اثر لیتی ہے مگر پھر خوابِ غفلت کا شکار ہو جاتی ہے۔ آپ کی انقلابی فکر کی حامل کتاب، قرآنی فلسفہ انقلاب کا ایک ایک حرف قوم کو مسلسل جگا رہا ہے اور اسی موضوع پر آپ کے لیکچرز قوم کو مستقل بیدار کر رہے ہیں کہ ہمیں

پاکستان میں رائج ظالمانہ نظام کو جڑ سے اکھاڑنا ہے تبھی پاکستان دنیا کے نقشے پر عزت و عظمت کا مقام حاصل کر سکتا ہے۔

نابغۂ عصر نے پوری قوم کو یہ سوچ دی ہے کہ ہر شخص قوم کے لیے اور پاکستان کے لیے اٹھے اور اپنا تعمیری کردار ادا کرے۔ ہر ایک پاکستان کی ترقی اور خوشحالی کے لیے اور اس ظالمانہ نظام کو ختم کرنے کے لیے یہ حلف دے:

خونِ دل دے کے نکھاریں گے رخِ برگِ گلاب
ہم نے گلشن کے تحفظ کی قسم کھائی ہے

نابغۂ عصر شیخ الاسلام کا مقصد اور منزل یہ ہے کہ پاکستانی قوم ساری دنیا کے مسلمانوں کی راہنمائی اور رہبری کرنے والی قوم ہو۔ وہ پاکستان کو ان مقاصد کی تکمیل کی طرف آگے بڑھتا ہوا دیکھنا چاہتے ہیں جس کے لیے یہ معرضِ وجود میں آیا تھا۔ آپ اس ارضِ پاک پر فصلِ گل کی ہمیشہ بہار دیکھنا چاہتے ہیں۔۔۔ آپ یہاں کے ہر پھول کو کھِلتا ہوا دیکھنا چاہتے ہیں۔۔۔ آپ اس سرزمین کو ہر ہر شعبے میں ترقی یافتہ اور خوشحال دیکھنے کے خواہاں ہیں۔۔۔ آپ یہاں بسنے والوں کو پُرسکون، خوش و خرم اور اپنی زندگی اور اپنی ہستی پر فخر کرنے والا دیکھنا چاہتے ہیں۔

احمد ندیم قاسمی کی زبان میں نابغۂ عصر شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی شخصیت اس ارض وطن اور یہاں کے باسیوں کے لیے یہ احساسات اور جذبات رکھتی ہے:

خدا کرے کہ مری ارض پاک پر اترے
وہ فصل گل جسے اندیشۂ زوال نہ ہو
یہاں جو پھول کھلے وہ کھلا رہے برسوں
یہاں خزاں کو گزرنے کی بھی مجال نہ ہو
یہاں جو سبزہ اُگے وہ ہمیشہ سبز رہے
اور ایسا سبز کہ جس کی کوئی مثال نہ ہو
خدا کرے کہ مرے اک بھی ہم وطن کے لیے
حیات جرم نہ ہو زندگی وبال نہ ہو

❀❀❀❀❀❀

ایک روشن اُفق کا دہانہ ہوا، طاہر القادری

اپنے افکار میں تو یگانہ ہوا، طاہرالقادری
معترف تیرا سارا زمانہ ہوا، طاہرالقادری

تیرا کردار جینے کا معیار ہے، سب یہ کہنے لگے
منفرد تیرا سب سے فسانہ ہوا، طاہرالقادری

ہے خدا کا کرم، تو نے دیکھا جدھر، نور پھیلا اُدھر
تو جہاں بھی رہا، آستانہ ہوا، طاہرالقادری

تیری لکھی کتابوں کو اپنی کتابوں میں شامل کیا
تب کتب خانہ میرا خزانہ ہوا، طاہرالقادری

اُس طرف آپ ہی راستے بن گئے، منزلیں بن گئیں
جس طرف ہم کو لے کر روانہ ہوا، طاہرالقادری

تیرے آنے سے شب کا اندھیرا بدلنے لگا نور میں
ایک روشن اُفق کا دہانہ ہوا، طاہرالقادری

جو پرندے فضا میں بھٹکتے رہے، شاخ پر آگئے
ایک محفوظ تر آشیانہ ہوا، طاہرالقادری

(ناصر بشیر)

https://www.minhaj.info/

حسین یادیں بھی سلگتی ہوئی لکڑیاں ہیں۔۔۔ایک دھواں سا اٹھتا رہتا ہے دل کے آتش کدہ میں

ابحارِ علم و معرفت کا حسین سنگم

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کے ساتھ بیتے ہوئے لمحات کی شیریں یادیں

خصوصی تحریر: محمد شفقت اللہ قادری

”یاد“ سے مراد ”خیال آنا“ اور ”رفتہ“ سے مراد ”پرانا ماضی“ ہے۔ ”یادِ رفتہ“ کے لغوی معنی گزرے بھولے بسرے فراموش لمحات کی یاد آنا ہے۔ عربی زبان میں اس کے لیے ”ذکر“ کا لفظ ہے۔ یادِ رفتہ کو زمانۂ ماضی کی پرانی حسین یادیں کہا جائے تو غلط نہ ہوگا۔ یعنی ایسی پرانی یاد جو حافظہ میں موجود تو ہو مگر مرورِ زمانہ کے ساتھ ساتھ اس کے سائے دھندلا چکے ہوں۔ پس عقل و خرد کے ذریعے انھیں ذہن میں لایا جائے۔

قارئین گرامی قدر! یادِ رفتہ بھی خوشبو کی دلفریب مہک کی مانند ہوا کرتی ہے اور ماضی کے بند دریچے کھول دیتی ہے۔ دورِ گم گشتہ میں یادِ رفتہ بھی کسی قدیم تاریخی قلعہ کی مانند ہوا کرتی ہے جو حالات کی ستم ظریفی کے باعث معدوم بھی ہو جائے تب بھی اس کی بنیادیں دورِ رفتہ میں اس کی عظمت رفتہ کی سربلندی کی گواہی ضرور دیتی ہیں۔

تیری یادیں بھی حسین خواب کی طرح ہیں طاہر
وہ راتوں کو جگا دیتے ہیں یہ دن میں مدہوش کیے دیتی ہیں

یادِ رفتہ ہماری دسترس سے باہر دور کسی وادیٔ تخیل میں سوچوں کی جھیل میں تیرتے ہوئے کنول کی مانند ہوا کرتی ہے جس کی جڑیں پانی کی گہرائی میں نمدار مٹی میں ہوا کرتی ہیں اور ظاہری وجود پانی کی بلندی پر تیرتا رہتا ہے۔ وقت کی دوربین سے اس کا نظارہ تو کیا جاسکتا ہے تاہم جھیل سے جدا کرنا ممکن نہ ہے۔

تیری حسین یادوں کے جنگل میں میری چاہتوں کا کبوتر
پھڑ پھڑاتا ہوا گزرا ہے اداس بہت تھا

پرانی یادیں رنگ برنگے حسین پھولوں کا گلدستہ ہوا کرتی ہیں، جس میں گم گشتہ ماضی کے حسین و جمیل لمحات پھولوں کی مانند اپنی خوشبو سے ہمیں معطر کر دیتے ہیں۔

حسین یادیں بھی سلگتی ہوئی لکڑیاں ہیں
اک دھواں سا اٹھتا رہتا ہے دل کے آتش کدہ میں

قارئین گرامی قدر! عنوان مذکورہ بالا کے نفیس مطلب اور حکمت و اہمیت کے تحت زیرِ نظر صفحات پر میں شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کی زندگی کے چند نئے گوشے صفحہ قرطاس کی زینت بنانے جارہا ہوں۔

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کو دورِ رفتہ، عصرِ حاضر اور مستقبل کے ابحارِ علم و معرفت کا حسین سنگم کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا۔ مجدّدِ رواں صدی، شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری مدظلہ کی طلسماتی سحر انگیز شخصیت الوہی، فیوضاتی و روحانی اور علمی کمالات کا حسین امتزاج ہے۔ آپ کے علمی اور معارفی کرشماتی افکار و کمالات کو روح کی چشمان سے دیکھنے اور عقل و خرد کی کسوٹی پر جانچنے اور پرکھنے

٭ سینئر ریسرچ سکالر فرید ملت ریسرچ انسٹی ٹیوٹ لاہور

کے لیے فقط ایک عمومی زندگی کافی نہ ہے بلکہ کئی زندگیاں درکار ہیں۔ شیخ الاسلام کی شخصیت میں بیک وقت تین صدیوں کا علمی و روحانی رنگ موجود ہے۔ بیک وقت آپ کی نظر علومِ قدیم، موجودہ علوم اور آنے والے علمی تقاضوں پر رہتی ہے۔ شیخ الاسلام کی علمی اور معارفی گہرائی اور صلاحیتوں کو ماپنا کسی عام شخص کے بس کی بات نہ ہے کیونکہ یہ تاریخ ساز سحر انگیز علمی و روحانی شخصیت خداداد اور الوہی فیوضاتی کرشمہ گری کا عملی نمونہ ہے۔

(قبل ازیں میں ماہنامہ منہاج القرآن کے شمارہ فروری 2020ء میں بعنوان "یہ قصہ نصف صدی کا ہے" اور شمارہ فروری 2021ء میں بعنوان "گل سے گلستان تک خوشبو کا سفر" میں شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری مدظلہ کے بے شمار مخفی علمی فیوضات اور امتیازات و کمالات پر روشنی ڈال چکا ہوں، ان کا مطالعہ قارئین کرام کے لیے مفید رہے گا۔)

آج شیخ الاسلام کی جو یادیں دامن قرطاس پر بصارتوں کی زینت بنا رہا ہوں وہ ڈاکٹر محمد طاہر القادری مدظلہ کی مقناطیسی شخصیت کی طرح شیریں اور خوبصورت ہیں۔

یاد ماضی تلخ و شیریں لحات کا حسیں سنگم ہے شفقت
دو دریا جب ملتے ہیں تو قابو میں نہیں رہتے

شیخ الاسلام کے ماضی کی دلفریب حسین یادیں سبق آموز پُر کیف اور روح پرور ہیں جو ہمارے لیے مشعلِ راہ ہیں جن کے ذریعے ہم اپنی گم گشتہ منزل مراد حاصل کر سکتے ہیں۔

تیری یادوں کے خزانے نے مجھے مغرور کر دیا ہے طاہر
تونگر ہوں میرے خزانے میں تیری یادیں بہت ہیں

معزز قارئین! شیخ الاسلام کی گزری زندگی کی خوبصورت یادیں ہمارے لیے انمول موتیوں کی مالا کی مانند ہیں جو ہمارے مقصد کی چوکھٹ پر لٹک رہی ہے کیونکہ آپ کا منور اور تاباں ماضی ہمارے روشن حال اور عظیم مستقبل کے لیے سنگ میل کی حیثیت رکھتا ہے۔

تیری یادوں کی مسجد میں نمازِ عشق پڑھنے آیا ہوں
مجھے خشوع و خضوع عطا کر جاناں یہ تیری دسترس میں ہے

یاد رہے کہ شیخ الاسلام کا درخشاں اور سنہرا ماضی ہمارے لیے Moral spiritual nuclear power ہے یعنی ایک اخلاقی، روحانی جوہری قوت ہے۔ جس کے ذریعے ہم اپنی کھوئی ہوئی طاقت و قوت بحال کر سکتے ہیں اور من حیث القوم اپنا کھویا ہوا وقار و اہمیت دوبارہ حاصل کر سکتے ہیں۔

خدا جانے کیسی کشش ہے اس کی یاد رفتہ میں
میں اس کا ذکر چھیڑوں تو ہوائیں رقص کرتی ہیں

قارئین گرامی قدر! میں اپنے مخصوص انداز میں شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری مدظلہ کی بے مثل زندگی کے قیمتی گوشے آپ کی بصارتوں کی نذر کر رہا ہوں اور گم گشتہ ماضی کے دفینے کھوجنے کی سعی مشکور کر رہا ہوں۔ امید ہے کہ آپ کی بصارتیں ان کی روشنی سے چمک اٹھیں گی۔

پرانی یادوں کے جگمگاتے معصوم سے جگنو
اجالے بانٹتے پھرتے ہیں دل ویراں کی اندھیر نگری میں

ا۔ "محمد طاہر" کی منزل کا تعین کس نے اور کیسے کیا؟

رب کائنات خالق ارض و سماوات کا بے پناہ لطف و کرم اور میری خوش بختی ہے کہ مجھے آج شیخ الاسلام اور دور رفتہ کے "محمد طاہر القادری" کی قربت خاص اور صحبت نشینی کا شرف اس وقت سے حاصل ہے جب "محمد طاہر القادری صاحب" نے 1968ء میں ایف۔ ایس۔ سی کا امتحان اعلیٰ فرسٹ ڈویژن میں پاس کیا۔ اس وقت میری عمر تقریباً دس برس تھی۔ میں چند دیگر احباب کے ساتھ رزلٹ دریافت کرنے حبیب بنک بھکر میں شیخ الاسلام کے ہمراہ گیا کیونکہ آپ چند ایام کے لیے ہمارے پاس بھکر آئے ہوئے تھے۔ اُن دنوں میرے والد گرامی الحاج مہر غلام محمد (مرحوم) جو کہ شیخ الاسلام کے چچا جان بھی تھے، وہ تحصیلدار بھکر تعینات تھے۔ میری وجودگی میں جب شیخ الاسلام نے F.Sc کا رزلٹ ملاحظہ فرمایا تو پہلے بہت خوش ہوئے اور پھر کچھ افسردہ دکھائی دیئے۔ میں واقعہ کا سامع اور عینی شاہد ہوں۔ ہمارے پوچھنے پر کہ بھائی جان آپ افسردہ کیوں ہو گئے ہیں؟ جبکہ

https://www.minhaj.info/

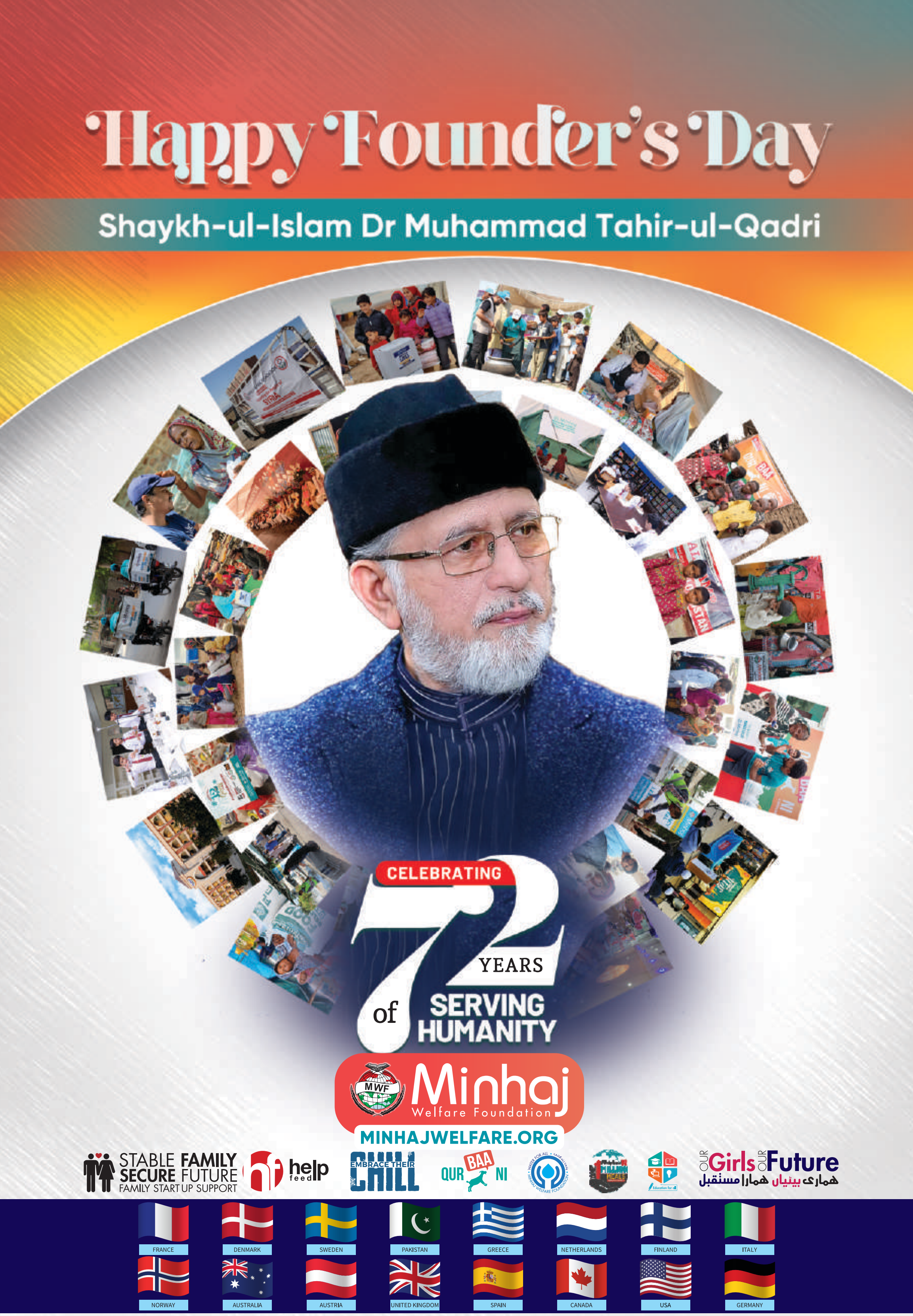
Happy Founder's Day
Shaykh-ul-Islam Dr Muhammad Tahir-ul-Qadri
CELEBRATING
72 YEARS
of SERVING HUMANITY
MWF
Minhaj
Welfare Foundation
MINHAJWELFARE.ORG
STABLE FAMILY
SECURE FUTURE
FAMILY START UP SUPPORT
help feed
EMBRACE THEIR CHILL
QURBAANI
OUR Girls OUR Future
ہماری بیٹیاں ہمارا مستقبل
FRANCE
DENMARK
SWEDEN
PAKISTAN
GREECE
NETHERLANDS
FINLAND
ITALY
NORWAY
AUSTRALIA
AUSTRIA
UNITED KINGDOM
SPAIN
CANADA
USA
GERMANY

Pakistan Floods 2022 - Restoring Lives

یہ خوشی کا موقع ہے اور آپ نے اعلیٰ فرسٹ ڈویژن بھی حاصل کی ہے۔ آپ مخاطب ہوئے کہ ایک مسئلہ درپیش ہے کہ قبلہ والد گرامی قدر (حضرت فرید ملتؒ) مجھے ڈاکٹر آف میڈیسن بنانے کے خواہاں ہیں جبکہ میرے ارادے کچھ اور ہی ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ میں ڈاکٹر آف میڈیسن نہ بنوں بلکہ وہ بنوں جو قبلہ اباجی نے مقام ملتزم پر دعا میں مانگا ہے یعنی روحانی امراض کا ڈاکٹر اور طبیب بن کر امتِ مسلمہ کا نام روشن کرسکوں۔ پھر فرمایا کہ میری دعا ہے کہ قبلہ اباجی یہ اصرار چھوڑ دیں۔

جھنگ پہنچتے ہی قبلہ فرید ملت کی خواہش کے عین مطابق نشتر میڈیکل کالج ملتان میں حصولِ داخلہ کے لیے درخواست دی گئی۔ اللہ رب العزت نے محمد طاہر کی دعا مستجاب کی اور آپ میڈیکل میں Admission کے لیے فقط ایک نمبر سے رہ گئے۔ تاہم حضرت فرید ملتؒ نے ایک اور جگہ بھی ڈویژن improve کروانے کے بعد داخلے کے لیے Apply کیا مگر دوبارہ ایک نمبر سے مطلوبہ داخلہ نہ ہوسکا۔

محمد طاہر القادری نے والد گرامی قدر قبلہ فرید ملت سے عرض کیا: دیکھا ابا جان! رب عظیم کو کچھ اور ہی منظور ہے۔ میں آپ کی دعا اور حضور اقدس ﷺ کی عطا کا مظہر بننا چاہتا ہوں۔ فرید ملتؒ میرے اس موقف کو سننے اور کچھ بحث و تکرار کے بعد سوگئے۔ رات عالم خواب میں حبیب خدا محمد کریم ﷺ کی کرم نوازی اور عنایت نصیب ہوگئی۔ حضور اقدس محمد مصطفی ﷺ نے محمد طاہر قادری کو فتح یاب کیا اور فرید ملت کو بھی نوید نصرت سنادی۔

عالمِ خواب میں حضور فرید ملت ڈاکٹر فریدالدین قادریؒ نے دیکھا کہ ایک خوبصورت لمبی کار آپ کے گھر کے سامنے رکی ہے اور اس کی فرنٹ سیٹ پر آقائے دو جہاں محمد مصطفی ﷺ تشریف فرما ہیں اور فرید ملت کو مخاطب کرکے فرمایا:

”فریدالدین! ہم آپ کو بشارت دیتے ہیں کہ آپ اپنے مقصد میں کامیاب ہوگئے ہو اور ہمارا محمد طاہر ڈاکٹر ضرور بنے گا اور پھر گاڑی کی پچھلی سیٹ پر بیٹھے ہوئے ڈاکٹر علامہ محمد اقبالؒ کی طرف اشارہ فرمایا اور مخاطب ہوئے کہ ہم آپ کے بیٹے محمد طاہر کو ایسا ڈاکٹر بنائیں گے۔“

قارئین گرامی قدر! خواب میں فرید ملت کی چیخ نکل گئی اور وہ حضور انور آقائے دو جہاں ﷺ کے قدموں پر گر گئے۔ خواب میں حضور ﷺ کی کرم نوازی اور بشارت پر خوشی اور خوش بختی پر زار و قطار رو رہے تھے۔ صبح تہجد میں اٹھے تو آپ کی چشمان آنسوؤں سے تر تھیں۔ فوراً محمد طاہر کے کمرہ میں گئے اور آواز دی: محمد طاہر اٹھو! آپ اپنے مصمم ارادے میں کامیاب ہوگئے ہو۔ ابھی ابھی آقائے دو جہاں ﷺ تشریف لائے ہیں اور فرمایا ہے کہ دونوں کی دعائیں مستجاب ہوگئی ہیں۔ ہمارا محمد طاہر میرے دین کا ڈاکٹر ضرور بنے گا جو آپ کی دعاؤں اور خواہشات کا امین اور ضامن ہوگا۔ غرب تا شرق میرے دین کی نگرانی کرے گا اور اس کی شہرت کے ڈنکے چار سو بجیں گے۔

عقدہ جاں گسل کشا ہوگیا اور فرید ملتؒ نے محمد طاہر کی پیشانی پر بوسہ دیا اور فرمایا: بیٹا! میں آپ پر دل سے خوش ہوں، جو کچھ چاہتے ہو، وہ کرو، میں آپ کے ساتھ ہوں۔ مجھے اب معلوم ہوگیا ہے کہ آپ کی منزلِ مقصود اور نصرت و کامرانی کی چابی فقط آقائے دو جہاں ﷺ کے دستِ اقدس میں ہے، مجھے اس میں مداخلت کی جرأت نہیں ہے۔

۲۔ کشف القبور کی کرامت

لفظ کشف کے لغوی معنی ہیں کھولنا، ظاہر کرنا اور الہام و القاء ہے۔ کشف القبور، صوفیائے کرام کا وہ مرتبہ یا کرامت ہے جس میں انھیں قبر میں مُردے کے حالات معلوم ہوجاتے ہیں۔ کشف القبور؛ اہلیانِ تصوف کے نزدیک کسی صوفی باصفا کا حالت مراقبہ یا حالت استراحت میں صاحب مزار اور صاحب قبر سے ہمکلامی کرنا اور احوال قبر دریافت کرنا ہے۔ کاملین اولیائے کرام کا طریق بھی یہی رہا ہے۔ حضرت فرید ملتؒ نے شرق تا غرب فرحت روحانی کے باعث سفر فرمائے۔ ہزاروں میل کی طویل مسافت طے کرکے انبیائے کرام علیہم السلام اور اولیائے عظام رحمھم اللہ کے مزارات کی نہ صرف قدم بوسی کی بلکہ مراقبہ فرمایا اور کشف

https://www.minhaj.info/

القبوری کی سعادت نصیب ہوئی اور صاحب قبر سے ہمکلام ہوئے اور آنے والے واقعات سے بھی آگاہی حاصل کی۔ یاد رہے کہ کبھی کبھار مراقبہ میں کشف القبوری نصیب ہوتی ہے اور کبھی کبھار صاحب کشف اولیائے کرام کو خواب اور حالتِ استرحت میں صاحبِ قبر سے ملاقات اور احوال قبر سے آگاہی ہوتی ہے اور صاحبِ کشف کو پوچھے گئے سوالات کا جواب صاحبِ قبر دیتے ہیں۔

قارئین گرامی قدر! کشف کے ذریعے احوالِ قبر معلوم کرنا اور صاحبِ قبر سے کچھ آگاہی لینے کے واقعات شیخ الاسلام کی زندگی میں بھی دیکھنے میں آئے ہیں۔ ذیل میں ان میں سے صرف دو واقعات نذرِ قارئین ہیں:

ا۔ یکم اکتوبر 1968ء کی فجر طلوع ہو رہی تھی اور شیخ الاسلام کا خورشید ممتا غروب ہو رہا تھا۔ یعنی آپ کی والدہ محترمہ خورشید بیگم کا وصال مبارک ہوا۔ اس وقت مرحومہ کی عمر صرف 36 برس تھی۔ آپ نے اپنی محبوب والدہ ماجدہ کی رحلت کو حکم خداوندی کے تحت صبر وضبط سے قبول کیا، تاہم محرومی مادر عظیم آج بھی قبلہ شیخ الاسلام کے قلب وروح کے دروازے پر دستک کناں ہے۔ محمد طاہر قادری قلیل عمری کے باوجود اپنی والدہ ماجدہ کی سادہ دلی، خوش خلقی، خوش طبعی، نیک سیرت، خوش خصائلی ہمہ وقت متبسم چہرہ، پیکر و عجز وانکساری، اچھی عادات واطوار، مثالی شریک حیات، صلح جو شخصیت کے دلدادہ اور فریفتہ تھے اور یہ بھید بھی سمجھ چکے تھے کہ جس عظیم خاتون کے بطن سے میری پیدائش ہوئی ہے وہ کوئی عام خاتون نہ ہے بلکہ ایک خاص خاتون تھی جو نیک روح کے ساتھ اس دنیا میں بھیجی گئیں۔

1968ء میں اچانک داغ مفارقت جہاں آپ کی طبیعت پر گراں گزرا وہاں صوفی منش طبیعت میں کشف القبور کا سبب بھی بنا۔ دور رفتہ کے محمد طاہر القادری اور آج کے شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری مدظلہ نے تقریباً سترہ برس کی عمر میں باقاعدہ پہلا کشف القبور کیا اور اپنی والدہ معظمہ کے احوال قبر دریافت کیے۔ آپ نے چند سوالات اپنی والدہ ماجدہ سے کیے اور انھوں نے ان سوالات کے باقاعدہ جواب دیئے جس سے آپ کو تسکینِ روح اور اطمینان قلب نصیب ہوا۔

شیخ الاسلام فرماتے ہیں: میں نے تجسس اور حیرت سے پوچھا: اماں حضور فرمایئے! نکیرین آئے اور پھر آپ پر کیا گزری؟ محترمہ والدہ ماجدہ مخاطب ہوئیں اور فرمایا: طاہر بیٹے! میں نے نکیرین کے ہر سوال پر بتادیا کہ میں ڈاکٹر فریدالدین قادری کی بیوی ہوں۔ میرے زیادہ معاملات تو نہیں ہیں، ہاں اتنا ضرور ہے کہ ڈاکٹر فریدالدین صاحب کے لیے تہجد کا پانی گرم کرنا، ان کے معاملات میں کبھی غفلت نہ برتنا اور ہمہ وقت خدمت گزاری میرا شعار رہا ہے اور میں نے ساری زندگی ان کی طبع اور مرضی کے خلاف کوئی کام نہیں کیا۔ میں نے ان کے حکم کے عین مطابق زندگی گزاری ہے۔ مجھے اتنا یاد ہے کہ رخصت کے وقت ڈاکٹر فریدالدین قادری مجھ پر خوش اور راضی تھے۔ بیٹے! نکیرین نے میری طرف مسکراتے ہوئے دیکھا، آپس میں کوئی بات کی اور پھر چلے گئے۔ شیخ الاسلام فرماتے ہیں کہ میرا دل باغ باغ ہو گیا اور میں نے خداوند عظیم کا شکر ادا کیا۔

بچپن کا یہ واقعہ میرے ذہن نشین تو تھا اور میں نے شیخ الاسلام کی زبان سے سن رکھا تھا، تاہم پھر بھی تحریر کرنے سے پہلے میں نے 2018ء میں ایک نجی محفل میں چند اعزاء واقارب کے روبرو قبلہ شیخ الاسلام سے دوبارہ سن کر تائید حاصل کرلی ہے۔

قارئین گرامی قدر! ذوق طبع وجدانی کے باعث گزارش ہے کہ میری نظر میں قبلہ شیخ الاسلام کی والدہ ماجدہ کا واقعہ کشف القبوری حضور غوث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانی ﷺ کے دھوبی کے واقعہ سے بھی مطابقت رکھتا ہے۔ کسی صاحب کشف نے حضور غوثیت مآب سے محبت رکھنے والے دھوبی سے وفات کے بعد بذریعہ کشف احوال قبر معلوم کیے۔ دھوبی خوش وخرم نظر آیا اور مخاطب ہوا کہ جناب! میرے پاس نکیرین آئے اور کچھ سوالات کیے، میں تو ان پڑھ تھا، میں نے ہر سوال کے جواب میں عرض کیا کہ جی میں تو حضور سرکار غوث اعظم ﷺ کا دھوبی ہوں۔ مجھے کچھ معلوم نہ ہے۔ نکیرین میری طرف دیکھ کر مسکرا رہے تھے، پھر چلے گئے اور لوٹ کر نہیں آئے۔

۲۔ کشف القبور یعنی احوالِ قبر سے آگاہی لینے کا دوسرا واقعہ شیخ الاسلام کی زندگی میں ہم نے اس وقت ملاحظہ کیا جب آپ کے والد

https://www.minhaj.info/

گرامی حضرت فرید ملت ڈاکٹر فرید الدین قادریؒ کا وصال ہوا۔ فرید ملت کا وصال 2 نومبر 1974ء بمقام جھنگ ہوا۔ تدفین کے دسویں روز عالم استراحت میں شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری مدظلہ سے آپ کے والد گرامی قبلہ فرید ملت ڈاکٹر فرید الدین قادریؒ کی ملاقات ہوئی اور احوال قبر سے آگاہی نصیب ہوئی۔

ایک فیملی میٹنگ میں حضور فرید ملت کی یادیں تازہ ہو رہی تھیں تو قبلہ قائد محترم نے اس واقعہ سے ہمیں آگاہ فرمایا۔ قبلہ شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری مدظلہ فرماتے ہیں کہ مجھے یہ خواب بصورت کشف القبور بعد از نماز ظہر حالت وضو میں جائے نماز پر مختصر آرام اور اونگھ کے دوران آیا۔ ایسے معلوم ہوا کہ قبلہ فرید ملت ڈاکٹر فرید الدین قادریؒ میرے پاس تشریف فرما ہو کر قبر کے احوال اور جنازہ کے بعد کے حالات سے آگاہی فرما رہے ہیں۔ حضور فرید ملت سے کیے گئے شیخ الاسلام کے سوالات اور ان کے جوابات ملاحظہ فرمائیں:

فرید ملت کو دیکھتے ہی شیخ الاسلام نے عرض کیا: قبلہ اباجی فرمائیں قبر میں نکیرین آئے تو کیا معاملہ ہوا؟ فرمایا: طاہر بیٹے جب تدفین کے بعد نکیرین آئے تو میں نماز عصر پڑھ رہا تھا۔

عرض کیا: قبلہ اباجی نکیرین سے کیا سوالات اور جوابات ہوئے؟ فرمایا: طاہر بیٹے مجھے نماز عصر میں مشغول دیکھ کر نکیرین چلے گئے اور پھر واپس نہیں لوٹے۔

عرض کیا: قبلہ اباجی جب آپ کے حکم کے مطابق میں نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی اور فوری بعد چہرے سے نقاب اٹھایا اور پوری خلقت نے دیکھا کہ آپ باقاعدہ مسکرا رہے تھے تو یہ کیا ماجرا تھا؟ فرمایا: بیٹے جنازہ کی قبولیت کے فوری بعد باذن اللہ میری روح مجھے لوٹا دی گئی تھی۔ میں تھوڑی دیر کے لیے روحانی طور پر زندہ کر دیا گیا تھا اور میں فوری طور پر ملاائے اعلیٰ کے عجب نظاروں میں محو ہو گیا تھا، رحمتِ خاص کے باعث میرے درمیان حجابات اٹھا دیئے گئے تھے اور میں اس دنیا و مافیہا سے بے خبر رب کائنات کی عنایاتِ فضلی میں گم ہو گیا تھا اور اس عنایت خاص پر مسلسل مسکرائے جا رہا تھا۔

عرض کیا: قبلہ اباجی آپ مجھے میری طلب کے مطابق کیوں نہیں ملے؟ فرمایا: بیٹے کیونکہ میں عالم غیب کی مناظر اور نظاروں میں گم اور محو تھا، اتنا مصروف تھا کہ آج فارغ ہوا ہوں اور فوری چلا آیا ہوں۔

قارئین گرامی قدر! یہ تھا کشف قبور بصورت رویائے صادقہ (سچے خواب) یعنی کہ سچے خواب کے ذریعے قبر کے احوال سے آگاہی ہونا۔ یاد رہے کہ حدیث مبارکہ ہے کہ سچے خواب نبوت کا چھیالیسواں حصہ ہوا کرتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

الرؤيا الصالحة جزء من ستة وأربعين جزءاً من النبوة۔

(صحیح بخاری، کتاب التفسیر، رقم: ۶۹۸۹)

میرا گمان غالب ہے کہ شیخ الاسلام اب تک شرق تا غرب نجانے سیکڑوں اولیاء اور انبیائے کرام کے مزارات پر مراقبہ نشین ہوئے ہوں گے اور اسی طرح کا خصوصی فیض اور توجہات سمیٹی ہوں گی۔

۳۔ کمال یادداشت کا عملی نمونہ

کمال یادداشت قائد عظیم المرتبت کا خاصہ ہے اور انسانیت کی قدر کرنا آپ کا ایمانی شیوہ ہے۔ یادرفتہ کے زمرے میں آپ کی کمال یادداشت کا ایک دلچسپ اور ناقابل فراموش واقعہ یہ ہے کہ 2002ء کے جنرل الیکشن میں شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری مدظلہ نے جھنگ کے ایک انتخابی حلقہ سے ایم این اے کا الیکشن لڑا اور اسی طرح لاہور کے ایک حلقہ انتخاب سے بطور ایم این اے الیکشن میں حصہ لیا۔ جھنگ کا مکمل الیکشن حسب حکمِ قائد میری نگرانی اور سرپرستی میں انجام پذیر ہوا۔ ہوا یوں کہ ایک بہت بڑی انتخابی ریلی میں شرکت کے لیے قائد محترم لاہور سے جھنگ تشریف لائے۔ ریلی کا اہتمام حلقہ انتخاب کے ووٹرز اور جھنگ کے چند اہم سیاسی شخصیات نے کر رکھا تھا۔ سیکڑوں ویگنوں، کاروں اور بسوں پر مشتمل قائد محترم کے عظیم قافلے کا استقبال چنیوٹ موڑ جھنگ پر ہزاروں افراد کے ٹھاٹھیں مارتے سمندر نے بڑے تزک واحتشام سے کیا۔

میں انتخابی ٹرک میں سوار قائد محترم کے ہمراہ موجود تھا۔ میں نے دیکھا کہ ایک شخص ریلی میں شریک مسلسل قائد محترم کی

https://www.minhaj.info/

طرف دیکھ دیکھ کر مسکرائے جا رہا تھا۔ ایک خاص خوشی اور تمکنت اس کے چہرہ سے نمایاں تھی۔ ایک جگہ ریلی نے تھوڑی دیر کے لیے توقف کیا۔ اسی اثنا جناب قائد محترم کی نظر اس شخص پر پڑی تو وہ خیالوں میں گم ریلی میں شریک تھا۔ قائد نے اس شخص کو اپنی طرف متوجہ کیا اور ہاتھ کے اشارے سے اپنی طرف بلایا۔ ایک لمحہ کے لیے وہ ورطۂ حیرت میں گم ہو گیا، دائیں بائیں دیکھنے لگا۔ اسی اثنا قائد محترم نے دوبارہ اشارہ کیا اور اسے اپنے پاس بلایا۔ تاہم عجیب تذبذب اور حیرانگی کے عالم میں وہ انتخابی ٹرک کے نزدیک آیا۔ قائد محترم نے اسے اوپر آنے کا حکم دیا اور وہ حیرت ناکی کے عالم میں اوپر آیا تو قائد محترم نے اچانک فرمایا: آپ کا نام لیاقت علی ہے۔ وہ مخاطب ہوا: جی حضور۔ پھر فرمایا کہ لیاقت صاحب آپ کا رول نمبر فلاں تھا اور آپ فرسٹ ایئر پری میڈیکل ایف۔ایس۔سی میں میرے ساتھ گورنمنٹ کالج فیصل آباد میں 1966ء میں پڑھتے تھے اور میرے کلاس فیلو تھے۔ یہ سنتے ہی لیاقت صاحب پر بجلی سی گری۔ قائد محترم کے کمال حافظے اور پہچان پر خوشی سے آنسوؤں میں بھیگ سا گیا۔ مخاطب ہوا حضور میں ریلی میں مسلسل یہی سوچ رہا تھا کہ 33 برس کی پرانی بات ہے، کہاں اتنے بڑے قائد کو میری نامعلوم شخصیت یاد ہو گی لیکن آپ کی عظمت اور پہچان کو سلیوٹ کرتا ہوں اور فوری مائیک لے کر پاکستان عوامی تحریک میں اپنی برادری سمیت شامل ہونے کا اعلان کر دیا۔

۴۔ ذاتی ملازمین سے حسنِ سلوک

شیخ الاسلام کے نزدیک نجی ملازم اور مالک میں فرق روا نہ رکھنا فقط گفتار اور تحریر کی حد تک نہیں ہے بلکہ میرا ذاتی طویل زندگی کا مشاہدہ ہے کہ آپ اپنے گھریلو ملازمین کے لیے بھی کھانے اور لباس کے لیے وہی کچھ پسند کرتے ہیں جو اپنے اور اپنے گھر والوں کے لیے کرتے ہیں۔ یہ پسند کرنا صرف خواہش کی حد تک نہیں بلکہ آپ اس کی عملی تفسیر بنے نظر آتے ہیں۔ آج کے دور میں گھریلو ملازمین سے کسی امتیازی سلوک کا مظاہرہ نہ کرنا دراصل ایک عجوبہ نظر آتا ہے۔

2009ء میں قبلہ شیخ الاسلام کی صاحبزادی کی شادی کا موقع تھا۔ گھر میں نجی طور پر ایک محفل میلاد منعقد کی گئی، جس میں فقط خاندان کے مرد و زن شریک ہوئے۔ محفل کے بعد قبلہ ہاؤس پر ہی شاندار ضیافت کا اہتمام تھا۔ خاندان کے سب افراد انواع و اقسام کے کھانے تناول فرما رہے تھے۔ شیخ الاسلام ضیافت میلاد کی خود نگرانی اور میزبانی فرما رہے تھے۔ اچانک کھانا رکھتے ہوئے گھریلو ملازمہ سے غلطی سے کولڈ ڈرنک ایک بچی پر گر گئی۔ بچی اور اس کی والدہ نے انتہائی غصہ کے عالم میں برے طریقہ سے ملازمہ کو ڈانٹا۔ ملازمہ معذرت کر رہی تھی اور معافیاں مانگ رہی تھی کہ مجھ سے غلطی سے ایسا ہوا ہے، میں نے جان بوجھ کر نہیں کیا جبکہ بچی اور اس کی والدہ بات بڑھائے جا رہی تھیں۔

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری مدظلہ یہ منظر خود اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے تھے، آپ کی طبیعت پر ناگوار گزرا۔ کھانا رکوا دیا اور بچی اور اس کی والدہ کی سخت سرزنش کی، خوب ڈانٹا۔ آپ کے حکم پر نہ صرف بچی اور اس کی والدہ نے ملازمہ سے معافی مانگی بلکہ محفل میں موجود سب نے فرداً فرداً معذرت کی۔ بعد ازاں ملازمہ کو کھانے کے خصوصی ضیافت کے دستر خوان پر بٹھایا گیا اور اپنی قریبی عزیزہ بچی اور اس کی ماں کو حکم دیا کہ ملازمہ دستر خوان پر بیٹھ کر کھائے گی اور آپ اسے کھانا لا کر کھلاؤ گے اور بعد میں آپ کھانا کھائیں گے اور پھر ایسا ہی ہوا۔ اتنی بڑی عالمی شخصیت کی طرف سے دلجوئی اور پیار پر ملازمہ کے حلق سے نوالہ نہ اتر رہا تھا بلکہ واقعہ پر روتی جا رہی تھی، اسے خاموش کروایا، انعام سے نوازا اور بچی اور والدین کو غلط رویہ کا احساس دلوایا اور پھر حکماً کھانا کھلا کر گھر بھیجا۔ رب عظیم ایسے مصلح اور شفیق قائد کا سایہ ہمیشہ ہم پر قائم و دائم رہے۔

قارئین گرامی قدر! قبلہ شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کے خوبصورت ماضی کی حسین یادوں کی ایک طویل فہرست ہے وقت اور ماہنامہ منہاج القرآن کے صفحات مجھے قطعی اجازت نہیں دیتے وگرنہ ماضی کی گم گشتہ یادِ رفتہ کے دروازے پر آپ کی حسین یادوں کی بارات منتظر ہے۔

❀❀❀❀❀

https://www.minhaj.info/

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کے رشحاتِ قلم

قرآن مجید کا سہ لسانی لفظی و بامحاورہ ترجمہ مع نحوی ترکیب علوم و معارف کا بے کراں خزینہ ہے

محمد فاروق رانا

یوں تو ہر انسان کو احسن الخالقین نے احسنِ تقویم کا آئینہ دار بنایا ہے لیکن اس کائناتِ رنگ و بو میں انبیاء کرام ورُسل عظام علیہم السلام کے علمی وروحانی وارثین میں سے بعض ایسی ہستیاں منصۂ شہود پر جلوہ گر ہوتی رہتی ہیں جو آسمانی ہدایت سے مخلوقِ خدا کو آشنا کرتی رہتی ہیں۔ آج کے پُرفتن دور میں اگر ہم اپنے گردو پیش نظر دوڑائیں تو ہمیں قحط الرجالی کی دبیز تاریکیوں میں سے شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری مدظلہ ایسی ہستی نظر آتی ہے جو مینارۂ نور اور چراغِ طور کی حیثیت رکھتی ہے۔ ایسی ہستی کی موجودگی میں روشنی اور اُجالوں کے پرستاروں کو یہ صدا نہیں دینا پڑتی:

چراغِ طور جلاؤ بڑا اندھیرا ہے
ذرا نقاب اُٹھاؤ، بڑا اندھیرا ہے
ابھی تو صبح کے ماتھے کا رنگ کالا ہے
ابھی فریب نہ کھاؤ، بڑا اندھیرا ہے
وہ جن کے ہوتے ہیں خورشید آستینوں میں
انہیں کہیں سے بلاؤ، بڑا اندھیرا ہے

قارئینِ محترم! اللہ رب العزت کا فضل وانعام اور اکرام واحسان ہے کہ ہم آج عہدِ شیخ الاسلام میں زندہ ہیں۔ نہ صرف زندہ ہیں بلکہ ان سے وابستگی کا دم بھی بھرتے ہیں۔ اس وابستگی کا تقاضا اور مطالبہ یہ ہے کہ یہ وابستگی صرف شخصیت تک محدود نہ ہو بلکہ آپ کی شخصیت سے آپ کی فکر تک شناسائی حاصل کی جائے۔ اس کے لیے ضروری ہے کہ آپ کے دروس و خطابات سنے جائیں اور آپ کی تصانیف و تالیفات کا مطالعہ کیا جائے۔

اِمسال بھی شیخ الاسلام مدظلہ کی متعدد کتب طبع ہو کر منظرِ عام پر آئی ہیں اور بعض کتب کے نئے ایڈیشن اضافہ جات کے ساتھ شائع ہوئے ہیں۔ ان میں سے بعض کا مختصر تعارف قارئین کی نذر کیا جاتا ہے:

۱۔ قرآن مجید کا سہ لسانی لفظی و بامحاورہ ترجمہ مع نحوی ترکیب

قرآن مجید تمام اِلہامی کتب و صحائف کی جامع کتاب ہونے کی بناء پر اس قدر علوم و معارف کا بے کراں خزینہ ہے کہ ان کا شمار و احصاء کسی شخص کے بس کی بات نہیں ہے۔ اِس لیے علماء متقدمین و متوسطین اور متاخرین سب اِسے نہ صرف تشریعی علوم کا منبع و سرچشمہ تصور کرتے رہے ہیں بلکہ تکوینی علوم کے اِستنباط و اِستخراج کے لیے بھی اس کے دامنِ فیض سے اِکتساب کرتے رہے ہیں لیکن اس کے لیے بنیادی شرط قرآن فہمی ہے۔ اسی مقصد کے لیے منہاج القرآن یعنی Pathway to the Qur'an قائم کیا گیا۔ منہاج القرآن

★ ڈائریکٹر فرید ملت رِیسرچ اِنسٹی ٹیوٹ (FMRi)

https://www.minhaj.info/

کے پلیٹ فارم سے قرآن فہمی کے لیے وقتاً فوقتاً مختلف کتب اور پروگرامز لانچ ہوتے رہتے ہیں۔

ان ہی میں سے ایک قرآن مجید کا سہ لسانی پراجیکٹ ہے۔ اس پراجیکٹ کے تحت عربی، اردو اور انگریزی میں لفظی اور بامحاورہ ترجمہ قرآن اور اس کے ساتھ ساتھ ہر ہر لفظ و حرفِ قرآن کی نحوی ترکیب درج کی گئی ہے۔ اس سلسلے میں پہلے چار پارہ جات طبع ہوچکے ہیں۔ یہ منہاج القرآن کی طرف سے ایسی بے مثال خدمت ہے جس میں اسے دیگر معاصر تحریکوں پر فوقیت و انفرادیت حاصل ہے۔

۲۔ شِفَاءُ الْعَلِيْلِ فِي قَوَاعِدِ التَّصْحِيْحِ وَالتَّضْعِيْفِ وَالْجَرْحِ وَالتَّعْدِيْلِ

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی اصول الحدیث پر عربی زبان میں مرتب کیے گئے موسوعۂ علوم الحدیث کے سلسلہ کتب میں سے ایک اور کتاب شفاء العليل فی قواعد التصحيح والتضعيف والجرح والتعديل زیورِ طبع سے آراستہ ہوچکی ہے۔ اس کتاب میں حدیث مبارک کو صحیح، حسن یا ضعیف قرار دینے اور حدیث کے رُواۃ پر جرح و تعدیل کے 70 سے زائد قواعد بیان کیے گئے ہیں۔

یہ کتاب اُصول الحدیث کے طلبہ، علماء و اساتذہ، مدرسین اور شیوخ الحدیث کے لیے بے پناہ اہمیت کی حامل ہے۔

۳۔ یزید کے کُفر اور اُس پر لعنت کا مسئلہ (اَلْقَوْلُ الْمَتِيْنُ فِي أَمْرِ يَزِيْدَ اللَّعِيْنِ)

شیخ الاسلام مدظلہ کا یہ عظیم علمی شہ کار اپنے موضوع پر تاریخ کی ضخیم ترین تصنیف اور لامثال و باکمال علمی تحقیق ہے۔ یہ کتاب لکھ کر آپ نے صدیوں کا قرض اتار دیا ہے۔ اِس کتاب میں قرآن و حدیث کی نصوصِ قطعیہ کی روشنی میں نفسِ مسئلہ کی تحقیق کرتے ہوئے اَہل السنۃ والجماعۃ کے عقیدۂ صحیحہ کا اِثبات و تحقّق کیا گیا ہے۔ شیخ الاسلام نے اِسلام کی وکالت کا حق ادا کرتے ہوئے سانحۂ کربلا کے اَصل کرداروں اور ذمہ داروں کے بارے میں اِنکشافِ حقائق کے ساتھ ساتھ یزید کے گھناؤنے کردار اور اِمام حسین کے قتل کے براہِ راست حکم دینے کے نا قابلِ تردید شواہد بھی پیش کیے ہیں۔

یہ کتاب ہمارا ایمان بچاتی ہے اور عقیدے کو تحفظ دیتی ہے۔ یہ کتاب نہ صرف کُفر کو واضح کرتی ہے بلکہ کُفر سے دور لے جاتی ہے اور مضرِ ایمان اَفعال کی شناخت کراتی ہے۔ یہ کتاب اپنے مضمون کے حوالے سے پھیلائے گئے شکوک و شبہات کا مکمل اِزالہ کرتے ہوئے فکری واضحیت عطا کر کے کیفیتِ اِیقان سے نوازتی ہے۔ یوں یہ کتاب نہ صرف یزیدی کردار کی پہچان عطا کرتی ہے بلکہ حسینی کردار اپنانے کی ترغیب بھی دلاتی ہے۔

۴۔ جنت کی خصوصی بشارت پانے والے 100 صحابہ و صحابیات ﷺ (خَيْرُ الْمَآبِ لِمَنْ بُشِّرَ بِالْجَنَّةِ مِنَ الْأَصْحَابِ ﷺ)

نجومِ ہدایت میں سب سے بلند خلفاء راشدین ﷺ کا مقام ہے، بعد ازاں عشرہ مبشرہ کے بقیہ چھ صحابہ کرام ﷺ کا مرتبہ آتا ہے۔ یہ وہ عظیم طبقہ ہے جسے رسولِ اَقدس ﷺ نے اپنی حیاتِ طیبہ میں ہی جنتی ہونے کی بشارت دے دی تھی۔ صحابہ کرام ﷺ کے جنتی ہونے کی بشارات کا یہ سلسلہ صرف عشرہ مبشرہ تک ہی محدود نہیں ہے، بلکہ رسالتِ مآب ﷺ نے مختلف مواقع پر کئی صحابہ کرام یا طبقۂ صحابہ کا نام لے کر انہیں بہشت کی نعمتِ جاوداں کی خوش خبری سے سرفراز فرمایا ہے۔

منفرد اور اچھوتے موضوع کی حامل شیخ الاسلام کی اِس کتاب کے پہلے باب میں قرآن مجید اور احادیث مبارکہ سے صحابہ کرام ﷺ کے عمومی فضائل بیان کیے گئے ہیں، جن سے واضح ہوتا ہے کہ جمیع صحابہ کرام آفتابِ رُشد و ہدایت اور مرحوم و مغفور اور جنتی ہیں۔ دوسرے باب میں عشرہ مبشرہ کے درجے پر فائز صحابہ کرام ﷺ کی شان میں وارِد ہونے والی اَحادیث مبارکہ پیش کی گئی ہیں۔ تیسرے باب میں اِن 10 نجومِ ہدایت

کے علاوہ دیگر 60 صحابہ کرام اور 30 صحابیاتؓ کے تذکار موجود ہیں، جنہیں رسولِ مکرم ﷺ نے مختلف مواقع پر ان کا نام لے کر جنت کا پروانہ عطا فرمایا ہے۔

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری مد ظلہ العالی کی یہ شاہ کار تالیف نہ صرف مبشر صحابہ کرام اور صحابیاتؓ کا تعارف کراتی ہے بلکہ ان کی زندگیوں کے وہ مقدس گوشے بھی ہم پر عیاں کرتی ہے، جو قیامت تک آنے والے اہلِ حق کے لیے مشعلِ راہ ہیں۔

۵۔ مختلف مہینوں اور دنوں کے فضائل و برکات (غَايَةُ الْإِنْعَامِ فِي بَعْضِ زَمَنِ الشُّهُوْرِ وَاللَّيَالِي وَالْأَيَّامِ)

اِس کتاب میں مختلف گھڑیوں، ساعات، دنوں اور مہینوں کے فضائل و برکات قرآن و حدیث اور آثارِ صحابہ و اَقوالِ ائمہ کی روشنی میں بیان کیے گئے ہیں۔ یہ کتاب مستند و معتبر حوالہ جات سے مزیّن ہے اور اضافہ جات کے ساتھ نئے اُسلوب میں طبع کی گئی ہے۔

٦۔ حقوقِ انسانی کا اِسلامی تصوّر (بنیادی مباحث)

اسلام نے ہی دنیا کو شرف و تکریمِ اِنسانیت اور اِنسانی حقوق کی بحالی کا ایک مربوط و مستحکم نظام عطا کیا۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے آج سے چودہ صدیاں قبل اِحترامِ اِنسانیت اور اِنسانی حقوق کی ادائیگی کا جامع ترین اور مبسوط تصور عطا کیا۔ اِس کتاب میں شیخ الاسلام نے اِسلام میں اِنسانی حقوق کے بنیادی تصور کو واضح کرنے کے ساتھ ساتھ فرد کے اِنفرادی حقوق بھی بالتفصیل بیان کیے ہیں۔

۷۔ سلسلہ تعلیماتِ اِسلام: "اسلام، ایمان اور احسان" کے موضوع کے تحت تین کتب

سلسلہ تعلیماتِ اسلام کے ضمن میں درج ذیل تین کتب؛ اضافہ جات کے ساتھ دوبارہ طبع ہوئی ہیں:

۱۔ سلسلہ تعلیماتِ اسلام: 2۔اسلام

۲۔ سلسلہ تعلیماتِ اسلام: 3۔ایمان

۳۔ سلسلہ تعلیماتِ اسلام: 4۔احسان

مذکورہ کتب کی نئی اَبواب بندی کی گئی ہے۔ متعدد نئے سوالات اور ان کے جوابات شامل کیے گئے ہیں۔ جدید تحقیقی تقاضوں کے مطابق مواد کو ترتیب دیا گیا اور سوالات کو یکجا اور منظم کیا گیا ہے۔

۸۔ سلسلہ تعلیماتِ اِسلام: 15-عقیدۂ توحید

سلسلہ تعلیماتِ اِسلام کی 15ویں کتاب عقیدۂ توحید، یعنی "ایمان باللہ" کے موضوع پر شائع ہوئی ہے۔ اس کتاب کے پانچ ابواب میں 170 سے زائد سوالات اور ان کے جوابات دیے گئے ہیں۔ اِس کتاب میں صرف عقیدۂ توحید اور شرک پر ہی بحث نہیں کی گئی، بلکہ دیگر مذاہب میں پائے جانے والے تصورِ توحید پر بھی سیر حاصل گفت گو کی گئی ہے۔ اس کتاب میں عقیدے کی دقیق اَبحاث کو مختصر مگر جامع اور سہل انداز میں پیش کیا گیا ہے۔

۹۔ سلسلہ تعلیماتِ اِسلام: 16-ایمان بالرسالت

سلسلہ تعلیماتِ اِسلام کی 16ویں کتاب "ایمان بالرسالت" یعنی "عقیدۂ رسالت" کے موضوع پر منصۂ شہود پر آئی ہے۔ اس کتاب کے سات ابواب میں 180 سوالات اور ان کے جوابات دیے گئے ہیں۔ اِس کتاب میں عقیدۂ رسالت سے متعلقہ تمام مباحث پر کافی و شافی مواد دیا گیا ہے اور دقیق نکات کو عام فہم، آسان، مختصر مگر جامع پیرائے میں پیش کیا گیا ہے۔

☆ سلسلۂ تعلیماتِ اسلام کی تمام کتب نہایت سادہ اور عام فہم پیرائے میں سوالاً جواباً مرتب کی گئی ہیں، جو خاص طور پر بچوں اور نسلِ نو کو اسلامی تعلیمات سے روشناس کروانے کے لیے انتہائی مفید ہیں۔ لہٰذا یہ کتب ہر گھر کی ضرورت ہیں۔

١٠.Islamic Economics (Reconstruction)

انسان کے تمام معاشی مسائل کا حل اسلامی نظامِ معیشت میں موجود ہے لیکن عہدِ حاضر میں ایک اہم مسئلہ اسلامی معیشت کی تشکیلِ جدید ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ اسلامی اقتصادیات کو نئی مصطلحات

https://www.minhaj.info/

کے ساتھ جدید ذہن کے سامنے پیش کیا جائے تا کہ قدیم وجدید میں پائی جانے والی دوئی اور duality کو ختم کیا جاسکے۔

شیخ الاسلام مدظلہ کی 540 صفحات پر مشتمل اس کتاب میں ان ہی سوالات کے کافی وشافی جوابات دیئے گئے ہیں۔ اس کتاب کو پڑھنے کے بعد قاری بے ساختہ پکار اُٹھتا ہے:

کسے خبر کہ ہزاروں مقام رکھتا ہے
وہ فقر جس میں ہے بے پردہ روحِ قرآنی
یہ جبر و قہر نہیں ہے، یہ عشق و مستی ہے
کہ جبر و قہر سے ممکن نہیں جہاں بانی

اِس موضوع سے دل چسپی رکھنے والے حضرات ضرور اس کتاب کو اپنے مطالعہ میں لے کر آئیں۔

۱۱. A Practical Guide to Spiritual Wayfaring

یہ کتاب سلوک و تصوف کے عملی دستور پر مشتمل ہے۔ اس میں راہِ سلوک و طریقت کے مختلف مراحل بارے تفصیلات بیان کرنے کے ساتھ ساتھ سالک کے لیے تمام ضروری ہدایات کو نہایت آسان پیرائے میں واضح کیا گیا ہے۔ مغربی دنیا میں بسنے والوں اور انگریزی دان طبقے کے لیے یہ کتاب رُشد و ہدایت کا ایک بیش قیمت تحفہ ہے۔

۱۲۔ حقیقتِ اِستقامت (قدیم وجدید فکری اَسالیب)

لرزا دینے والے حالات میں ڈٹے رہنا ہی اِستقامت کہلاتا ہے۔ یہ بات بالکل واضح ہے کہ حق کا راستہ بہت کٹھن ہوتا ہے اور قدم قدم پر اہلِ حق کو دل دہلا دینے والے حالات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اِن حالات میں عزم و اِستقامت سے ڈٹے رہنا اور تسلسل کے ساتھ منزل کی طرف بڑھتے رہنا ہی اَصل جواں مردی ہے۔

محترم ڈاکٹر حسین محی الدین قادری کی اس نئی کتاب میں واضح کیا گیا ہے کہ اہلِ حق صبر و استقامت کے ذریعے اپنی منزلِ مقصود کو پا لیتے ہیں کیوں کہ فتح ہمیشہ حق کی ہوتی ہے۔ اس کتاب میں استقامت کے قدیم اور جدید فکری پہلو قارئین کے سامنے رکھے گئے ہیں اور ایک نئے پیرائے اور اُسلوب میں اس موضوع پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

۱۳۔ وقت کی اَہمیت (اسلامی تعلیمات کے تناظر میں)

وقت اِنسانی زندگی کی سب سے زیادہ قیمتی متاع ہے۔ کوئی شے اس کا بدل نہیں ہوسکتی۔ جدید دور میں ہر فرد وقت کی کمی کی شکایت کرتا نظر آتا ہے۔ لیکن مسئلہ وقت کی کمی سے زیادہ اس کی management کا ہے۔ وقت کو قابو میں رکھنے اور ضائع ہونے سے بچانے کے لیے تنظیم الاوقات یعنی time management کا موضوع ایک فن کی شکل اِختیار کر چکا ہے۔

محترم ڈاکٹر حسین محی الدین قادری کی اِس مختصر کتاب میں نہ صرف قرآن وحدیث کی روشنی میں وقت کی قدر و قیمت اور اہمیت پر روشنی ڈالی گئی ہے بلکہ اپنے وقت کو زیادہ سے زیادہ کار آمد اور سود مند بنانے کے لیے انتہائی مفید tips بھی دی گئی ہیں۔

۱۴. The Education System in Pakistan

دینی مدارس کے نظام تعلیم اور اس میں اصلاحات کی ضرورت پر Extremist Mindset and Islamic Seminaries (A research-based analysis) کے عنوان سے یہ کتاب ایک جامع تحقیق پیش کرتی ہے۔ کتاب میں بعض دینی مدارس میں پائے جانے والے عمومی تعصب اور تنگ نظری کو موضوعِ بحث بنایا گیا ہے اور اس کا حل پیش کیا گیا ہے۔ یہ مدارس کس طرح حقیقی معنوں میں خدمتِ اسلام کا فریضہ سرانجام دے سکتے ہیں اور اسلام کی نشاۃ ثانیہ میں کس طرح مؤثر اور فعال کردار ادا کر سکتے ہیں؟ اس طرح کے کئی فکری سوالات اس کتاب کی زینت ہیں۔

https://www.minhaj.info/

۱۵. The Human Migration to Space & the Reality of Gog and Magog

محترم ڈاکٹر حسین محی الدین قادری کی یہ کتاب ایک اچھوتے، نادر اور منفرد موضوع پر ہے۔ اس کتاب میں بتایا گیا ہے کہ انسان کی خلائی ہجرت کے مضمرات اور عواقب و نتائج کیا ہو سکتے ہیں؟ کون کون سے عالمی ادارے خلائی تحقیقات کر رہے ہیں؟ اس کتاب میں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ یاجوج ماجوج کی حقیقت کیا ہے؟ ان کا اِس زمین پر کوئی وجود ہے یا نہیں؟ کیا وہ کوئی خلائی مخلوق ہیں؟

سائنسی موضوعات سے دل چسپی رکھنے والے قارئین کے لیے یہ کتاب اپنے اندر دلچسپی کا بہت ساماں رکھتی ہے۔

۱۶۔ تراجمِ کتب

اس سال درج ذیل کتب دنیا کی مختلف زبانوں میں تراجم ہو کر زیورِ طبع سے آراستہ ہوئیں:

۱۔ *A Real Sketch of the Prophet Muhammad* ﷺ کا آٹھ زبانوں میں ترجمہ شائع ہوا ہے: فرانسیسی، ہسپانوی، اطالوی، ڈینش، نارویجین، جرمن، سویڈش، تیلگو اور کشمیری۔ اِس طرح یہ کتاب دنیا کی 13 زبانوں میں چھپ چکی ہے۔

۲۔ *Zakat and Charity* کا فرانسیسی زبان میں ترجمہ شائع ہوا ہے۔

۳۔ یہ اَمر بھی قابلِ ذکر ہے کہ سال 2022ء میں شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی 51 کتب ہندی زبان میں ترجمہ کر کے شائع کی گئی ہیں۔ علاوہ ازیں بنگلہ دیش میں متعدد کتب کا بنگالی زبان میں ترجمہ کیا گیا ہے۔

❁❁❁❁❁

اے خالقِ کون و مکاں

تیرا نام ہے وردِ زباں — اے خالقِ کون و مکاں
تو ہے رفیقِ دو جہاں — اے خالقِ کون و مکاں
اے خالقِ کون و مکاں

منزل کی جانب ہے رواں — منہاج کا یہ کارواں
ہو شادماں اور کامراں — یہ کارواں دونوں جہاں
اے خالقِ کون و مکاں

رحمت کا در ہو وا ترا — رحمت سے بھر دامن مرا
مانگیں کرم تجھ سے ترا — منہاج کے پیر و جواں
اے خالقِ کون و مکاں

ہر ایک دل بس یہ کہے — نظرِ نبی سب پر رہے
مولا کرم ایسا کرے — عشقِ نبی ہو حرزِ جاں
اے خالقِ کون و مکاں

وابستہ ور کن ور فیق — سب کو بنا ایسا خلیق
باہم رہیں ہر دم شفیق — سرکار کے ہوں مدح خواں
اے خالقِ کون و مکاں

سرخ و سفید و سبز رنگ — پوری کرے گا ہر امنگ
ہو گی یہ دنیا ساری دنگ — ہو سربلند اپنا نشاں
اے خالقِ کون و مکاں

یہ درس گہ آباد ہو — ہر ایک طالب شاد ہو
سب کو سبق ہر یاد ہو — ہر اک دیا ہو ضو فشاں
اے خالقِ کون و مکاں

سب مشکلیں تو دور کر — ہم سب کو تو مسرور کر
سب کی دعا منظور کر — سب پر رہے تو مہرباں
اے خالقِ کون و مکاں

طاہر کا پورا خواب ہو — مصطفوی انقلاب ہو
یہ گلستاں شاداب ہو — جذبوں کی آب و تاب ہو
مظفر ترا ہے نغمہ خواں — اے خالقِ کون و مکاں

(میاں مظفر الدین مظفر سعیدی)

https://www.minhaj.info/

"فہمِ دین پراجیکٹ"

دعوت اور فروغِ دین کے اس پراجیکٹ کے تحت
بانی وسرپرست تحریک منہاج القرآن ڈاکٹر محمد طاہرالقادری
کی آواز میں ہزار ہا افراد تک مصطفوی تعلیمات پہنچائی جارہی ہیں

حفیظ اللہ جاوید

دینِ اسلام کی دعوت کو ہر فرد بشر تک پہنچانا حضور نبی اکرم ﷺ کے کارِ نبوت میں شامل تھا۔ اللہ رب العزت نے حضور نبی اکرم ﷺ کے فریضۂ تبلیغ کی احسن ادائیگی کے لیے ارشاد فرمایا:

يٰٓاَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ۔

" اے (برگزیدہ) رسول! جو کچھ آپ کی طرف آپ کے رب کی جانب سے نازل کیا گیا ہے (وہ سارا لوگوں کو) پہنچا دیجیے۔" (المائدہ، ۵: ۶۷)

اس ارشاد ربانی کی روشنی میں تعلیماتِ اسلام کو انسانیت تک پہنچانا نہ صرف فریضۂ رسالت بلکہ بحیثیت امتی ہمارے فرائض میں بھی شامل ہے۔ جیسا کہ ارشاد ربانی ہے:

وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ۔

" اور تم میں سے ایسے لوگوں کی ایک جماعت ضرور ہونی چاہیے جو لوگوں کو نیکی کی طرف بلائیں اور بھلائی کا حکم دیں اور برائی سے روکیں، اور وہی لوگ بامراد ہیں۔" (آل عمران، ۳: ۱۰۴)

اس آیتِ مبارکہ کے مطابق امتِ محمدی ﷺ میں درج ذیل تین اوصاف موجود ہیں:

۱۔ لوگوں کو خیر کی دعوت دینا۔
۲۔ لوگوں کو نیکی کی طرف بلانا۔
۳۔ برائی سے روکنا۔

ان تین چیزوں کو جمع کرنے سے خدمتِ دین وجود میں آتی ہے اور یہ جدوجہد اقامتِ دین کہلاتی ہے۔ تحریک منہاج القرآن اقامتِ دین کی عظیم عالمگیر تحریک ہے اور اس تحریک کے وابستگان اقامتِ دین کے عظیم مشن کے کارکنان ہیں۔

اللہ رب العزت نے شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری مدظلہ العالی کو دورِ حاضر میں اسلام کی سب سے بہترین تعبیر و تشریح کی توفیق ارزانی عطا فرمائی ہے۔ دین اسلام کی تعلیمات کو قائد کی آواز میں دنیا بھر میں پہنچانا تحریک منہاج القرآن کے ہر عہدیدار، رفیق اور کارکن پر لازم ہے۔ یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ کسی بھی تحریک کے فروغ میں دعوت انتہائی اہم کردار ادا کرتی ہے۔ دعوت کی اہمیت کسی بھی تحریک میں ایسے ہی ہے جیسے انسانی جسم میں Circulation of blood۔ خون کی گردش نہ صرف زندگی کی علامت ہے بلکہ یہی زندگی کی حقیقی ضمانت بھی ہے۔ اسی طرح دعوت بھی کسی تحریک کو توانا رکھنے اور اسے فروغ دینے کی قوت فراہم کرتی ہے۔

دعوت کے مختلف ذرائع اور سوشل میڈیا کی اہمیت

تحریک منہاج القرآن نے گزشتہ 42 سالوں میں فروغِ دعوت کے لئے مختلف ذرائع استعمال کیے ہیں اور کر رہی ہے جن میں عوامی تعلیمی مراکز، سکولز، کالجز، یونیورسٹیز، الیکٹرانک و

☆ ڈائریکٹر فہم دین پراجیکٹ

https://www.minhaj.info/

پرنٹ میڈیا، دروس قرآن، دروس تصوف، عرفان القرآن کورسز، آئیں دین سیکھیں کورسز، عوامی اجتماعات، سیمینارز، کانفرنسز اور محافل سمیت ہر ذریعۂ دعوت شامل ہے۔

گزشتہ چند سالوں سے سوشل میڈیا اپنی افادیت کے لحاظ سے موثر ترین، سستا اور آسان ذریعۂ دعوت بن چکا ہے۔ دنیا بھر میں سوشل میڈیا استعمال کرنے والوں کی تعداد کروڑوں سے تجاوز کر چکی ہے۔ دورِ حاضر کا تقاضا ہے کہ ہم اس ذریعۂ دعوت کو اپنائیں تاکہ مختصر دورانیے اور کم وسائل میں اپنی دعوت کا وسیع پیمانے پر صحیح ابلاغ کر سکیں۔

فہمِ دین پراجیکٹ: تعارف اور مقاصد

اس مقصد کے حصول کے مارچ 2021ء میں مرکز منہاج القرآن کی طرف سے ''فہمِ دین پراجیکٹ'' کا آغاز کیا گیا۔ اس پراجیکٹ کے تحت تجدیدِ دین، احیائے اسلام، فروغِ امن و سلامتی اور اصلاحِ احوال پر مبنی اسلامی تعلیمات کی دعوت اولاً تحریک منہاج القرآن کے وابستگان اور ثانیاً دنیا بھر کے لوگوں کو شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کے خطابات کی صورت میں سوشل میڈیا کے ذریعے دی جاری ہے۔

تحریک منہاج القرآن کے Vision 2025 کے اہداف کی روشنی میں اس عظیم مصطفوی مشن کے ساتھ 20 لاکھ افراد کو وابستہ کرنے اور 10 لاکھ افراد کو باقاعدہ اس علمی، فکری، اصلاحی، فلاحی تحریک کے رفیق اور کارکنان بنانا ہمارا اولین ہدف ہے تاکہ زیادہ سے زیادہ لوگ اس مصطفوی مشن کے ساتھ باقاعدہ وابستہ ہو کر اپنے اخلاق و اعمال اور سیرت و کردار کو اسلام کی حقیقی تعلیمات کے مطابق سنوار سکیں اور حضور نبی اکرم ﷺ کی محبت و عشق کے چراغ سے اپنے قلوب و ارواح کو منور کر سکیں۔

فہمِ دین پراجیکٹ کے مقاصد درج ذیل ہیں:

ا۔ اسلام کی تعلیماتِ امن و رحمت کو انسانیت تک پہنچانا۔

۲۔ معاشرے سے مٹتی ہوئی علمی، اخلاقی، معاشرتی اور روحانی اقدار کو پھر سے زندہ کرنا۔

۳۔ ہزاروں رفقاء و کارکنان کو دعوت و تبلیغِ حق کی جدوجہد میں شریک کرنا۔

۴۔ زیرِ دعوت افراد کو مرحلہ وار تربیت کے عمل سے گزار کر بحیثیتِ مصطفوی کارکن جدوجہد میں شریک کرنا۔

فہمِ دین پراجیکٹ کی تاحال کارکردگی

الحمدللہ تعالیٰ شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی ہدایات کی روشنی میں عام و خاص کو دینِ اسلام کی حقیقی تعلیمات سے منور کرنے کے لیے ''فہمِ دین'' کے عنوان سے یہ خوبصورت پراجیکٹ گزشتہ ایک سال سے انتہائی کامیابی کے ساتھ اصلاحِ معاشرہ میں اپنا کلیدی کردار ادا کر رہا ہے۔ مرکز سے لے کر یونٹ لیول تک کے دنیا بھر کے تمام عہدیداران واٹس ایپ گروپس میں شامل ہیں۔ تمام مرکزی قائدین سے لے کر یونین کونسل کے ذمہ داران اپنی تنظیمی ذمہ داریاں نبھانے کے ساتھ ساتھ بحیثیت مصطفوی کارکن اپنی اپنی براڈکاسٹ لسٹوں کے ذریعے دعوتی عمل میں شریک ہیں۔ اب تک اضلاع لیول پر تمام فورمز کے 560 سے زائد ایپ گروپس ہیں اور ان گروپس کے ممبران کی تعداد 24 ہزار سے زائد ہے۔ جبکہ ان براڈکاسٹ لسٹوں میں زیرِ دعوت افراد کی تعداد ڈیڑھ لاکھ سے تجاوز کر چکی ہے۔

مرکز کے دیئے گئے لائحہ عمل کے مطابق براڈکاسٹ لسٹوں کے ذریعے کم از کم سو افراد کو شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کے خطابات سنانے کا **فریضہ** سر انجام دینے والوں کو ''مصطفوی کارکن'' کے ٹائٹل سے نوازا جاتا ہے۔ یہ ''مصطفوی کارکن'' تحریک کے اس دعوتی عمل میں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتا ہے۔ ہر ''مصطفوی کارکن'' کی ذمہ داریوں میں شامل ہے کہ وہ مرکز سے جاری ہونے والے کلپس اپنے زیرِ دعوت افراد کو بھیجتا ہے اور پھر ان سے فیڈ بیک بھی لیتا ہے۔ اِن ''مصطفوی کارکنان'' کی انتھک محنت کی وجہ سے اصلاحِ احوال اور تعمیرِ سیرت و کردار کا عمل تیزی سے جاری ہے اور کثیر تعداد میں لوگ تحریک کے رفیق اور کارکن بنتے ہوئے تحریک کی جملہ سرگرمیوں میں عملاً شریک ہو رہے ہیں۔ ایک سال کی قلیل مدت میں اب تک 21 ہزار سے زائد افراد ''مصطفوی کارکن'' کا اعزاز حاصل کر چکے ہیں۔

''فہمِ دین پراجیکٹ'' کے تحت شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کے منتخب خطابات سے کلپس کی تیاری کے لئے مارچ 2021ء میں کلپنگ ڈیسک کا قیام عمل میں لایا گیا جو باقاعدگی سے کلپس تیار کر کے فیلڈ میں بھیج رہا ہے۔ اب

https://www.minhaj.info/

تک سیکڑوں کلپس سوشل میڈیا پر مختلف واٹس ایپ گروپس کے ذریعے وائرل ہو رہے ہیں۔ اِن کلپس کی خاص بات یہ ہے کہ اس کے ساتھ خطاب کا تحریری خلاصہ اور اصل خطاب کا مکمل لنک بھی ساتھ ارسال کیا جاتا ہے۔

’’فہم دین پراجیکٹ‘‘ کی ایک خاص بات یہ ہے کہ اس انداز سے دعوت کے اس عمل کو نہایت منظم انداز میں چلایا جارہا ہے۔ منہاج انٹرنیٹ بیورو کے تعاون سے تیار کردہ باقاعدہ ایک سافٹ ویئر کے ذریعے تنظیمی ذمہ داران، مصطفوی کارکنان اور زیرِ دعوت افراد (وابستگان) کا ریکارڈ رکھا جاتا ہے۔ مرکز بڑی آسانی سے اس سافٹ ویئر کے ذریعے خطابات سننے والے عہدیداران کا جائزہ لیتا رہتا ہے۔

علاوہ ازیں ’’فہمِ دین پراجیکٹ‘‘ کے کام میں مزید تیزی لانے کے لیے فہمِ دین ایپ بھی ہے۔ اس کے ذریعے کلپس بھیجنا اور سماعت کرنا، خطابات کا ریکارڈ، گروپس کی مانیٹرنگ اور ’’مصطفوی کارکنان‘‘ کی کارکردگی کا بآسانی جائزہ لیا جا سکتا ہے۔ اس ایپ میں helping videos کے ذریعے اس ایپ کے کام کے طریقہ کار کو بھی ملاحظہ کیا جاسکتا ہے۔

گوگل پلے سٹور سے Fehm-e-din ایپ ڈاؤن لوڈ کر کے اس پراجیکٹ کے ذریعے تجدید دین، احیائے اسلام، اصلاحِ احوال اور اسلام کی حقیقی تعلیمات کے فروغ کے اس مصطفوی مشن کے پیغام سے ہر دل اور ہر گھر کو دینِ اسلام کی تعلیمات کا گہوارہ اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول حضور نبی اکرم ﷺ کی محبت کا مرکز بنانے کی جدوجہد کا حصہ بنیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس مصطفوی مشن میں استقامت عطا فرمائے اور شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کو عمرِ خضر عطا فرمائے جن کی شخصیت اور تعلیمات نے ہمیں حضور نبی اکرم ﷺ کے در کی حقیقی غلامی عطا فرمائی۔

اس پراجیکٹ کے بارے میں مزید معلومات کے لیے ان نمبرز پر رابطہ کریں:

میاں عبدالقادر (کوآرڈینیٹر فہمِ دین پراجیکٹ)

0300-8652466

محمد رضا طاہر (ڈپٹی کوآرڈینیٹر فہمِ دین پراجیکٹ)

0332-5668213

❁❁❁❁❁

امت مسلمہ کی فکری و عملی رہنمائی کی طرف گامزن
تجدید و احیائے دین کے لئے مصروف عمل سفیر امن و محبت
شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری مدظلہ
کی خدمات جلیلہ کو ان کی 72 ویں سالگرہ
کے پُرمسرت موقع پر سلام پیش کرتے ہیں

منجانب: حی علی الفلاح اسلامک لرننگ کورسز
شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کے علمی، فکری، روحانی اور اصلاحی خطابات پر مبنی آن لائن کورسز
مشتاق علی خان سہروردی، شوکت علی (0322-6197500)

الاعظمیہ انسٹی ٹیوٹ...... ایک تعارف

’’الاعظمیہ‘‘ منہاج القرآن انٹرنیشنل کی تعلیمی خدمات کا ایک روشن باب ہے

تحمل و برداشت کی اقدار کے فروغ کیلئے بامقصد تعلیمی ادارے ناگزیر ہیں: شیخ الاسلام

شاہد لطیف (ڈائریکٹر ریسورسز اینڈ ڈویلپمنٹ منہاج القرآن انٹرنیشنل)

کسی بھی ریاست اور معاشرہ کا اندرونی استحکام اور بیرونی مداخلت سے تحفظ کا انحصار معاشی نمو کے تسلسل، معیاری تربیت کی حامل افرادی قوت اور اعلیٰ درجے کی تحقیق کے بغیر ناممکن ہے۔اس تصور کو مدنظر رکھتے ہوئے دنیا کے ترقی یافتہ ممالک اپنی جی ڈی پی کا ایک غالب حصہ تعلیم خصوصاً اعلیٰ تعلیم اور تحقیق پر خرچ کرتے ہیں کیونکہ اِنہیں کامل یقین ہے کہ تعلیمی ادارے ہر شعبے کے لئے ماہرین پیدا کرتے ہیں اور ملکوں اور اقوام کو ترقی یافتہ ممالک کی صف میں شامل کرتے ہیں۔

تحریک منہاج القرآن کے بانی و سرپرست شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری نے تحریک منہاج القرآن کی بنیادیں علم و عمل کی فکر پر استوار کی ہیں اور تحریک منہاج القرآن نے اپنے قیام کے محض 40 سالوں میں عصری و دینی علوم کے انتہائی شاندار تعلیمی ادارے قائم کر کے لاکھوں طلبہ و طالبات پر اعلیٰ تعلیم کے دروازے کھولے۔ یہ بات لائق تحسین ہے کہ بالخصوص گزشتہ دو دہائیوں سے پاکستان میں اعلیٰ تعلیم کے فروغ کے لئے نئی یونیورسٹیاں اور اعلیٰ تعلیمی ادارے قائم کرنے کے لئے ریاستی سطح پر نجی شعبہ کی حوصلہ افزائی کی جارہی ہے۔ تحریک منہاج القرآن کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ اس نے اپنی تشکیل کے پہلے دن سے لے کر تاحال ہر گزرتے دن کے ساتھ ساتھ پاکستان کی عوام کے لئے معیاری تعلیم کے انسٹی ٹیوشن قائم کئے۔

پاکستان میں تعلیم کے شعبہ میں منہاج یونیورسٹی لاہور، جامعہ اسلامیہ منہاج القرآن، کالج آف شریعہ اینڈ اسلامک سائنسز، منہاج کالج برائے خواتین لاہور، منہاج ایجوکیشن سوسائٹی، نظام المدارس پاکستان، لارل ہوم انٹرنیشنل سکولز، آغوش گرائمر ہائر سیکنڈری سکولز (میل فی میل کیمپس)، تحفیظ القرآن انسٹی ٹیوٹ جیسے مثالی تعلیمی اداروں کے ذریعے تعلیم یافتہ پاکستان کی طرف قابل رشک پیش رفت جاری ہے۔ منہاج القرآن کی فکری رہنمائی میں کام کرنے والے ان تعلیمی اداروں میں ڈیڑھ لاکھ سے زائد طلبہ وطالبات مذہبی وعصری علوم کی تعلیم حاصل کررہے ہیں۔ منہاج القرآن کے یہ تعلیمی ادارے تعلیم کے ساتھ ساتھ تربیت کی فراہمی کے حوالے سے وطن عزیز میں اپنی ایک منفرد شناخت رکھتے ہیں۔

اب ایک قدم اور آگے بڑھتے ہوئے اعلیٰ اور بامقصد تعلیم کے فروغ کے لئے الاعظمیہ انسٹی ٹیوٹ قائم کیا جارہا ہے۔الاعظمیہ انسٹی ٹیوٹ اعلیٰ تعلیمی معیار کو برقرار رکھتے ہوئے سرکاری شعبے کے ساتھ قریبی شراکت داری اور قابل قدر تعاون

https://www.minhaj.info/

کو یقینی بنائے گا اور تعلیمی خدمات کے معیار اور مقدار میں بہتری لانے کے ساتھ ساتھ عصری و مذہبی علمی اقدار کے فروغ کے لئے بھرپور توجہ مرکوز کرے گا۔ الاعظمیہ انسٹی ٹیوٹ فیروز پور روڈ سوک سینٹر ٹاؤن شپ لاہور میں وسیع رقبہ پر مشتمل موجودہ تعلیمی کمپلیکس کی از سر نو تشکیل کرتے ہوئے قائم کیا جارہا ہے جو ایک خود مختار ڈگری انسٹی ٹیوٹ ہوگا۔

مقاصد

۱۔ الاعظمیہ انسٹی ٹیوٹ اعلیٰ معیار تعلیم کو متعارف کروانے کے ساتھ ساتھ عالمی سطح کے مطلوبہ تعلیمی و تحقیقی معیار کو یقینی بنائے گا۔

۲۔ الاعظمیہ انسٹی ٹیوٹ کے ذریعے اعلیٰ معیار کے سکالرز تیار کئے جائیں گے جو عصری تقاضوں کے مطابق پیشہ وارانہ تقاضوں کو پورا کریں گے۔

۳۔ الاعظمیہ انسٹی ٹیوٹ سائنسی، اخلاقی، روحانی، نظریاتی اور عملی تعلیمی بنیادوں پر ایک ایسا نظام تعلیم تشکیل دے گا جس میں نوجوانوں کو ضروری مہارتوں سے لیس کیا جائے گا تاکہ وہ پورے اخلاص کے ساتھ ملک و قوم کی خدمت کر سکیں۔

۴۔ الاعظمیہ انسٹی ٹیوٹ لسانی علوم، شریعہ قوانین اور اسلامی اقدار کے تقابلی جائزے کے لئے ایک ایسا تعلیمی، تربیتی فارمیٹ وضع کرے گا جس کے تحت فارغ التحصیل سکالر دور جدید کے مسائل کا حل پیش کر سکیں۔

الاعظمیہ انسٹی ٹیوٹ کی ضرورت

۱۔ کسی بھی قوم کی کردار سازی میں مذہبی تعلیمات کا کردار انتہائی اہم ہوتا ہے۔ لہٰذا ایک ایسے انسٹی ٹیوٹ کی ضرورت ہے جو طلباء کو قرآن مجید اور سیرت رسول ﷺ کی روشنی میں زندگی کے حقیقی معنوں کو سیکھنے اور سمجھنے میں مدد دے اور انہیں جدید معاشرے میں درپیش چیلنجز سے عہدہ براہونے کے قابل بنا سکے۔

۲۔ اس وقت ایک چھت تلے عصری و مذہبی علوم کی اعلیٰ تعلیم اور ڈگری دینے والا کوئی ایک بھی خود مختار اعلیٰ تعلیمی ادارہ موجود نہیں ہے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ اس خلاء کو الاعظمیہ انسٹی ٹیوٹ پُر کرے گا۔

۳۔ الاعظمیہ انسٹی ٹیوٹ کے لئے انتہائی عرق ریزی اور احتیاط کے ساتھ تعلیمی و تدریسی سطح پر ایسی منصوبہ بندی کی گئی ہے جس کے ذریعے سوسائٹی کو درپیش نظریاتی و فکری ابہام و اشکالات کا ازالہ کیا جاسکے گا۔

۴۔ الاعظمیہ انسٹی ٹیوٹ اپنے معیار تعلیم اور جدید طریقہ تدریس و تحقیق اور پیشہ وارانہ افرادی قوت کی تیاری کے ذریعے معاشرے کی بدلتی ہوئی سماجی ضروریات کو پورا کریگا۔

۵۔ الاعظمیہ انسٹی ٹیوٹ متعدد پیشہ وارانہ اور اکیڈیمک شعبوں میں اعلیٰ تعلیم و تحقیق کی سہولیات مہیا کرے گا تاکہ نجی شعبے میں اعلیٰ تعلیم تک رسائی کے فروغ میں عوام اور تعلیم کے فروغ کی ریاستی پالیسی میں معاونت کی جاسکے۔

متوقع سماجی فوائد

الاعظمیہ انسٹی ٹیوٹ سے فارغ التحصیل طلبہ و طالبات جب عملی میدان میں قدم رکھیں گے تو ان کے سامنے کیریئر کے وسیع تر مواقع موجود ہوں گے۔ جامع اسلامیہ منہاج القرآن اور کالج آف شریعہ اینڈ اسلامک سائنسز اور موجودہ تعلیمی سیٹ اپ کے ذریعے پہلے ہی ہزاروں ماہرین تیار کئے جا چکے ہیں جو مختلف سرکاری اور نیم سرکاری اداروں میں تعلیمی اور تحقیقی خدمات انجام دے رہے ہیں۔ منہاج القرآن کے تعلیمی اداروں کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ یہاں کے کئی فارغ التحصیل طلبہ و طالبات اپنی ڈگری کی بدولت سرکاری، نیم سرکاری و مختلف معروف مذہبی اور غیر منافع بخش (این جی اوز) تنظیموں میں خدمات انجام دے رہے ہیں۔

الاعظمیہ انسٹی ٹیوٹ کی پُر شکوہ عمارت

ادارہ منہاج القرآن الاعظمیہ انسٹی ٹیوٹ کو سپانسر کرے گا جس کی بنیاد شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری نے

https://www.minhaj.info/

17اکتوبر 1980ء کو رکھی اور اس کے دستور کی متفقہ منظوری 6نومبر 1981ء کو دی گئی۔

مجوزہ تعمیراتی پلان کے مطابق بیسمنٹ سمیت الاعظمیہ انسٹی ٹیوٹ کی عمارت 7فلورز پر مشتمل ہوگی:

۱۔ بیسمنٹ میں کار پارکنگ سمیت 600افراد کے لئے Multi Purpose Hall ڈیزائن کیا گیا ہے۔

۲۔ گراؤنڈ فلور آفیشل دفاتر پر مشتمل ہو گا جس میں وائس چیئرمین، وائس چانسلر، میٹنگ رومز، پرنسپل آفس، ایگزامینیشن برانچ، ایڈمن آفس، ایڈمیشن آفس، فنانس اینڈ اکاؤنٹ آفس، سٹاف کے لئے پریئر ہال، سٹاف روم، استقبالیہ، وائس پرنسپل آفس، ڈین آفسر، ایچ او ڈی آفسر و دیگر اکیڈیمک آفسر ہوں گے۔

۳۔ فرسٹ اور سیکنڈ فلور پر 1100 طلبہ کے لئے 21 کلاس رومز ہوں گے۔ تین سپیشلائزیشن ہالز، دو ڈین آفس، کامن روم اور ٹیچر زرومز ہوں گے۔

۴۔ تھرڈ فلور پر وسیع و عریض لائبریری ہال اور 700 چیئرز پر مشتمل کانفرنس ہال ہوگا

۵۔ فورتھ فلور پر 11رہائشی کمرے فیکلٹی ممبران اور تقریباً200 طلباء کے لئے رہائشی سہولت میسر ہوگی۔ فورتھ فلور کامن رومز، ان ڈور گیمز اور ٹی وی لائونج کی سہولت سے بھی آراستہ ہوگا۔

۶۔ ففتھ فلور پر 200 طلباء کے لئے 14 رہائشی کمروں کی سہولت ہو گی۔ 280افراد کیلئے ڈائننگ ہال اور 130 افراد کی پریئر ہال ہوگا۔

الاعظمیہ انسٹی ٹیوٹ کے عظیم الشان تعلیمی منصوبہ کے فیزون کا سنگ بنیاد رکھا جاچکا ہے۔ مخیر حضرات اس عظیم الشان تعلیمی منصوبہ کے تعمیراتی سٹرکچر میں اپنی ڈونیشن کی شکل میں حصہ لے کر مستقبل کے تعلیم یافتہ اور باشعور پاکستان کی تعمیر کی جدوجہد میں شامل ہو سکتے ہیں۔

مدینۃ الزہراء (بریڈ فورڈ)

مدینۃ الزہراء منہاج القرآن انٹرنیشنل کا ایک عظیم الشان تعلیمی، تربیتی کمیونٹی پراجیکٹ ہے جو برطانیہ، بریڈ فورڈ میں زیر تعمیر ہے۔ اس منفرد تعلیمی و تربیتی منصوبہ کے قیام کا مقصد دیارِ غیر میں آباد مسلم فیمیلیز کے بچوں کو دین اور عصری تقاضوں کے مطابق گھر کی دہلیز کے قریب ترین تعلیم و تربیت فراہم کرنا ہے۔ کمیونٹی کی شمولیت جدید تعلیم و تربیت کی فراہمی مدینۃ الزہراء پراجیکٹ کے مرکزی اہداف ہیں۔ مدینۃ الزہراء میں سنٹر آف ایکی لینس، اسلامک انسٹی ٹیوٹ، آڈیٹوریم، لیگل ایڈوائس بیورو، کمیونٹی انٹرپرائز ہب، ایجوکیشن سنٹر، ریٹیل کمپلیکس اور سوشل ایکٹیویٹیز کی سہولیات مسلم کمیونٹی کو دستیاب ہوں گی۔

مسلم اُمہ کی آئندہ نسلوں کی تعلیم و تربیت کے عظیم الشان تعلیمی منصوبہ جات کی سرپرستی شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری دامت برکاتہم العالیہ براہِ راست فرمارہے ہیں۔ آپ نے مدینۃ الزہراء پراجیکٹ کے سنگ بنیاد کے حوالے سے منعقدہ تقریب میں گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ سماجی، معاشرتی معاملات میں تحمل و برداشت اور تدبر کی اقدار کو فروغ دینے کے لئے تعلیم و تربیت کو فروغ دینا ہو گا۔ اللہ رب العزت کا صد ہا شکر ہے کہ جس کی توفیق سے ہمارے دلوں میں تعلیم و تربیت کے ادارے تعمیر کرنے کی سوچ آئی۔ مدینۃ الزہراء کے عظیم الشان منصوبہ کی تعمیر حصہ لینے والی خواتین و حضرات کو بھی مبارکباد دیتا ہوں۔ مالی اور وقت کی قربانی دینے والے مردوں کو اجر و ثواب ملتا ہی ہے مگر اس قربانی کے پیچھے خواتین بھی ہوتی ہیں جو کارِ خیر کے کاموں میں مردوں کا حوصلہ بنتی ہیں۔ ایسی خواتین کے لئے اجر و ثواب دوگنا ہوتا ہے۔

https://www.minhaj.info/

مدینۃ الزہراء کے عظیم الشان منصوبہ کی تکمیل کا میں منتظر ہوں۔ ان شاءاللہ تعالٰی اس منصوبہ کی تکمیل پر یہاں یورپ بھر سے علماء بھی آئیں گے، مختلف مکتب فکر کے افراد بھی آئیں گے اور منہاج القرآن انٹر نیشنل یورپ کے رفقائے کار اور ان کی فیملیز کے ممبرز بھی آئیں گے اور علمی، تربیتی اعتبار سے استفادہ کریں گے۔

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری نے علم کی فضیلت اور اہمیت پر گفتگو کرتے ہوئے فرمایا کہ علم شک کو دور کرتا ہے اور شک ایمان کے لئے زہر قاتل ہے۔ جو کچھ ہم جانتے ہیں اگر اس میں کوئی شک رہے تو اسے علم نہیں کہا جا سکتا کیونکہ علم کا نور جہالت، رحم، شک اور ظن کو ختم کر دیتا ہے۔ اسی لئے علم کی تعریف کی جاتی ہے کہ "بے شک علم وہ صفت ہوتی ہے جس کے ذریعے سے زندہ شخص سے جہالت، شک اور ظن کی نفی کی جاتی ہے۔"

شیخ الاسلام نے شرق و غرب کے علوم و فنون کا احاطہ کرنے والے تعلیمی اداروں کی ضرورت و اہمیت اجاگر کرتے ہوئے فرمایا: اکثر لوگ ظن کو علم بنائے پھرتے ہیں۔ دوسرے لفظوں میں جو ان کے خیال میں ہے وہ اُسے ہی علم سمجھتے ہیں۔ ہماری سوسائٹی، سماج اور بد قسمتی سے اُمہ کا یہ مزاج بن چکا ہے کہ ہم تھوڑے سے علم اور ادراک کو کلیت گمان کر لیتے ہیں اور اسی بنیاد پر اُمت کی اصلاح کی بزعم خویش باگ ڈور بھی سنبھال لیتے ہیں۔ عبادت گزری وجہ نیابت الٰہیہ نہیں ہے بلکہ علم کا نور ہی ایسی فضیلت کا حامل ہے جو بندے کو اللہ تعالیٰ کا نائب بناتا ہے۔ علم عبادت کے مقابلے میں فضیلت رکھتا ہے۔ انہوں نے دعا کی کہ اللہ رب العزت تحریک منہاج القرآن کو علم و تربیت کے ادارے تشکیل دیتے رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔

❁❁❁❁❁

رفقاء اور تنظیمات متوجہ ہوں!

کاغذ کی بڑھتی ہوئی قیمت کے سبب مرکزی مجلسِ شوریٰ کے فیصلہ کے مطابق ماہنامہ منہاج القرآن اور ماہنامہ دخترانِ اسلام کی ترسیل کو ماہِ اگست 2022ء سے زیرِ رفاقت سے الگ کر دیا گیا ہے۔ اس فیصلہ کی روشنی میں تمام رفقاء تحریک منہاج القرآن کو اب یہ شمارے مرکز سے ترسیل نہیں کیے جاتے۔ تاہم ان شماروں کی Soft Copy تحریک منہاج القرآن کی جملہ ویب سائٹس، فیس بک اور دیگر واٹس ایپ گروپ میں باقاعدگی سے شیئر ہو رہی ہے۔

- جو رفقاء اور تنظیمات اِن شماروں کی Printed کاپی حاصل کرنا چاہتے ہیں وہ الگ سے مجلہ آفس سے اس کی سالانہ خریداری (ماہنامہ منہاج القرآن 700 روپے + ماہنامہ دختران اسلام 700 روپے) حاصل کر سکتے ہیں۔
- تنظیمات کو یہ اطلاع بھی دی جاتی ہے کہ قائمہ کمیٹی کے فیصلہ کی روشنی میں تمام تحصیلی، ضلعی، ڈویژنل اور صوبائی دفاتر اور منہاج ایجوکیشن سوسائٹی کے جملہ سکولز کے لیے ان دونوں شماروں کی سالانہ خریداری لازمی ہے۔ لہٰذا تنظیمات اور سکولز کے ذمہ داران بہر صورت اپنے دفاتر اور سکولز کے لیے اِن شماروں کی سالانہ خریداری حاصل کریں۔
- سالانہ خریداری کے لیے رقم درج ذیل اکاؤنٹ میں بھجوائیں:

Account Title: MAHANAMA, Account #:01970014575103

حبیب بینک لمیٹڈ، فیصل ٹاؤن برانچ ماڈل ٹاؤن لاہور

- رقم اکاؤنٹ میں بھجوانے کے بعد اس کی رسید اور اپنا ایڈریس درج ذیل نمبر ز پر واٹس ایپ کریں:

Mobile#.0307-8896052, 0300-8105740

https://www.minhaj.info/

ان کا صبر و رضا ان کی نکتہ رسی
دین و دنیا کی ہر بات سے آگہی
ان کا جذبِ دروں اور ان کی خودی
زندگی سلسلۂ مہمّات ہے
دوستو! میرے قائد کی کیا بات ہے

ہم اپنے محبوب قائد، سفیرِ امن، مجددِ رواں صدی

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کو

72 ویں سالگرہ

پر دل کی اتھاہ گہرائیوں سے

مبارکباد

پیش کرتے ہیں

ان پرمسرت و پرکیف لمحات کے موقع پر احیائے اسلام اور
اصلاح احوال کیلئے کی جانے والی ان کی جملہ کاوشوں کو سلام پیش کرتے ہیں
اللہ تعالیٰ اس مصطفوی مشن میں ہمیں ان کی معیت میں استقامت عطا فرمائے

منہاجُ القرآن انٹرنیشنل۔ناروے

Monthly
MINHAJ-UL-QURAN
FEB-2023
LAHORE
Regd CPL No.41

MUL

ADMISSIONS 2023 Spring

ADP | BS | BS 5th Semester | MPhil | PhD

WORLD RANKED GREEN CAMPUS IN THE HEART OF LAHORE

Morning and Weekend Classes